۷۸۶

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا

جلد دوم

الدُّرُّ المنظوم

فی ترجمہ

ملفوظ المخدوم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب بخاری المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہ

نے فیوض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شائقین علم و عمل میں تقسیم کیا

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

مقام طباعت ـــــ سید الیکٹرک پریس ملتان

تاریخ تکمیل ـــــ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ

ملنے کا پتہ ـــــ محی الدین عبید دواخانہ واقعہ

سرکلر روڈ حرم دروازہ ملتان شہر

فہرست ـــــ بقیہ صفحہ ۱۶

فہرست

الجلد الثانی من الدر المنظوم

ترجمۂ ملفوظ المخدوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایضاً شب عید میں وقت افطار

کے اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور بعادت قدیم نزدیک اپنے جگہ دی اور یہ عبارت فرمائی الیوم لنا عید وغداً لنا عید وکل یوم لم نعص اللہ فھو لنا عید یعنے آج اور کل ہماری عید ہے لیکن جس دن کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں وہی دن ہماری عید کا ہے بعد اسکے فرمایا کہ اس طرف مکہ و مدینہ مبارک میں عید کے دن خطیب پیادہ آتا ہے اور طبل و دہل و نا سے وغیرہ نہیں بجاتے ہیں میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ایسا مسنون ہے اور تکلف اس دیار کا معلوم ہے بعد اس کے فرمایا کہ بعض علما نے بعد ماہ رمضان کے گشت و تماشے کو مکروہ رکھا ہے

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من فرح بدخول رمضان داغلم بخروجہ
خرج من الذنوب کیوم ولدتہ امہ پس چاہیئے کہ بعد اس کے متصل
ماہ شوال کے چھ روزے رکھیں تاکہ گذشت ولما شئے کی جگہ جا یا نہ جائے
اور روزے میں مشغول رہے تاکہ ماہ رمضان کے جانے کا غم حاصل ہو
اور اس باب میں حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صام
رمضان ثم اتبعہ ستۃ من شوال فکانما صام الدھر یعنے جو شخص
کہ ماہ رمضان کے روزے رکھے پھر بعد اس کے چھ روزے شوال
کے رکھے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ صائم الدہر ہو یعنے تمام سال کے
تین سو ساٹھ دن ہیں اور ۳۶ کو دس میں ضرب دو تو وہی تین سو ساٹھ
ہوں گے پس اس نے تمام سال روزہ رکھا۔ قولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ
فلہ عشر امثالہا ایک عزیز دانشمند خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ بعد ماہ
رمضان کے اتصال صوم کا مکروہ ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت
ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رمضانکم کرمضاننا یعنے تمہارا رمضان
مثل ہمارے رمضان کے ہے جواب فرمایا کہ علمائے ہند جو اس
اتصال کو مکروہ کہتے ہیں وہ نہیں جانتے ہیں میں نے اس طرف مشائخ
و علماء و محدثین سے سنا ہے کہ مراد اس اتصال سے ہمراہ روزہ عید
کے ہے کیونکہ وہ متصل رکھتے ہیں اور عید کے دن ہرگز کچھ نہیں کھاتے
ہیں پس عید فرق سے اتصال نہ رہا کہ مشابہت ہو اور میں نے اس
طرف مشائخ و علماء کو دیکھا ہے کہ بعد عید کے چھ روزے متصل رکھتے ہیں

فی روزہ شوال

غرق وہی عید ہے پس دعا گو اُس زمانے سے چھ روزے شوال کے متصل رکھتا ہے اور یاروں سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح روزہ رکھو ہم نے قبول کیا اور قدم بوسی کی اور اپنے حجرے میں آ گئے پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فوائد کہ گفتم بنویس پس بنشتم **ایضاً** شبِ عیدِ فطر میں **وقت تہجد** کا خالی تھا میں نے قدم بوسی کی فرمایا فرزند من میں نے تیرے واسطے بھی حق تعالیٰ سے نام لے کر یہ عبارت دعا مانگی ہے کہ الٰہی اجعل ولدی المعنوی سید علاء الدین الذی کان اعتکف معی من المقربین لدیک والواصلین الیک وان تختم امرہ بالایمان وان تجعل عاقبتہ بالخیر وان تقضی حوائجہ وان تکفی مہماتہ وان تعافی بدنہ وان تجعلہ للمتقین اماما وان تجعلہ شیخا کبیرا وان تجعلہ محبوبا فی قلوب المؤمنین وان تحسن عملہ وحالہ وان تحصل مقصودہ وان ترزقہ العفاف والکفاف بکرمک یا مولانا وسیدنا پھر میں نے بھائی کے پائے بوسی کرائی فرمایا کہ میں نے اس کے واسطے بھی دعا کی ہے اور فرمایا تم نے خوب کیا کہ اس بار میرے ساتھ اعتکاف اربعین بجا لائے خدا تم سے تمہارا صوم و قیام قبول کرے پس ہم نے قدم بوسی کی بعد اس کے فرمایا کہ ہر سال دعا گو اربعین ماہ کا اعتکاف کرتا ہے اور شبِ عید میں مسجد سے باہر نہیں آتا ہے اور عید حق تعالیٰ سے واسطے اپنے اور یاروں کے مانگتا ہے اور پاتا ہے الحمد للہ۔

یہ فقیر اور اس فقیر کا بھائی رکاب سعادت میں واسطے نماز عید کے گئے بعد نماز عید اور خطبے کے رکاب سعادت میں پھرے یا مائدہ عام ہوا فقیر کو بعادت قدیم نزدیک اپنے جگہ دی بعد خرج یا مائدہ کے دو زلہ[1] طعام کے ایک تو اس فقیر کو دوسرا برادر فقیر کو دیا اور کپڑے اپنے بدن کے مستعمل عطا فرمائے پھر میں اعتکاف اربعین سے اٹھا تحصیل غرض اصلی اور مقصود کلی مراد کو پہونچا الحمد للہ علی ذلک بندہ کمینہ کو وقت مائدہ کے حلقہ یاران اعلیٰ میں نزدیک اپنے طلب فرماتے تھے اور جگہ دیتے تھے اسی طرح سبق کے وقت فرماتے فرزند من سبق بخوان یہ بات اُن کی بندہ نوازی اور مکارم اخلاق سے لکھنے میں آئی۔

سترھویں تاریخ ماہ شوال شب پنجشنبہ

کو میں نے شرف پائے بوسی حاصل کیا پوچھا میرے بھائی تو اچھے ہو اُٹھے اور کھڑے ہوئے اور اس فقیر کے ہاتھ کو چوما اور بغل میں لیا بعد اس کے فرمایا آج میں واسطے پوچھنے فرزندم ناصر الدین محمود کے گیا تھا اُس کا وجود تکسر رکھتا تھا یعنے اُس کے اعضا شکنی تھی اسلیئے کہ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صِلُوا الارحام مگر فرمایا کہ صِلُوا کے دو معنی ہیں ایک تو پیوستن یعنی ملنا ملانا دوسرے تر شدن یعنے تر ہونا یہاں پیوستن

صلہ رحم

---

[1] بالفتح و تشدید در عربی انچہ از طعام بہر کسے نگہدار ند و پس خوردہ ۱۲ غیاث اللغات

مراد ہے یعنے تم اپنے قرابتیوں سے پیوند کرو یعنے ملو بعد اس کے جب میں پھر آیا تو میں نے سنا کہ خان جہان آتا ہے ڈولہ دیکھتے ہی گھوڑے پر سے اُتر پڑا پیادہ ہو گیا چند قدم چلا میں نے کہا کہ جب وہ نزدیک آجائیگا تو میں اُتر پڑونگا کیونکہ میں ضعیف ہوں اور وہ تندرست ہے اور تبسم فرمایا پس جب وہ نزدیک آیا تو ملاقات ہوئی میں نے کہا کہ تو چند کام میرے کردے ایک کام یہ ہے کہ سید رکن الدین راجا مانکپوری کے تین گھوڑوں کا پروانہ دوسرا کام یہ ہے کہ سید شمس الدین قرضدار ہیں جلد تر اُن کو جرے سے دو تاکہ گھر چلے جاویں تیرا استحقاق چند منقول کا خانجہان نے عرض کیا کہ نشان کرنے کا مجھ کو حکم نہیں ہے لیکن باقی جو آپ نے فرمایا میں نے قبول کیا اسی اثنا میں حسن خادم برگ لائے فرمایا سب یاروں کو دو خادم نے عرض کیا کہ ایک لقمہ لگے گا فرمایا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملعون من اکل وحدہ ومنع رفدہ وضرب عبدہ یعنے ملعون ہے وہ شخص کہ جو تنہا کھانے بعد اس کے فرمایا کہ یہ تو بمنزلہ نا کہ[1] کے ہے سیری پر کھاتے ہیں نہ یہ کہ آدمی تنی[2] کھانے سے سیر ہوتے ہیں پس روا ہے کہ تنہا کھائے ایضاً ایک دانشمند خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ اُس شخص کی عورت کو تین طلاقیں ہیں اگر وہ اس گھر میں آئے پس وہ کیا کرے جواب فرمایا کہ ایک حیلہ ہے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دے دے وہ جدا ہو جائے گی اور گھر میں آئے تاکہ تین طلاقیں واقع نہ ہوں پھر از سر نو

[1] پھل احقر[2] پان مقصود ہے۔ احقر

ساحا ذم ... [illegible]

عقد نکاح کرے اُس دانشمند نے عرض کیا کہ یہ مشکل کسی دانشمند سے حل نہ ہوئی مخدوم سے حل ہو گئی پس لڑ ئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ بنویس پس نبشتم **ایضاً** جو نوافل کہ بعد فریضہ عشاء کے آتے ہیں اُن کو پڑھتے تھے اِس جگہ پہونچے تھے کہ وتر سے پہلے چار رکعتیں ہیں فرمایا کہ اُن کو سنت وتر کہتے ہیں اور قرات اُن کی مثل قرات سنت قبل عشاء کے ہے یعنے اول میں آیت الکرسی دوسری میں للّٰہ ما فی السموات تا آخر سورہ بقر تیسری میں یسبح للّٰہ تا بذات الصدور چوتھی میں لو انزلنا تا آخر سورہ حشر اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں دو رکعت سنت وتر ہیں اور وتر ایک رکعت ہے بعد اِس کے فرمایا کہ نزدیک ہمارے مخدوموں کے ان چار رکعتوں میں تعین نہیں ہے تکمیلاً للفرائض کی نیت کی ہے پس لڑ ئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس **ایضاً** ایک عزیز جیسا نام مخدوم کے فرید ولی سے تھا اُس نے خواب دیکھا عرض کیا کہ گویا ایک منبر کو آراستہ کیا ہے اور ایک خلق جمع ہوئی ہے اور مخدوم منبر پہ چڑھے ہیں اور وعظ کہتے ہیں درمیان نردبان منبر کے مولانا نصیر الدین نے فرائض لکھا ہے جواب فرمایا کہ دلیل وعظ کی ہے کہتے ہیں تا کہ وعظ کہے اور عاقبت مولانا نصیر الدین کی بخیر ہوئی ایک دن دعا گو کو ایک عزیز غریب مزاحم ہوا کہ وعظ کہیں میں نے اُس کا کہا سُنا اوچہ میں وعظ کہا **ایضاً** فرمایا سفوف لاوے یعنے پھنکی فرمایا کہ سفوف مضاعف ہے فعل اُس کا

سعتِ یسفّ ہے اور سفوف اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جو کھانے کو ہضم کرے

سترہویں ماہ شوال روز پنجشنبہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا اپ علی مدنی اور برادر مخدوم سید صدر الدین راجا
بھی خدمت میں حاضر تھے بات راہ کعبہ میں تھی فرمایا کہ الطریق الی البیت
بعید والی رب البیت قریب فمن زار البیت بھواء اللہ صار من المقربین
ومن زار البیت بھواء النفس صار من المبعدین یعنے خانہ کعبہ کی راہ
بہت دور ہے اور صاحب گھر کی طرف نزدیک ہے پس جو شخص کہ خانہ
کعبہ کی زیارت کرے بہ دوستی خدا تو وہ مقربوں سے ہو جاوے اور جو کوئی
بہوائے نفس زیارت کرے تو وہ دور ہونے والوں سے ہو گئے پس جو کام
کرے بہ دوستی خدا کرے نہ واسطے نفس کے ؎

اے قوم بحج رفتہ کجا ئید کجا ئید
محبوب ہمیں جاست بیائید بیائید

بعد اس کے فرمایا قولہ تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ کہ تم ہو اور ہم نزدیک تر
ہیں طرف بندے کے جان کی رگ سے مناسب اسکے حکایت
بیان فرمائی کہ امام بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ اُس سے پہلے واسطے
زیارت خانہ کعبہ کے تشریف لے جاتے تھے جب زیارت ہوئی کہ اسی جگہ
لے آتے ہیں فرمایا کہ میرے سر پر طواف کراتے ہیں فرشتوں کو حکم ہوا
ہے پس میں کہاں جاؤں بعد اس کے فرمایا کتاب میں ہے کہ المصلے یناجی

الی جهة عرصة الکعبة لان بناء الکعبة قد تحول علی طریق الاستجاب لزیارة بعض الاولیاء یعنی نماز پڑھنے والے کو بطریق استجاب چاہیے کہ یوں نیت کرے متوجھا الی جهة عرصة الکعبة کیونکہ کبھی بنائے کعبہ کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لے جاتے ہیں اور غلاف کعبہ کو ویسا ہی رکھتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ کعبہ اپنی جگہ پر ہے۔ پس دوتے مبارک پر یں فقیر آوارد نا۔ فرمودند۔ فرزندا من بنویس پس نبشتم۔

ایضاً کلام مجاہدے میں تھا

فرمایا المجاهدة فطم النفس عن المتلذذات وهی الماکولات والمشروبات والملبوسات والمنکوحات والمنظورات والمسموعات والمباحات الزائد ات قسم کھائی کہ میں نے یہ مجاہدہ سنا ہے یعنی مجاہدہ چھڑانا بند کرنا نفس کا لذیذ چیزوں سے ہے اور وہ یہ ہیں کھانے کی چیزیں اور پینے کی اور پہننے کی اور سننے کی اور دیکھنے کی اور بہت سی عورتیں کرنا اور مباحات زائد کہ جن کی طرف حاجت نہیں ہے آپ نے اتنا ہی پانی لائے پیا اور سبیل کی مدد کو دیا اُن کو زحمت تھی یعنی وہ بیمار تھے فرمایا کہ سؤر المؤمن شفاء ومغفرة یعنی مومن کا جھوٹا شفا و مغفرت ہے بعد اس کے فرمایا المیاه ثلثة تشرب قائما ماء زمزم وبقیة الوضوء شفاء وکذا سؤر المؤمن وماء السبیل یعنی آب زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی اور مومن کا پیا ہوا پانی اور سبیل کا پانی ان کو کھڑے ہو کر پئیں پس دوتے مبارک

٩ - [illegible]

برین نقیر آوردند فرمودند فرزندمن بنویس پس نشتم **ایضاً** فرمایا کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ چڑھتے آسمان سے واسطے قتل کرنے دجال کے آئیں گے اور وہ مرے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک الایۃ اور قول اللہ پاک کا ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ بیت قصیدہ لامیہ کی پڑھی ؎

عیسیٰ سوف یاتی ثم یثوی لدجال شقی ذی خبال

ای ذی فساد اور جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائنگے تو بعد مار ڈالنے دجال کے وفات پائیں گے پس خطیرہ مقدسہ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مبارک میں اُن کو دفن کریں گے اُس مقبرہ مبارک میں چار تربتوں کی جگہ ہے تین تربتیں تو ہیں ایک تربت کی جگہ خالی ہے بعد اس کے فرمایا کہ سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نزدیک سینہ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور نزدیک سینہ حضرت ابوبکر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کے مقابل رکھیں گے پس فرمودند فرزندمن ایں فائدہ بنویس در ملفوظ پس نوشتم **ایضاً** روز مذکور میں بعد نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا سبق مصابیح کا ہوتا تھا حدیث شریف یہ تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانی انما جعلت قاسماً قسمت بینکم یعنے آپ نے فرمایا

کہ تم میرا نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو فرماتے قیامت کہ مجھے قاسم کرینگے میں تمہارے درمیان میں قسمت کرونگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں منع رکھتا ہوں کہ اگر ایک شخص کا نام محمد رکھیں تو اس کی کنیت ابو القاسم نہ رکھیں اسلئے کہ فردائے قیامت میں آپ کو ساتھ کنیت کے پکاریں گے محمد رسول اللہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اس کے فرمایا کہ جبکہ حضرت پیغمبر کا نام مبارک محمد تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ کفار مذمت کرتے تھے چونکہ آپ کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو آپ ستودہ ہی تھے۔ نام پاک اسم مفعول ہے تحمید سے یعنی ستودہ شدہ یعنی سراہے ہوئے، تعریف کئے ہوئے پس لوٹئے مبارک بریں فقیر آورد نا فرمودند فرزندا من این فائدہ بنویس۔

خاکسار نثار الحروف عفا اللہ عنہ ماجناہ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکورہ جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (سموا) بفتح السین وضم المیم (باسمی ولا تکنوا) قال المناوی بفتح فسکون بخط المؤلف (بکنیتی) قال المناوی والنھی للتحریم والتعمیم (طب عن ابن عباس) سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما بعثت قاسما اقسم بینکم ما امرنی اللہ بقسمتہ من العلوم والمعارف والفئ والغنیمۃ ولما کان لا یشارکہ فی ھذا المعنی احد منع ان یکنی بہ غیرہ قال العلقمی وسببہ کما فی البخاری عن جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

قال وُلِدَ لرجل من الانصار غلامٌ فاراد ان یسمیہ محمد اقال سموا
فذکرہ قلت ولہ سبب اٰخر کما فی البخاری عن انس رضی اللہ عنہ
قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی السوق فقال رجل یا
ابا القاسم فالتفت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انما
دعوت هذا وفی روایۃ فقال لم اعنک قال سموا فذکرہ رق عن حبان
بن عبد اللہ (سموا باسماء الانبیاء ولا تسموا باسماء الملائکۃ)
فیکرہ التسمی بنحو جبریل (تخ عن عبد اللہ بن جراد) انتہی من العزیزی
شرح جامع الصغیر ایضاً ذکر سفید لائے سب یاروں کا حصہ کیا اور خود
نے بھی کھایا فرمایا کہ مکہ مبارک اور مدینہ مشرفہ میں خربزے بھی ہوتے
ہیں لیکن بمقدار سبو سے بزرگ اور بغایت شیریں دعا گو نے ویسا خربزہ
کسی جگہ نہیں دیکھا ہے دوسری جگہ بھی ہوتے ہیں لیکن اس سے خورد تر
بمقدار سبوچہ کے ایضاً فرمایا مستحب یہ ہے کہ امام کے سیدھے جانب میں
جماعت بہت چاہئے اور بائیں جانب میں سیدھے جانب سے کم پس لڈے
مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس پس نوشتم

سلخ ماہ شوال روز چہار شنبہ

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا اُسی دن صبح کی نماز سے پہلے حضرت موسے
علیہ السلام کے اعتکاف کی نیت مسجد میں کی پس اس فقیر نے قدمبوسی کی
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من تو نے بھی اعتکاف کی

نیت کی میں نے عرض کیا کہ میں نے اعتکاف کی نیت کی فرمایا حجرہ دو پس دیا۔

اول شب ذی قعدہ شب پنجشنبہ

ف۔ فائدہ ہلال

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ ہلال ذی القعدہ کا طالع ہوگیا یا رول نے عرض کیا کہ ہاں فرمایا فتاوی کامل میں ہے الھلال اذا غاب قبل الشفق فھو من اللیلۃ الاولی وان کان یغیب بعد الشفق فھو من اللیلۃ الماضیۃ یعنے ہلال جبکہ شفق سے پہلے غائب ہوجاوے تو وہ اول رات کا ہے اور اگر بعد شفق کے غائب ہو تو وہ گزشتہ رات کا ہوگا پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس

ف۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے

ایضًا فرمایا فتاوی کامل میں ہے یکرہ التحدث بحدیث الدنیا فی المسجد الا للمعتکف وقت الحاجۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال التحدث فی المسجد بحدیث الدنیا یاکل الحسنات کما تاکل النار الحشیش یعنے مسجد میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے مگر واسطے معتکف کے وقت حاجت کے کہ بدلے کہ کوئی چارہ نہ ہو اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی بات کرنا مسجد میں کھاتا ہے نیکیوں کو جیسے کہ آگ کھاتی ہے گھاس کو بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس حدیث کا بیان اُس طرف کے محدثوں سے سنا ہے کہ ہرگز ہندوستان میں نہ سُنا تھا یعنے جب تک کہ دنیا کی باتوں میں مشغول رہیں گے تو اُس قدر ذکر و فکر سے باز رہیں گے گویا کالام دنیا

کا حسنات کا مانع ہوا نہ یہ کہ جملہ حسنات اُس کے محو ہو جاتی ہیں یہ مراد نہیں ہے کیونکہ حسنات تو ثبت یعنے لکھا چکے ہیں پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس پس نوشتم ۔

شب مذکور میں وقت تہجد کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا محمد متقی بیابانی گازرونی کہ ایک شخص اولیاء اللہ سے ہیں اور مقام ولایت میں پہنچے ہوئے ہیں وہ واسطے تہنیت کے حضرت مخدوم کے پاس آئے ان سے فرمایا کہ تو اتنا خلق سے بھاگتا رہتا ہے اب شہر میں رہ کیونکہ کمال یہ ہے کہ دل سے تو حق کے ساتھ رہیں اور تن سے ساتھ خلق کے یہ مرتبہ انبیاء کا ہے وہ سب کامل حال ہوتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ تجھ کو قوت دے کہ تو درمیان خلق کے رہ سکے دعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ قَوِّہٖ فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْہُ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ ۔

غرہ ذی العقدہ روز پنجشنبہ کو

بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کل ما فرض اللہ تعالیٰ واوجب رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فھو فرض لازم وحتم واجب لا یسمع فیھا التفویط ای التقصیر ولا یرفع عنہ التکلیف بل کلما ازداد القرب ازداد طاعتہ یعنے جس چیز کو کہ اللہ تعالےٰ نے فرض کیا اور اُس کو

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واجب فرمایا وہ فرض لازم اور حتم واجب
ہے یہ واسطے تاکید کے ہے معنی یہی ہیں اس میں تقصیر کرنا نہیں پہونچتا
ہے اور نہ اُس سے حکم تکلیف کا اُٹھایا جاتا ہے بلکہ جس قدر قرب
زیادہ ہوگا اُسی قدر طاعت زیادہ ہوگی مناسب اس کے **حکایت**
بیان فرمائی کہ جس وقت شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ کا کام بکمال کو
پہونچا تو انہوں نے طاعت زیادہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ تہجد
کے وقت سے جو مشغول ہوتے تو دوپہر تک بعد اس کے فرمایا کہ
جبکہ تطوع زیادہ کرتے ہیں تو تکلیف جو کہ حتم ہے اُس کو کب ترک
کریں گے پیغمبر جو کہ بہترین خلائق ہیں اور ہمارے پیغمبر جو کہ سب پیغمبروں
سے بہتر و برتر ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اُن سے تو تکلیف موقوف ہی
نہیں کی تو دوسرے سے بھلا کب موقوف کریں گے مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو مکہ مبارک سے آیا بھکر میں پہونچا تھا ایک
خلق اشراف بھکر کی میری زیارت کے واسطے آئی اور کہا کہ ایک
درویش نزدیک قصبہ الور کے ایک پہاڑ کے غار میں رہتا ہے
اور کہتا ہے کہ مجھ سے نماز موقوف کر دی ہے جب میں نے یہ بات
سنی تو میں نے قصد کیا طرف اُس کے گیا دیکھتا ہوں کہ جملہ اکابر امراء
اور بہت سے لوگ پرس رہے ہیں ہجوم کے مارے بہزار حیلہ اس
کے پاس گیا اور بیٹھا میں نے کہا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا ہے
میں نے اُس کو سلام نہ کیا تھا سن لیا تھا کہ وہ تارک صلوٰۃ ہے حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ الفرق بین المؤمن والکافر الصلوٰۃ یعنے فرق درمیان مؤمن وکافر کے نماز ہے اُس نے دعاگو سے کہا کہ سنتا میرے پاس جبریل آتے ہیں اور بہشت کا کھانا لاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کا سلام لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز تجھ سے موقوف کر دی اور تو مقرب ہو گیا میں نے اُس سے کہا کہ تو بیہودہ مدت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو موقوف ہی نہیں کی تجھ جاہل سے بھلا کب موقوف کریں گے وہ تو شیطان ہے جو کہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جبریل ہوں جبریلؑ فرشتہ وحی ہیں وہ سوا پیغمبر کے اور کسی پر نازل نہیں ہوتے ہیں اور وہ کھانا جو وہ لاتا ہے گوہ ہے اُس درویش نے کہا کہ نہایت لذت رکھتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو میری ایک وصیت نگاہ رکھ میں نے کہا کہ جب وہ آئے تو کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اُس نے قبول کیا میں لوٹ آیا اُس دن میں تو نہ جا سکا دوسرے دن میں گیا وہ آیا اور میرے پاؤں پر گر پڑا واقعہ حال کہا کہ میں نے تمہاری وصیت یاد رکھی میں نے لاحول کہا تو وہ میرے روبرو سے غائب ہو گیا اور وہ کھانا جو اس نے دیا گوہ ہو گیا میرے ہاتھ سے گر پڑا اور سارے کپڑے پلید ہو گئے پس اُس نے روبرو دعاگو کے توبہ کی میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اُس کو حجرے سے باہر لایا شہر اور کی آبادی میں لے گیا میں نے کہا اس جگہ سکونت کر اور علم سیکھ اور مجلس علم میں حاضر ہو یعنے وعظ ودرس سن اور کچھ کسب کر

اس بیچارے نے میری وصیت نگاہ رکھی اور کسب میں مشغول ہوا اور متاہل ہوگیا عثمان نام نیک بخت تھا کہ اُس نے دعا گو کا کہا سنا اور دنوں میں اُس نے انتقال کیا ہے اور بارِ تو بسلامت گیا اور عاقبت اُس کی بخیر ہوئی یاروں نے کہا کہ یہ بسبب برکت مخدوم کی تھی ورنہ وہ زندیقہ ہوا تھا بعد اِس کے فرمایا کہ جاہل کو نہ چاہیئے کہ بدون علم کے خلوت اختیار کرے راہ پُرخطر ہے اور فرمایا لا تمکن من جہال الصوفیۃ فانھم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین قال عبد اللہ بن سھل التستری قدس اللہ سرہ احذروا ثلاثۃ اصناف من الناس الجبابرۃ الغافلون والقراء المداھنون والمتصوفون الجاھلون یعنے تم تین گروہ کے آدمیوں سے ڈرو ایک تو جابر لوگ حق سے غافل کہ اس کو جانتے ہیں اور جبر و معصیت کرتے ہیں اور اُس کی عقوبت سے غافل ہوتے ہیں اور اُس کی جزا سے غافل ہیں دوسرے پڑھنے والے میل کرنیوالے طرف دنیا کے واسطے پڑھتے ہیں نہ اس واسطے کہ جہل سے باہر آئیں المداھنۃ فی اللغۃ المیل یعنے میل کردن تیسرے کامل پوش جاہل کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے راہزن ہیں ان تین گروہ سے حذر کرنا چاہیئے۔ مبادا کہ اُن کی شومی اثر کر جائے پس روئے مبارک طرف مسعود درویش کے لائے اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ تو کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو نماز موقوف ہی نہیں کی مسعود سے کب موقوف کرینگے نماز پڑھ اور یہ نماز راحت

ومناجات ومعراج مومن کی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بلال ارحنا بالاقامۃ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المصلی یناجی ربہ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ معراج المؤمن یعنے آپ نے فرمایا کہ اے بلال تو ہم کو راحت پہنچا اقامت نماز سے اور یہ فرمایا کہ نماز پڑھنے والا مناجات کرتا ہے اپنے رب سے اور یہ فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے اور سارے انبیاء وصحابہ وتابعین واصحاب صفہ اور دوسرے اولیاء سب نماز میں مستغرق ہوئے ہیں فرض ونفل میں اور اُن کا کام جو جگہ پر پہنچا سو اسی کے سبب سے پہنچا کما قیل لا وارد لمن لا ورد لہ یعنے جس شخص کے لئے ورد نہیں ہے اُس کے دل میں وارد نہیں ہے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس پس نوشتم ایضاً فرمایا چند دن ہوئے کہ تو نے رسالہ تمام کر لیا کچھ اور سبق پڑھ میں نے عرض کیا کہ سبق احادیث نبوی کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا پڑھو مبارک ہوگا میں نے شروع کیا حدیث شریف یہ تھی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ من قال لا الہ الا اللہ اهتز العرش وتحرکت الحوت فی الارض السابعۃ السفلی فیقول اللہ تعالیٰ اسکن عرشی یقول کیف اسکن وانت لم تغفر لقائلها فیقول اللہ تعالیٰ اشهدوا یا اهل السموات انی غفرت لقائلها یعنے جو شخص کہ لا الہ الا اللہ کہے سلسلہ محبت کو ہلائے تو عرش جنبش میں آئے الاهتزاز فی اللغۃ التحرک یعنے جنبیدن ہلنا اور مچھلی ہل جائے جو کہ ساتویں زمین کے نیچے ہے

پس اللہ تعالے عرش سے کہے اس میں جنبش پیدا فرمائے کیونکہ وہ
تو جمادات سے ہے تو قرار پکڑ میرے عرش عرش کہے کہ میں کیونکہ قرار
پکڑوں حالانکہ تو نے اس کلمے کے کہنے والے کو نہیں بخشا ہے پس
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گواہ ہو جاؤ اے آسمان والو بیشک میں نے مغفرت
کی واسطے کہنے والے اس کلمے کے بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف
کے محدث جس وقت حدیث شریف بیان کرتے ہیں تو جب تک اس
پر عمل نہیں کر لیتے ہیں آگے نہیں بڑھتے ہم بھی عمل کریں پس تین بار
اس کلمے کو ساتھ مد کے ہمراہ یاروں کے کہا پھر ہاتھ واسطے دعا کے
اُٹھائے اول و آخر میں درود شریف پڑھا اِلٰھُنَا تَوَسَّلْنَا بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ
الطَّیِّبَۃِ اَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَنَا بِھَا بِالْاِیْمَانِ پس روئے مبارک بریں فقیر
آوردند فرمودند فرزند من این فوائد بنویس ایضاً بعد اس کے روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے اے فرزند مناسب کلمے کے
میں تجھ کو تربیت کرتا ہوں کہ لے الذکر نوعان ذکر المحبین و ذکر المحبوبین
فاما ذکر المحبین بالمد لاجل النفی عما سوی اللہ تعالیٰ لقولہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ ومدھا ھدمت لہ اربعۃ
الاف ذنب من الکبائر ان کانت لہ وان لم تکن لہ فلاھل بیتہ
وان لم تکن فلا قربائہ وان لم تکن فلاھل محلتہ وان لم تکن
فلاھل دینہ حیثما کانوا وان لم تکن فرفع لہ درجۃ بمقدارھا
واما ذکر المحبوبین فبالسرعۃ لانہ وصل ھو المقصود نفی عن تلبیۃ کل ما

سوی اللہ تعالی یعنے ذکر دو قسم ہے ایک تو ذکر محبانہ ہے دوسرا ذکر محبوبانہ ہے پس ذکر محبانہ ساتھ مد کلمے ہے واسطے نفی کے ما میں تاکہ جو کچھ سوا خدا کے ہے وہ سب ما نفی میں منفی ہو جائے اول ساتھ مد کے حتیٰ کہ کہے تو جو کچھ سوا خدا کے خاطر میں ہے وہ منفی ہو جائے گا اور یہ جو کچھ کہ خاطر میں سوا خدا کے ہے بمنزلہ ذنب حال مقربوں کے ہے کل ما یشغلك عن اللہ فھو صنمك یعنے ہر وہ چیز کہ اللہ تعالیٰ سے تجھے مشغول کرے تو وہ تیرا بت ہے قولہ تعالیٰ افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنے کیا پس دیکھا تو نے اُس شخص کو کہ ٹھیرایا اس نے معبود اپنا اپنے ہوائے نفس کو اسی ہوا کو جو کہ خاطر میں ہے سوا خدا کے منزلہ خدا کے ٹھیراتے ہیں پس واسطے ہدم گناہ کے کلمے کو ساتھ مد کے کہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کلمے کو ساتھ مد کے کہے تو اُس کے چار ہزار گناہ کبیرہ ہدم کئے جائیں رہا ذکر محبوبانہ سو وہ ساتھ جلدی کے ہے اسلئے کہ محبوب تو مقصود کو پہنچا ہوا ہے اور جو کچھ کہ سوا خدا کے ہے اُس کی خاطر منفی ہو چکی ہے پس اُس کو مد کے ساتھ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ وہ بسرعت کہتا ہے اور یہ بیت عربی کا فرمایا

انت الحبیبُ ولکننی اعوذ بہ — من ان اکون محبًّا غیر محبوب

یعنے تو دوست ہے لیکن میں باز داشت چاہتا ہوں یعنی پناہ مانگتا ہوں ساتھ اُس کے اس سے کہ میں محب غیر محبوب ہوں یعنے تو مجھ کو اپنا

محبوب کہ بعد ازاں فرمودند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثبات کردہ است والیمان آوردہ اگر گوید شاغل افت او ہیچ را ہا آنچہ جز خدا است آنرا ذکر کنند پس رسول علیہ السلام را شاغل گویند کہ دیگرے را در خاطر روا دارند ہرگز نہ دارند در بدایت لب گویند و در نہایت بسرعت گویند پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فوائد بنویس

ایضًا المثل ما یشبہ بہ الشئ یعنے مثل وہ چیز ہے جس کے ساتھ کوئی شے تشبیہ دی جاتی ہیں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ شعر عربی سنا ہے مناسب اس معنی کے ہیں نے پڑھا؟

یمن یضرب الامثال امن اقیسہ　　　فاھل الدھر دونك الدھر

بعد اسکے فرمایا کہ جس زمانے میں دعا گو شیراز میں پہنچا تو چند مدت وہاں مقیم ہو گیا قاضی شیرازی علامہ ہیں سبق کا درس دیتے ہیں وہ دعا گو کی زیارت کے واسطے آئے ایک روز میرے پاس مصابیح کا سبق پڑھتا تھا ان مثل امتی کا لمطر لایدری اولہ خیر ام اخرہ میں نے بہت مذکور پڑھی چند ہزار دینار طشت میں بھرے ہوئے میرے واسطے فتوح لائے وہ سمجھے کہ میں ان کے حق میں کہتا ہوں اور تواضع و بشاشت یعنی تازہ روئی بہت کی پس وہ طشت مع مال کے ریسعود ریحیہ کے باپ نے لیا اور کہا کہ میں لڑکیوں کا کار خیر رکھتا ہوں مجھ سے کہا کہ تجھ کو خدا دے گا۔

بکاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (مثل امتی مثل المطر لایدری اولہ خیر ام آخرہ) قال العلقمی لامحل لهذا الحدیث علی التردد فی فضل الاول علی الاخر فان القرون الاول هم المفضلون علی سائر القرون من غیر مریة ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم وانما المراد نفعهم فی بث الشریعة فالمراد وصف الامة قاطبة سابقها ولاحقها اولها واٰخرها بالخیریة انتهی وقال المناوی نفی تعلق العلم بتفاوت طبقات الامة فی الخیریة واراد به نفی التفاوت لاختصاص کل طبقة منهم بخاصیة وفضیلة توجب خیریتها کما ان نوبة من نوب المطر لها فائدة فی النماء لایمکن انکارها (حم ت عن انس) بن مالک (حم عن عمار) بن یاسر (ع عن علی طب عن ابن عمر) بن الخطاب (وعن ابن عمرو) بن العاص واسناده حسن انتهی من العزیزی ایضاً فرمایا الهدی بضم الهاء وحرکة الدال الدین الحق قولہ تعالی هدی للمتقین وبفتح الهاء وسکون الدال عام یتناول الحق والباطل والهدی معطوفا والهدی محلہ لقولہ اللہ هو المعبود الحق ولهذا نه بلبنی معنی پارسی اوخدا ے پرستش پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد کہ گفتہ بنویس ایضاً ایک عزیز مخدوم کی مدح کرتا تھا بایں ترتیب قصیب عالم و شیخ الشیوخ

وسیلۃ السادات فرمایا کہ گدائے عالم کہو الیفًا سبق عوارف کا ہوتا تھا بات
اس آیت شریف میں تھی وتعیہا اذن واعیۃ سأل علی کرم اللہ وجہہ
من ھذہ الاٰیۃ کما نزل یا رسول اللہ ما المراد من اذن واعیۃ
قال یا علی جعل اذنک واعیۃ فقال کل ما سمعت بعد ذلک
ما نسیت قط یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اذن واعیہ سے کیا مراد ہے آپ نے
فرمایا اے علی اللہ تعالی تیرے کان کو برتن علم کا کرے یعنے جو کچھ
تو سنے وہ یاد رہے وآعیہ وعَا سے ہے وِعَا آوند یعنے برتن کو کہتے
ہیں پس حضرت علی نے فرمایا کہ بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا جو کچھ میں نے سنا اُس کو کبھی نہ بھولا الیفًا
سبق عوارف کا اس آیت میں پہونچا قولہ تعالی انزل من السماء ماء
فسالت اودیۃ بقدرھا فرمایا کہ اس آیت شریف میں دو قول ہیں
قال عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انزل نور العلم فقبضت
القلوبُ بقدر فہما وقال الشیخ ابو بکر التستری رضی اللہ عنہ
نورا فطلبت القلوبُ بقدر ھمتہا اس آیت شریف میں حضرت ابن
عباسؓ کا یہ قول ہے کہ اُتارا اللہ تعالے نے آسمان سے نور علم کا پس
لیا دلوں نے بقدر اپنی سمجھ کے اور حضرت ابو بکر تستری نے فرمایا کہ اوتارا
اللہ تعالے نے نور کو پس طلب کیا دلوں نے بقدر اپنی ہمت کے لیکن
قول اول صحیح تر ہے کیونکہ رئیس مفسرین کا قول ہے پس روئے مبارک

بدین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ بنویس ایضاً فرمایا کہ یہ مشکل بھی دعاگو کو شیخ عبد اللہ یافعی قدس سرہ سے حل ہوئی ایک دن میں ان بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا اُن کو وضو کی حاجت ہوئی میں نے کہا یا شیخ انت استاذی انا اَصُبّ الماء و اُوَضِّئُكَ قال لا فانك ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکیف امرنک یعنی میں نے عرض کیا اے شیخ آپ میرے اُستاد ہیں میں پانی ڈالوں اور آپ کو وضو کراؤں فرمایا کہ نہیں اسلئے کہ بیشک تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس میں کس طرح تجھ کو حکم کروں شیخ واسطے وضو کے گئے دروازہ حجرے کا بند کر دیا پس دعاگو نے پانی ڈالنے کی آواز سُنی جیسے کہ کوئی دوسرا وضو کرائے جب وہ آئے تو میں نے پوچھا یا شیخ من وَضَّأَكَ وصب الماء فی الوضوء قال اقول لک انک ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَضَّانی الملائکۃ یعنے میں نے کہا کہ اے شیخ آپ کو کس شخص نے وضو کرایا اور وضو میں پانی ڈالا کیونکہ میں نے پانی ڈالنے کی آواز سنی جیسے کہ کوئی دوسرا آدمی پانی ڈالے کہا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں اگر اور کوئی ہوتا تو میں نہ کہتا کیونکہ تو پیغمبر خدا کا فرزند ہے مجھے فرشتوں نے وضو کرایا یہ آواز ان کے پانی ڈالنے کی تھی بعد اس کے فرمایا کسی را کہ فرشتگان خدمت کنند ملوک و سلاطین کجا برای ضرورت ننگ کنند ؎

سر دنیا ندارم ز سلاطین رو نگارد   چوں من ز بندگان تو باشم کمینہ

پھر خود روتے اور یار لوگ بھی روتے بعد اسکے یہ نظم عربی پڑھی ؎

کانت لقلبی اھواء مفرقۃ فاستجمعت اذ رأتک العین اھوائی

یعنے میرے دل کی متفرق و پریشان خواہشیں تھیں سو جس وقت کہ میرے دل کی آنکھ نے تجھ کو دیکھ لیا تو میری خواہشیں جمع ہو گئیں یعنے قبل دیدار کے پریشانی تھی بعد دیدار فائض الانوار کے دلجمعی ہو گئی ساری پریشان خواہشیں جاتی رہیں پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس۔

ایضاً شب جمعہ تیسری تاریخ ماہ ذیقعدہ وقت تہجد کے

خدمت میں اُن امیر کے حاضر تھا بعد فراغ کے تین بار اس بیت کی تکرار کرتے اور فرماتے تھے کہ دعا کے اول و آخر میں درود شریف پڑھیں ؎

مرا ہمتے بس بلند روزی کن ہیچ من از تو ترا اے خواہم

ایک عزیز نے پوچھا کہ اس بلند ہمت سے کیا مراد ہے مطلقاً یا مقید جواب فرمایا کہ اس بلند ہمت سے محبوب کو چاہیئے نہ دوسرے کو ساتھ اُس کے اور یہ معنی ہمت بلند کے دوسرے مصرع میں ظاہر ہیں بعد اس کے ایک عزیز نے اس بیت کے معنی کا التماس کیا ؎

یلینی و بینک انّنی نباعدنی فارفع بجودک انّنی من البین

فرمایا کہ یہ بیت مجنوں نے لکھی ہے اس جگہ انّنی سے حرف ناصبہ مراد نہیں ہے یہ فعل ماضی ہے مشتق انین سے اور لغت میں انین کے معنی

نالیدن ہیں یعنے نالہ و فریاد کرنا یعنے میرے اور تیرے درمیان میں ایک نالش ہے جوکہ مجھے دور رکھتی ہے پس تو اپنے جوانمردی سے میری نالش و فریاد کو اُٹھادے جوکہ فراق و جدائی کے سبب سے ہے۔ لغت میں بین کے معنی فراق ہیں جیسے کہتے ہیں کہ وقع البین ای وقع الفراق بانت زوجته ای فارقت یہاں بین ظرف مراد نہیں ہے کیونکہ الف ولام بین ظرف پر نہیں آتا ہے غرض اس بیت سے یہ ہے کہ محب اپنا عدم چاہتا ہے اور بقار وجود محبوب چنانچہ مجنوں سے پوچھا کہ ما اسمک قال لیلے یعنے تیرا کیا نام ہے کہا لیلے یعنے وہ خود سے فانی ہوگیا تھا خود کی کچھ یاد نہ لایا لیلی کی محبت سے پُر ہوگیا تھا تو وہی نام بتایا اسلیے کہ اُس کا ظاہر و باطن لیلی کی محبت تھی خود کی خبر نہ تھی وہ تیرا جوکہ خود کا غیر ہے اُس کی یاد کب لائے گا یہ مقام محو ہے ؏ می نزا و چہ گنم انچہ درآوند من ست کل انا یترشح بما فیہ یہ قول ہم معنی مصرع مذکور کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ یہ بات حقیقت میں خوب آئی ہے اور ایک وجہ انا الحق کی یہی ہے کہ خود سے فانی ہوگیا اپنی کچھ یاد نہ لایا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے حکایت کرنے والا تھا تیسرا قول یہ ہے کہ منصور کو ندا آئی من یفدی لنا روحہ فقال الحلاج انا الحق ای انا الثابت بفداء روحی یعنے کون ہے کہ ہمارے واسطے اپنی نازنین جان کو فدا کرے تو حلاج بولا کہ میں حق ہوں یعنے اپنی جان قربان کرنے کے واسطے ثابت ہوں اسی ثابت پر

چلا گیا ہے

رو بر سر کنگرہ سر مرداں ہیں ۔ نامرد از پا سے خارسے زرسد

اسی درمیان ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے سبحانی ما اعظم شانی کن معنی سے کہا فرمایا کہ اس طرف میں نے اس کی دو وجہیں سنی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت کرنے والے تھے اللہ کی صفت بیان کرتے تھے نہ اپنی کیونکہ پاکی اور عیب سے دوری خاص واسطے خدائے عزوجل کے ہے یہ قول تو فقہاء کا ہے دوسری وجہ یہی ہے کہ جس کا ذکر ہو چکا یعنے خود سے فانی ہو گئے تھے اور ذاتِ حق کے ساتھ باقی یہ قول مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے

فانی ز خود و بدوست باقی ۔ ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

اگر ہستند ہم ایشاں اند پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس کم کسے میداند۔

ایضاً مشائخ کی صفت کا ذکر نکلا

ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ کبیر قدس سرہ کے ساٹھ اور ستر گاؤں تھے کچھ تو انعام کے اور کچھ خریدے کے اور شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ کے کچھ نہ تھے جواب فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے منجملہ کلمات قدسیہ کے کہ من خدمنی خدمتہ الدنیا کلھا یعنے جو شخص میری خدمت کرتا ہے تو ساری دنیا اُس کی خدمت کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ یا دنیا اخدمی

من خدمنی ومن خادم غیری فاستخدمیہ من الکلمات القدسیۃ
یعنے کلمات قدسیہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے دنیا تو خدمت
کر اُس شخص کی کہ جو میری خدمت کرتا ہے اور جو شخص کہ میرے غیر کی خدمت
کرے تو تو اس سے خدمت لے بعد اس کے فرمایا کہ مراد اس خدمت
دنیا سے خدمت انبائے دنیا کی ہے اور اسی واسطے تو نہیں دیکھتا ہے
کہ ساری انبائے دنیا ملوک و تجار خدمت مخلوق کی رکھتے ہیں پس دنیا
اُن سے خدمت طلب کرتی ہے جبکہ وہ اُس کے غیر کی خدمت کرتے
ہیں تو وہ دنیا کے طالب ہیں دنیا اُن سے خدمت چاہتی ہے لیکن
اُس کے یہ ساری انبائے دنیا فقرا و مشائخ طالبین آخرت کو کچھ دیتے
ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ کبیر اور شیخ فرید دو قطب ہوتے ہیں
کیا حکمت ہے کہ شیخ کبیر کی تو دنیا خادمہ تھی اور شیخ فرید کی ظاہر میں
نہ تھی جواب فرمایا کہ میں نے اُس طرف سُنا ہے کہ دونو محبوب ہوتے
ہیں لیکن شیخ کبیرؒ احب یعنے دوست تر تھے خدائے تعالیٰ کو ہیں واسطے
نظر نہ لگنے کے دانہ سپند دنیا اُن کو دی تو نہیں دیکھتا ہے کہ جب کوئی عورت
خوبصورت ہوتی ہے تو اُس کا دوست اُس کے چہرے پر سپیدانہ رکھ
دیتا ہے تاکہ نظر نہ لگ جائے اور چشم زخم اور بار کی ہے کہ جب وہ
مقامات ولی میں دیکھتے ہیں کہ اُس کا مرتبہ اُن سے بالا ہے شیخ فرید قدس
سرہ کو بھی فتوحات پہونچے تھے اور بعض لوگ اس سے بھی کنارہ میں اسلیے
کہ دنیا نہ ہو اور کمال اس کو کہا ہے کہ یہ وجہ سپید دانہ کے ہو۔

ایضاً مناقب شیخ جمال اوچھی قدس سرہٗ کا ذکر نکلا

کہ وہ اسرار کلی رکھتے تھے انہوں نے کسی بادشاہ سے کوئی چیز قبول نہیں کی چند بادشاہ مزاحم ہوتے واسطے گاؤں وغیرہ کے انہوں نے قبول نہ کیا آخر عمر میں چند مدت قبول کیا ان سے پوچھا کہ اتنی مدت میں تو آپ نے قبول نہ کیا اب کیا ہے کہ قبول کر لیا کہا کہ میں نے واسطے متابعت اپنے پیروں کے قبول کر لیا اُنہوں نے قبول کیا ہے جیسے شیخ بہاء الدین و شیخ صدر الدین و شیخ رکن الدینؒ تعجب ہے انہوں نے وفات پائی الحمد للہ کہ اپنے پیروں کی متابعت پر گئے۔

چوتھی ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز شیخ زادہ فخر الدین گازرونی شرح کبیر چہل اسم کی پڑھتا تھا بابت اسمار کی خاصیت میں تھی کہ جو کوئی ان اسمار کو پڑھے تو ملک فرشتوں کا اُس کے زیر تصرف ہو جاتے اور جن پری اُس کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں جو کچھ اُن سے کہے وہ بجا لائیں فرمایا کیا حاجت ہے کہ خدا کے سوا دوسرے سے التجا کرے یہ بات سُست ہمت کی ہے وہ کلمہ نماز میں کہتا ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین یعنے ہم تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں کیوں دوسرے سے استعانت کرے پس وہ مدعی کاذب ہے کہ جھوٹا دعوی کرتا ہے لوں

چاہیے کہ ان اسماء کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے نہ اُس کے غیر سے اسلئے کہ یہ بمنزلہ شرک خفی کے ہے بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف دعا کی شرح ان اسماء کی دو بندہ یعنی شیخ عبداللہ مظہری قدس سرہ کے گذرانی ہے یعنے اُن سے پڑھی ہے وہ شرح عربی سینہ اوجہ میں لایا ہوں ایک دفتر لڑکوں کی ماں کے پاس ہے وہ اُس کو مخفی رکھتی ہے جو کوئی اُس کو دیکھ لیتا ہے تو فرشتے ہیں پڑتا ہے اور یہ شرح صحابہ تابعین سے منقول ہے اُس میں اس طرح مذکور ہے کہ بعد ہر حرف کے ان اسماء سے ہزار بار کہے محبوب و مقرب ہوجاتے اور یا حرف ندا کا اور واو عطف شمار میں نہیں ہے اور سبحانک لا الہ الا انت بھی شمار میں نہیں ہے اسلئے کہ وہ ان اسماء میں بمنزلہ بسم اللہ کے ہے چاہیے کہ ہر روز ان چالیس اسموں کو پڑھے واسطے تعظیم کے دعا کی پڑھنا میں نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے اور لڑکوں کی ماں بھی پڑھتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ جب بعدد ہر حرف کے ہزار بار کہے اور ہر روز پڑھے تو حیوان کا کھانا ترک کرے فرمایا کہ کھاوے کہ وہ شرائط ہیں کہ جو میں نے ان اسماء کے سوا اور اسماء کی خاصیت میں کہی ہیں بعد اس کے فرمایا کہ یہ شرح فارسی مختصر ہے تالیف شیخ شہاب الدین مقتول سے جو کہ شیخ الشیوخ کے بھلنجے تھے علیہما الرحمۃ منقول ہے کہ بادشاہ وقت نے ان پر بہتان کیا اور اُن کو مار ڈالا اس جہت سے اُن کو مقتول کہتے ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من ان چالیس اسم اعظم کو

لکھ لو اور ہر روز پڑھو ایک وقت معین کر لو کیونکہ میں پڑھتا ہوں اور لڑکوں
کی والدہ بھی پڑھتی ہے میں نے عرض کیا کہ لکھ لیے ہیں فرمایا کہ مجھ پر
گزرانو صحیح کر لو اور ہر روز ملازمت پڑھو یعنی بے ناغہ پس میں نے خدمت
میں گزرانی صحیح کر لیے وہ اسماء یہ ہیں سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا
رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَوَارِثَهُ وَرَازِقَهُ وَرَاحِمَهُ يَا رَبُّ يَا إِلٰهَ
الْآلِهَةِ الرَّفِيعُ جَلَالُهُ يَا إِلٰهُ يَا اَللّٰهُ الْمَحْمُودُ فِي كُلِّ فِعَالِهِ
يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنَ كُلِّ شَيْءٍ وَرَاحِمَهُ يَا رَحْمٰنُ يَا حَيُّ
حِينَ لَا حَيَّ فِي دَيْمُومَةِ مُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ فَلَا
يَفُوتُ شَيْءٌ مِنْ عِلْمِهِ وَلَا يَئُودُهُ يَا قَيُّومُ يَا وَاحِدُ الْبَاقِي
أَوَّلَ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرَهُ يَا وَاحِدُ يَا دَائِمُ فَلَا فَنَاءَ وَلَا زَوَالَ
لِمُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا دَائِمُ يَا صَمَدُ مِنْ غَيْرِ شِبْهٍ فَلَا شَيْءَ كَمِثْلِهِ
يَا صَمَدُ يَا بَارُّ فَلَا شَيْءَ كُفُوَهُ يُدَانِيهِ وَلَا إِمْكَانَ لِوَصْفِهِ
يَا بَارُّ يَا كَبِيرُ أَنْتَ الَّذِي لَا تَهْتَدِي الْعُقُولُ لِوَصْفِ عَظَمَتِهِ
يَا كَبِيرُ يَا بَارِئَ النُّفُوسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ يَا بَارِئُ يَا
زَاكِي الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ آفَةٍ بِقُدْسِهِ يَا زَاكِي يَا كَافِي الْمُوَسِّعُ
لِمَا خَلَقَ لَهُ مِنْ عَطَاءِ فَضْلِهِ يَا كَافِي يَا نَقِيًّا مِنْ كُلِّ جَوْرٍ لَمْ يَرْضَهُ
وَلَمْ يُخَالِطْهُ فِعَالُهُ يَا نَقِيًّا يَا حَنَّانُ أَنْتَ الَّذِي وَسِعَتْ كُلَّ
شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ ذَا الْإِحْسَانِ قَدْ عَمَّ
كُلَّ الْخَلَائِقِ مَنُّهُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانَ الْعِبَادِ كُلٌّ يَقُومُ خَاضِعًا

لِرَغْبَتِهٖ وَرَهْبَتِهٖ يَا دَيَّانُ يَا [١٩] خَالِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ
اِلَيْهِ مَعَادُهٗ يَا خَالِقُ يَا [٢٠] رَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ وَّغِيَاثَهٗ
وَمَعَاذَهٗ يَا رَحِيْمُ يَا [٢١] تَامُّ فَلَا تَصِفُ الْاَلْسُنُ كُلَّ كُنْهِ جَلَالِهٖ
وَمُلْكِهٖ وَعِزِّهٖ يَا تَامُّ يَا [٢٢] مُبْدِعَ الْبَدَائِعِ لَمْ يَبْغِ فِيْ اِنْشَائِهَا
عَوْنًا مِّنْ خَلْقِهٖ يَا مُبْدِعُ يَا [٢٣] عَلَّامَ الْغُيُوْبِ فَلَا يَفُوْتُ شَيْءٌ
مِنْ عِلْمِهٖ وَحِفْظِهٖ يَا عَلَّامُ يَا [٢٤] حَلِيْمُ ذَا الْاَنَاةِ فَلَا يُعَادِلُهٗ
شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِهٖ يَا حَلِيْمُ يَا [٢٥] مُعِيْدَ مَا اَفْنَاهُ اِذَا بَرَزَ الْخَلَائِقُ
لِدَعْوَتِهٖ مِنْ مَّخَافَتِهٖ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ
خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ يَا مُعِيْدُ يَا [٢٦] قَرِيْبُ
الْمُجِيْبُ الْمُدَانِيْ دُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ قُرْبُهٗ يَا قَرِيْبُ يَا [٢٧] حَمِيْدَ
الْفَعَالِ ذَا الْمَنِّ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ يَا حَمِيْدُ يَا [٢٨] عَزِيْزُ
الْمَنِيْعُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ فَلَا شَيْءَ يُعَادِلُهٗ يَا عَزِيْزُ يَا [٢٩] قَاهِرُ
ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ يَا [٣٠]
قَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْمُتَعَالِيْ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا قَرِيْبُ يَا [٣١]
مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ عِزِّهٖ وَسُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ يَا [٣٢]
نُوْرَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدَاهُ اَنْتَ الَّذِيْ فَلَقَ الظُّلُمَاتِ بِنُوْرِهٖ يَا نُوْرُ
يَا [٣٣] عَالِيَ الشَّامِخُ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا عَالِيْ يَا [٣٤]
قُدُّوْسُ الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ سُوْٓءٍ فَلَا شَيْءَ يُعَادِلُهٗ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ
يَا قُدُّوْسُ يَا [٣٥] مُبْدِئَ الْبَرَايَا وَمُعِيْدَهَا بَعْدَ فَنَائِهَا بِقُدْرَتِهٖ

يَا مُبْدِئُ يَا ۳۶ مَحْمُوْدُ فَلَا تَبْلُغُ الْاَوْهَامُ كُلَّ كُنْهِ ثَنَائِهِ وَمَجْدِهِ
يَا مَحْمُوْدُ يَا ۳۷ جَلِيْلُ الْمُتَكَبِّرُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ فَالْعَدْلُ اَمْرُهُ وَالصِّدْقُ
وَعْدُهُ يَا جَلِيْلُ يَا ۳۸ كَرِيْمُ الْعَفُوْذَا الْعَدْلِ اَنْتَ الَّذِيْ مَلَأَ
كُلَّ شَيْءٍ عَدْلُهُ يَا كَرِيْمُ يَا ۳۹ عَظِيْمُ ذَا الثَّنَاءِ الْفَاخِرِ وَذَا الْعِزِّ
وَالْمَجْدِ وَالْكِبْرِيَاءِ فَلَا يَزَالُ عِزُّهُ يَا عَظِيْمُ يَا ۴۰ عَجِيْبُ فَلَا تَنْطِقُ
الْاَلْسُنُ بِكُلِّ اٰلَائِهِ وَثَنَائِهِ يَا عَجِيْبُ يَا غِيَاثِيْ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ
وَمُجِيْبِيْ عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَمَعَاذِيْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَرَجَائِيْ عِنْدَ
تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ الْاَعْظَمِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَرْزُقَنِيْ اِيْمَانًا دَائِمًا وَاَمَانًا مِنْ عُقُوْبَاتِ
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْ تَحْبِسَ عَنِّيْ اَبْصَارَ الظَّلَمَةِ وَالْمُرِيْدِيْنَ اِلَى
السُّوْءِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَمِنْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ
وَمِنْكَ التُّكْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَاللّٰهُ
خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ تین بار پڑھے اور تین بار حَسْبِيَ
اللّٰهُ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ
بِالْعِبَادِ اس فقیر سے فرمایا کہ بعد تمام ان اسماء کے اس عبارت کے
ساتھ توسل کرے کہ اِلٰهِيْ تَوَسَّلْتُ بِهٰذِهِ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ تَجْعَلَنَا
مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ وَاَنْ تَرْزُقَنِيْ اِيْمَانًا
وَاَمَانًا مِنْ عُقُوْبَاتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّيْ اَبْصَارَ
الظَّلَمَةِ وَالْمُرِيْدِيْنَ لِيَ السُّوْءَ وَاَنْ تَصْرِفَ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا

يُغْنِيْهِ وَمِنْهُ اِلٰى خَيْرِ مَا لَا يَمْلِكُهُ اَحَدٌ غَيْرُكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا پھر ہاتھوں کو موہنہ اور بدن پر نیچے لائے اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ہر روز پڑھو اور اگر کوئی شخص آئے مزاحم ہوئے تو اُس کو تعلیم کرو جیسا کہ تم نے مجھ سے لیا اس فقیر نے قدمبوسی کی تو یہ دعا فرمائی اِلٰهِيْ اجْعَلْ وَلَدِي الْمَعْنَوِيَّ سید علاء الدین مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ وَاَنْ تَخْتِمَ اَمْرَهٗ بِالْاِيْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ بِالْخَيْرِ وَاَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَهُ الْمَشْرُوْعَةَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ **ایضاً** ایک عزیز نے پوچھا کہ شتر پر سوار ہونا آیا ہے جواب فرمایا کہ جو کچھ سوائے گھوڑے اور خچر اور گدھے کے ہے اُس پر سوار ہونا منع ہے خاص کر شتر تو دلدادہ ہے واسطے سوار ہونے کے نہیں ہے قولہ تعالیٰ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا **ایضاً** مولانا فریدالدینؒ کی وفات کی خبر پہنچی سورۂ تبارک پڑھی اور ثواب بخشا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ الملک تُدعیٰ فی التوراۃ سورۃ المطھرۃ تطھر صاحبھا من الذنوب الماضیۃ والمستقبلۃ یعنے سورۂ ملک کو توراۃ میں سورۂ مطہرہ کہتے ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کو گذشتہ و آیندہ گناہوں سے پاک کرتی ہے دوگانہ جو کہ میت کی نیت سے پڑھتے ہیں اُس کو ہر چند اوراد میں تلاش کیا نہ پایا تو دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے یعنی اے اللہ تو اُس کو بخش دے اور اُس پر رحم کر اور درگزر فرما اُس چیز سے کہ جس کو تو جانتا ہے پس بیشک تو ہی ہے برتر و بزرگ ۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ سورۂ ملک کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے شرح الصدور میں اُن کو ذکر کیا ہے اور خادم رتنے لے الفرائح میں ان کا ترجمہ لکھا ہے اور جامع صغیر میں دو حدیثیں بایں لفظ مذکور ہیں (سورة من القران ما هی الا ثلثون آية خاصمت) ای حاجت ودافعت (عن صاحبها) ای قارئها الملازم لتلاوتها بتدبر واعتبار (حتى ادخلته الجنة) والتوفيق لقراءتها برحمة الله تعالى فانه اشكال (وهى تبارك) الذى بيده الملك (طس والضياء عن انسؓ) باسناد صحيح (سورة تبارك هى المانعة من عذاب القبر) عن قارئها اذا مات ووضع فى قبره (ابن مردويه عن ابن مسعودؓ) باسناد حسن ایک حدیث سورۂ کہف کی فضیلت میں بھی بایں لفظ مذکور ہے (سورة الكهف تدعى فى التوراة الحائلة) اى الحاجزة (تحول) اى تحجز (بين قارئها وبين النار) بمعنى انها تحاجج وتخاصم عنه كما فى رواية (هب عن ابن عباسؓ) انتهى من العزيزى شرح الجامع الصغير

ایضاً روز مذکور چہارم ماہ ذیقعدہ

کو روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا حدیث شریف یہ تھی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من صوتٍ اَحَبَّ الی اللہ من صوتِ عبدٍ مذنبٍ تائبٍ اذا قال یارب یقول من فوق عرشہ لبیک انت عبدی کبعض ملائکتی انا عن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک سل تُعطَ انت اشھد کم یا ملائکتی انی غفرتُ لہ فرمایا کہ حرف من زائد ہے اور ما نافیہ ہے اسم و خبر چاہتا ہے اسم اس کا صوت ہے اور خبر اس کی احب ہے صوت بسبب اسم ما کے مرفوع ہے اور خبر ما کی احب منصوب ہے اور من فوق عرشہ مبالغہ ہے یہ نہیں ہے کہ اللہ عز وجل عرش کے اوپر ہے وہ تو مکان سے منزہ و پاک ہے انت عبدی کبعض ملائکتی اس سے ملائکہ مقربین مراد ہیں اس لئے کہ یہ بندہ تائب مقربین سے ہو گیا انا عن یمینک ای عالم و حافظ یعنی ہیں عالم و نگہبان ہوں ترجمہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی آواز بہتر و دوست تر اللہ تعالیٰ کے آواز سے بندے گنہگار توبہ کرنے والے کی، جبکہ وہ کہتا ہے اے میرے رب تو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر سے فرماتا ہے لبیک عبدی یعنی میں کھڑا ہوں واسطے تیرے جواب کے تو اے میرے

بنائے تاکہ میرے بعض مقرب فرشتوں کے ہے میں تیرا نگاہبان ہوں داہنے طرف تیرے اور بائیں جانب تیرے اور اوپر تیرے اور نیچے تیرے مانگ تو دیا جائیگا میں تم کو گواہ کرتا ہوں اے میرے فرشتو کہ بیشک میں نے واسطے اُس کے بخشش کی قولہ تعالیٰ ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین یعنے بیشک اللّٰہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک لوگوں ستھرائی کرنے والوں کو اول گناہ سے توبہ کرنے والوں کو یاد کیا واسطے اُن کی خاطرداری کے کیونکہ وہ تو نیاز ہیں ہیں اور یہ پاک لوگ ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہی نہیں ہوتے میرے درگاہ کے پرانے لوگ ہیں اُن کو اگرچہ آخر میں یاد کیا وہ تو بخیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ وہ تو پرانے ہیں مثلاً اگر ایک شخص تو گھر کا ہو اور دوسرا شخص مہمان تیرے پاس آئے تو تو اُس کی تعظیم کرے گا رہا گھر والا سو وہ تو اپنے گھر ہی کا ہے اور اگر بتقدیر الٰہی کوئی صغیرہ گناہ بدون قصد وارادے کے اُن سے ظہور میں آجاتے تو وہ اُسی دم انابت کریں کیونکہ وہ بمنزلہ زلت انبیا کے ہے کہ بغیر قصد و تعمد کے وجود میں آجاتے ہے ۔

وان الانبیاء لفی امان عن العصیان عمداً وانعزال

ای نفی عصمۃ من اللّٰہ تعالیٰ یعنے انبیاء علیہم السلام قصداً گناہ کرنے سے متفرد امن نکیسوئی و علحدگی میں ہیں بسبب عصمت و حفظ کے طرف اللّٰہ سے اللّٰہ تعالیٰ کے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کشفی فرمایا کہ فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔

ایضاً روز مذکور چہارم ماہ ذیقعدہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا سبق عوارف کا ہوتا تھا بات فقہ و فقیہ کی فضیلت میں تھی فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما عبد اللہ افضل من فقہ فی الدین ما نفی کا ہے اور عبد فعل ماضی مجہول ہے عبادت سے یعنے نہیں پوجا گیا اللہ بہتر سبب فقہ سے دین میں حرف من سببیہ ہے یعنے بسبب فقہ کے عبادت کر سکتے ہیں جہل سے عبادت کو کیا جانیں ہرگز نہ جانیں اور یہ حدیث شریف فرمائی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد جاھل یعنے البتہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان کے بھگانے پر ہزار عابد جاہل سے کیونکہ جاہل فرائض و واجبات و سنن و مستحبات و اختلاف اقوال کو کب جانیگا وہ کیا جانے کہ اجماع کیا ہے اور اتفاق کیا چیز ہے اتفاق عبارت ہے اپنے مذہب سے جیسے حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد اور دیگر علمائے مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور اجماع عبارت ہے چار مذہبوں سے کہ جن پر عمل کریں فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان یرد اللہ بعبد خیرا یفقھہ فی الدین یعنے اگر اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے ساتھ کسی بندے کے نیکی کا تو اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے تاکہ وہ فقہ واسطے عمل کے سبب ہو جاوے بعد اس کے فرمایا الدین مشتق من الدون وھو ان یضع العبد

نفسہ للہ تعالیٰ یعنی دین مشتق ہے دون سے اور وہ یہ ہے کہ پست کرے اور ذلیل کرے بندہ اپنے نفس کو واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں حدیث شریف اول بایں لفظ ہے ما عبد اللہ بشیٔ افضل من فقہٍ فی دین (لان صحۃ العبادۃ تتوقف علیہ (ھب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسری حدیث بایں لفظ مذکور ہے (فقیہ واحدٌ اشد علی الشیطان من الف عابد) قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ لان الشیطان کلما فتح بابا علی الناس من الاھواء وزین الشھوات فی قلوبھم بین الفقیہ المعارف مکائدہ فیسد ذلک الباب ویجعلہ خائبا خاسرا بخلاف العابد فانہ ربما یشتغل بالعبادۃ وھو فی حبائل الشیطان ولا یدری (ت ہ عن ابن عباس) رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تیسری حدیث شریف بایں لفظ ہے (من یرد اللہ بہ خیرا) ای عظیما کثیرا (یفقہہ فی الدین ای یفہمہ اسرار امر الشارع ونہیہ بنور ربانی (حم ق عن معاویۃ حم ت عن ابن عباس ہ عن ابی ھریرۃ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین) ای یفہمہ علم الشریعۃ (ویلھمہ رشدہ) بباء موحدۃ اولہ بخط المؤلف فیہ کالذی قبلہ شرف العلم وفضل العلماء وان الفقہ فی الدین علامۃ علی حسن الخاتمۃ (حل عن ابن مسعود) قال العلقمی

بجانبیه هاء منه الحسن (من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه) ای فی الدین کما تقدم (السجزی عن عمر) باسناد حسن انتهی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی بعد اس کے فرمایا کہ ان یوما جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ اخبرنی من الفقه فقرأ علیه السلام هذه الآیة فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره فقال الرجل حسبی هذه الآیة یا رسول اللہ فقال علیه السلام فقیه ذلك الرجل یعنے ایک دن ایک اعرابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دیں فقہ سے تو آپ نے یہ آیت پڑھ دی پس جو شخص ذرہ بھر نیکی کریگا تو وہ اُس کو دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ بھر بدی کریگا تو وہ اس کو دیکھے گا یعنے وہ اُس کو پاوے گا اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مالهذا الکتاب لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربك احدا یعنے جس وقت لوگ نامۂ اعمال کو دیکھیں گے تو کہیں گے ہماری خرابی ہی کیا ہے اس نامۂ اعمال کو کہ نہ کسی صغیرہ گناہ کو چھوڑتا ہے نہ کسی کبیرہ کو مگر اُس کو شمار کر لیا ہے اور جو کیا تھا اُس کو حاضر پایا اور ظلم نہیں کرتا ہے رب تیرا کسی پر پس اُس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ یہ آیت مجھ کو بس ہے پس آپ نے فرمایا اُس کے حق میں کہ یہ مرد فقیہ ہے یعنے اُس کو معلوم ہوگیا کہ نیک عمل کریں اور بدی سے بچیں اور خیر و شر اُس کو معلوم تھا تو یہی آیت کافی ہے ؎

گر کار کنی یک سخنے بسیار ست   ور می نہ کنی کتابہا خروار ست

ع آنجا کہ کس ست یک حرف بس ست

قولہ تعالیٰ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا اگر پوچھا جاتا کہ میری پیٹھ پر کیا بوجھ ہے وہ تو نجاست کے نزدیک جاتا ہے اور کھانے لگتا ہے قولہ تعالیٰ کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک مثل بد عالم کی ایسی ہے کہ نفس کو معصیت کا حکم دے جب وہ عاصی ہو جائے تو قیامت کے دن نفس سے بیزار ہو کہ میں نے نہیں کیا ہے پس اُس کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے قولہ تعالیٰ تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم ہاتھ کہے گا کہ اس نے نہ لینے کی چیز لی ہے پاؤں کہے گا کہ نہ جانے کی جگہ گیا ہے۔

مناسب اس کے یہ رباعی ہے ؎

دلا سر در گریبان کن بہ بین نفسک چہا کردہ ست
برائے حرص دنیا را تمامت دین رہا کردہ ست
چہ منکر می شوی اے دل کہ از من فعل بد نا بد
نکو بنگر خدا اے را کہ ہر مو با تو گواہ کردہ ست

قولہ علیہ السلام کل عالم لم یعمل بعلمہ فھو سخرۃ الشیطان یعنی جس عالم نے اپنے علم پر عمل نہ کیا تو وہ شیطان کا مسخرہ ہے خبر میں ہے کہ صحابہ جس وقت علم سے کوئی چیز سنتے تو اُس کو مقرون بعمل کرتے یعنی اُس پر عمل کرتے تھے بعد اُس کے آگے بڑھنے اور فرمایا برملا روزہ داون کتاب پیش

اوستاذ خواندن چنانکہ تو بر دعاگو میخوانی اور اجازت اُس کو کہتے ہیں کہ استاد شاگرد کے ہاتھ میں کتاب دیوے اور کہے کہ میری طرف سے رخصت ہے کہ تو دوسروں کو تعلیم کرے اور روبرو اُستاد کے پڑھنا اس سے اولی ہے بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ حاشیں جو کہ میں نے فضیلت فقر و فقیہہ میں ترتیب کیں ان کو لکھ لو سب فائدے کام آئیں گے پس میں نے لکھ لیں۔

پانچویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا وقت خلوت یعنی تنہائی کا تھا ہم چند یار تھے حکایت بیان فرماتے تھے کہ دراع و دستار یعنے کرتہ و پگڑی جو کہ شیخ نصیر الدین نے دعاگو کو دیا تھا میں نے دکھایا تو سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور لے گئے اُس طرف شیخ نصیر الدین سے ایسا اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کو قطب ہند کہتے ہیں اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نصیر الدین نے آپ کو اجازت و کالت کب دی جواب فرمایا کہ جس وقت دعاگو شہر میں آیا تھا سلطان محمد کے حکم سے اور اُس جگہ یعنی عرب میں چند آدمیوں نے اُن کا خرقہ دعاگو کے واسطے سے پہنا اور جس وقت کہ شیخ بطلب سلطان تہتہ میں جاتے تھے اور خفگی تھی تو سلطان محمد مر گیا۔ شیخ اثنائے راہ سے لوٹ گئے مخدوم والدہ ماجدہ مت برکاتہ کے خانقاہ میں اُترے، دعاگو سے فرمایا کہ اُجِلُّ ذٰلك الاجازة یعنے میں تیرے واسطے

اجازت کی تجدید کرتا ہوں اور اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا **ایضاً**
ایک قلندر واسطے زیارت کے آیا اُس کو ابدال قتال کہتے ہیں اُس
نے کہنا شروع کیا کہ میں نے ایسا حج کیا اور عرفات میں یوں وقوف
کیا اور قادس خلیل و سرانذیل میں ایسی ایسی زیارت کی فرمایا کہ اخفاء کھنا
اولی ہے مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کی ایک درویش
ولی اللہ حج کو گئے جس وقت گھر میں آئے تو کہا کہ میں تجارت کے
واسطے گیا تھا یہ نہ کہا کہ حج کے واسطے گیا تھا برادرم شرف الدین نے
بھی حج کیا ہے کسی سے نہیں کہتے ہیں پوشیدہ رکھتے ہیں میں جانتا ہوں
اور کوئی نہیں جانتا ہے مگر اس وقت۔

ایضاً سلام کا ذکر نکلا

فرمایا کہ جس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے چار یار کو
سلام کہتا ہوں تو برادر شرف الدین سلام کا جواب سنتے ہیں اور میں بھی سنتا
ہوں اور جب واسطے مخدوموں کی زیارت کے جاتا ہوں تو بھی بدین
عبارت جواب سنتا ہوں السلام علیک یا ولی اللہ اور یہ جواب سنتا ہوں
کہ وعلیک السلام یا ولد رسول اللہ اور اسی طرح جبکہ واسطے زیارت
شیخ نصیر الدین و شیخ نظام الدین و شیخ قطب الدین و شیخ فرید الدین و سید
علاء الدین جاوری و مولانا علاء کرمانی و مولانا حمید ناگوری اور دیگر اولیاء کے
جاتا ہوں تو بھی بارہا سنتا ہوں اور اس بار بھی میں نے سُنا نحن ولیناک

وکن علینا وسمعت ذلك من کل المشائخ یعنے ہم نے تجھ کو ولایت
دی اور تو چند سے ہمارے پاس رہ اور سارے مشائخ نے یہ کہا اور تعظیم
واکرام کیا اور اس بار کہ دعا گو کو اس شہر میں دیر ہوئی ہے اس کا بھید
یہی ہے کہ انہوں نے کہا کہ تو چند سے ہمارے پاس رہ اور میں چاہتا
ہوں کہ ہمراہ تمہارے ایک رات شیخ نصیر الدین کی خانقاہ میں رہوں
القصہ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق
پڑھ پس میں نے شروع کیا ترتیب حدیث شریف کی یہ تھی عن انس بن
مالك رضی الله تعالی عنه انه قال قال النبی صلی الله علیه وآله
وسلم من صلی الفجر ثم یقول حین ینصرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
وَلَا حِیْلَةَ وَلَا احْتِیَالَ وَلَا مَنْجَأَ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ سبع
مرات الا رفع الله عنه سبعین نوعًا من البلاء میں نے پوچھا کہ حین
ینصرف کیا ہے جواب فرمایا کہ حین ینصرف ای حین یفرغ یعنے جو شخص
کہ صبح کی نماز پڑھے پھر کہے جبکہ فارغ ہو جائے سات بار اس دعا
کو تو اللہ تعالی ستر قسم کی بلا اس سے دفع کرے سات کو دس میں ضرب
دو تو ستر ہوتے ہیں ہر بار کے کہنے میں دس بلاؤں کو اس کے وجود
سے دور کریگا۔ اس فقیر نے پوچھا کہ حیلہ و احتیال ایک معنی ہیں تکرار کیوں
ہے جواب فرمایا کہ فرزند من احتیال ابلغ ہے حیلہ سے پس روئے مبارک
طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من صبح کے وقت یہ دعا مجھ کو
یاد دلاؤ کہ میں پڑھوں تم اور یاران دیگر بھی یاد کر لو اور بلے ناغہ پڑھو میں

نے عرض کیا کہ بندہ اس دعا کو یاد رکھتا ہے اور سبلے ناغہ پڑھتا ہے تو دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز ستر قسم کی بلا تجھ سے دور کرتا ہے اس حدیث کے حکم کی بنا پر یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور پنجم ماہ ذیقعدہ بعد نماز ظہر

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق تھا تکوین و مکونات میں کلام تھا فرمایا قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وفی روایۃ بین الروح والجسد ایک عزیز نے پوچھا کہ بین الروح والجسد سے کیا مراد ہے جواب فرمایا کہ ہنوز روح جسد میں ملا نہیں ہوتی تھی یعنی حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر تھا اس حال میں کہ آدم درمیان آب وگل کے تھے یا درمیان جان وتن کے۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد) قال المناوی یعنی انہ تعالیٰ اخبرہ بمرتبتہ وھو روح قبل ایجادہ الاجسام الانسانیۃ کما اخذ المیثاق

علی بنی آدم قبل ایجاد اجسامھم وقال العلقمی تنبیہ ما اشتھر علی الالسنۃ بلفظ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین فقال ابن تیمیۃ والزرکشی وغیرھما من الحفاظ لا اصل لہ وکذا کنت نبیا ولا آدم ولا طین (ابن سعد حل عن میسرۃ الفجر) من اعراب البصرۃ (ابن سعد عن ابن ابی الجدعاء حب عن ابن عباس) قال الشیخ حدیث صحیح انتھے من شرح الجامع الصغیر للعزیزی نیز اس کے اس آیت شریف کی تفسیر بیان فرمائی قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرک آباؤنا وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے فرزندان آدم علیہ السلام سے عہد و میثاق لیا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے بصورت ذرہ کے باہر آئے ذریت نسبت ہے طرف ذرہ کے اس دن اس حجراسود کو عرش کے نیچے سے لائے اور یہ سفید و روشن تھا اللہ پاک نے اس ذریت کو ندا کی کہ کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا سب نے کہا کہ ہاں یعنے تو ہمارا پروردگار ہے مومن و کافر سب نے اقرار کیا تو اللہ پاک نے فرشتوں کو گواہ کیا کہ مبادا جس وقت وہ دنیا میں جائیں تو مجھ سے پھر جائیں اور کہنے لگیں کہ ہم تو اس میثاق سے غافل تھے اور پیغمبروں کا میثاق یہ تھا قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق

حاشیہ: [illegible]

النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین یعنی اللہ سبحانہ نے پیغمبروں سے میثاق لیا اور فرمایا اے میرے نبیوں کے گروہ تم البتہ ایمان لاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی مدد کرو انہوں نے اپنی امت کو حکم ایمان کا دیا پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر پیش کیا آپ سینہ مبارک آدم علیہ السلام سے باہر آئے اس سبب سے آپ کو صدر معلی کہتے ہیں اور امام بھی کہتے ہیں یہہ بیت قصیدہ لامیہ کی پڑھی ہے

وختم الرسل بالصدر المعلی — نبی ھاشمی ذی جمال
امام الانبیاء بلا اختلاف — وتاج الاصفیا بلا احتمال

پس ان پیغمبروں نے آپ سے مصافحہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو وصیت کی کہ بعد میرے ایک پیغمبر آئیگا تم ان پر ایمان لائیو قولہ تعالیٰ واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوریۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد پھر اولیا رحمہم اللہ تعالیٰ سے میثاق لیا اور فرمایا یا معشر اولیائی بماذا تشتغلون فی الدنیا قالوا یا ربنا نحن عبادک فالعبد اختار عبادۃ مولاہ یعنی اے میرے دوستو تم کس چیز میں مشغول ہوگے دنیا میں انہوں نے جواب دیا اے ہمارے پروردگار ہم تو تیرے

پیغمبروں سے میثاق لینا

ذکر میثاق اولیا رحمہم اللہ تعالیٰ

بندے ہیں پس بندہ اپنے مولیٰ کی عبادت کو اختیار کرتا ہے یعنے ہم کو اپنے خدا کی بندگی اختیار و پسند ہے سمی العبد عبد العبادتہ یعنے بندے کا نام بندہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ وہ بندگی کرتا ہے پس بندہ بجز بندگی کے اور کیا کرے اللہ پاک نے فرمایا اے عالی ہمتو تم نے خوب اختیار کیا میں تم کو سب سے بہتر روزی پہونچاؤں گا قولہ تعالیٰ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین یعنے تو کہہ کہ جو چیز نزدیک اللہ کے ہے وہ بہتر ہے بازی و بازرگانی سے یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بازی و بازرگانی اچھی نہیں ہے مگر اُس کی عبادت بہتر ہے اور اللہ اپنی عبادت کرنے والوں کو بہتر روزی دیگا بغیر کسب کے اور یہ بات واقعی ہے پس کوئی چیز عبادت سے بہتر نہیں ہے جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے ؎

پائے گردآلود بکشیں خوانِ نعمت پیش تست

اے کہ سرگرداں برائے نانِ دستار نچاشتی

ع رزقت چو مقدر است مخور ہیچ غم پس جملہ خلائق ومومن وکافر وصالح وفاسق سے میثاق لیا اور وہ لوگ اپنا ہاتھ اُس حجر اسود پر رکھتے تھے اور ہر ایک میثاق یعنے عہد کرتا تھا پس کافروں فاسقوں نے عہد توڑ ڈالا کافروں نے تو ایمان سے اور فاسقوں نے طاعت رحمان سے اُن کے عہد توڑنے کی شومی سے یہ سفید نورانی پتھر ظلمانی سیاہ ہو گیا بعد اس کے اس آیت شریف کی تفسیر بیان فرمائی قولہ تعالیٰ فقال لھا

ف- ذکر طینت پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولالارض ائتیا ای للسماء والارض طوعا او کرھا ای ترغیبا ام
تکرھیا فاجابت طینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سرۃ الارض
والسماء اتینا طائعین ای راغبین غیر کارھین یعنے اللہ تعالیٰ
نے آسمان وزمین کو خطاب کیا کہ تم فرمانبرداری کرو رغبت خواہ بہ
دشواری پس جب مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹی نے
زمین کی ناف سے کہ جس جگہ کعبہ شریف اب ہے آپ کی خاک مبارک
اسی جگہ سے ہے جواب دیا اور اس ناف زمین کے مقابل آسمان نے
بھی کہا کہ ہم فرمانبرداری کریں گے بطوع ورغبت نہ بدشواری بعد اسکے
فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تو مدینہ مبارک میں آرام فرمایا ہے آپ کی خاک پاک مکہ مکرمہ سے
کیونکر لے گئے تو ہم جواب دیں گے کہ جس زمانے میں حضرت نوح
علیہ السلام کا طوفان ہوا تو اس پانی نے موج ماری اور حضور کی طینت

ف- آپ کو مکی ومدنی کہتے ہیں

پاک کو مدینہ مبارک میں ڈال دیا اس جگہ کہ جس جگہ اب آپ کی قبر
مبارک ہے پس آپ کو مکی بھی کہتے ہیں اور مدنی بھی جس وقت کہ
خاک پاک نے جواب دیا تو اس وقت مکے میں تھے اور جب طوفان
کے پانی نے موج ماری تو اس کو مدینے میں لے گیا پس اصل طینت
کی جہت سے کہ مکے سے تھے آپ کو مکی کہتے ہیں اور اس جہت سے

ف- معنے امی

کہ قرار طینت کا مدینے میں ہوا مدنی کہتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ آپ
کو امی بھی کہتے ہیں یعنے مکی اسلئے کہ نام مکہ مبارک کا قرآن شریف میں

ام القریٰ ہے۔ اسے اصل القریٰ الام الاصل معنی یہ ہیں اور بعض یہ معنی نہیں جانتے ہیں۔ کچھ اور کہتے ہیں۔ بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا، فرزند یہ آیتیں جو میں نے بیان کیں ان کو لکھ لو غریب ہیں۔ پس میں نے لکھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے عوارف شیخ عبداللہ مطری سے روبرو پڑھی ہے اصل نسخے سے، جو کہ روبرو مصنف یعنی شیخ الشیوخ کے گذرا ہوا ہے بعد اس کے شیخ مدینہ عبداللہ مطری نے وفات کے وقت وصیت کی کہ اس عوارف کو شیخ مکہ عبداللہ یافعی کے پاس بھیج دینا قدس اللہ روحہما اور کہا کہ اس عوارف کو نزدیک سید جلال الدین کے پہنچاؤ۔ شیخ مکہ نے ایک حاجی کے ہاتھ بھیج دی۔ اس حاجی نے عوارف دعا گو کو پہنچائی۔ وہ نسخہ میرے فرزند محمود کے پاس ہے کسی کو نہیں دیتا ہے۔ وہ نسخہ نہایت موجہ یعنے عمدہ ہے۔ اس میں کچھ زیادتی وکمی نہیں ہے۔

چھٹی رات ماہ ذیقعدہ منگل کی رات تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا گفتگو دیوانہ و دیوانگی میں تھی۔ فرمایا کہ دیوانے عجب لوگ ہیں۔ ایک دیوانے سے میں نے یہ رباعی سنی ہے ؎

ایں دولت بیدلی بہر دل ندہند | ویں نزلہ بخفتگان منزل ندہند
در عالم عشق انچہ بے عقلاں راست | زاں ذرہ بصد ہزار عاقل ندہند

پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من رباعی لکھ لو ایک دیوانے سے میں نے سنی ہے میں نے لکھ لی **ایضاً** ایک عزیز نے

پوچھا کہ یہ حدیث صحیح ہے قولہ علیہ السلام من تزهد بغیر علم جن فی آخر العمر او مات دخل فی الکفر جواب فرمایا کہ خبر میں ہے یعنے جو کوئی زہد و پارسائی اختیار کرے بغیر علم کے تو وہ آخر عمر میں دیوانہ ہو جائے یا مرے تو کفر میں داخل ہو ایضاً فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے قول پر نماز وتر ایک رکعت بھی ہے اور اس سے پہلے کی دو رکعتوں کو سنت وتر کہتے ہیں اور دعا گو آخر رات میں جبکہ صبح قریب ہوتی ہے تو وہی ایک رکعت پڑھتا ہے۔ اور اُس طرف مشائخ و محدث بھی پڑھتے ہیں۔ جبکہ صبح قریب ہوتی ہے اور اول رات میں وتر پڑھتا ہوں پھر لیٹ جاتا ہوں اس واسطے کہ شاید فوت و موت ہو تو وتر گردن سے تو ساقط ہو جائے اور جب آخر رات میں تہجد پڑھتا ہوں تو پھر وتر کو پھیرتا ہوں جبکہ وقت وسیع دکشادہ ہوتا ہے تینوں رکعتیں پڑھتا ہوں اور یہ مخدوم کا معمول ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ اجعلوا الوتر آخر صلوتکم یعنے تم وتر کو اپنی آخر نماز کرو تاکہ ختم وتر پر ہو۔ اور یہ طریقہ مستحب ہے کیونکہ خبر میں ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار وتر پڑھا، ایک بار تو متصل وقت نماز عشاء کے اور دوسرے بار جبکہ گھر میں تشریف لائے۔ اور دوگانہ شکر کا ادا فرماتے تھے۔ اور وتر کو پھر پھیرا اور تیسرے بار جبکہ تہجد ادا کیا تو پھر وتر پڑھا اور یہی حدیث مذکور فرمائی دعا گو اول رات میں بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتا ہے اور نیت تشفیعا للوتر کی کرتا ہے معنی میں وہ ایک رکعت ہو جاتی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول پاک ہے

بیان وتر و تہجد

کہ صلوٰۃُ القَاعِدِ نصفُ علی صلوٰۃِ القائم پس وہ تین رکعتیں اس ایک کے ساتھ چار نفل ہو جاتے ہیں اور آخر رات میں بعد تہجد کے جو پڑھتا ہوں تو بعد اُس کے دو رکعت نہیں پڑھتا ہوں وہ صریح وتر ہو جاتا ہے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من لکھ لو اور تم بھی کرو جیسا کہ میں کرتا ہوں۔ پس میں نے خدمت کی یعنی سلام کیا اور لکھ لیا۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں حدیث اول باب لفظ ہے (اجعلوا اٰخر صلوتکم باللیل) ای تہجدکم فیہ (وترًا) والوتر سنۃ مؤکدۃ عند الشافعیہ وواجبٌ عند الحنفیۃ واقلہ رکعۃ واکثرہ احدیٰ عشرۃ ووقتہ بین صلوٰۃ العشاء ولو مجموعۃ مع المغرب وطلوع الفجر والافضل تاخیرہ لمن وثق باستیقاظہ وان فاتتہ الجماعۃ فیہ وتعجیلہ لغیرہ (ق د) عن ابن عمر بن الخطابؓ۔

چھٹی ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت

کہ یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ چاشت کی نماز ادا کرنے تھے اسی اثنا میں فرمایا کہ وقت چاشت کا استوا تک ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا فقہ میں ہے یکرہ الصلوٰۃ عند الاستواء یعنی استوا کے وقت

نماز مکروہ ہے۔ عند بمعنی قرب ہے جواب فرمایا۔ کہ اس جگہ عند بمعنی وقت
استواء کے ہے محض استواء مراد ہے اسلئے کہ استواء یعنی دوپہر سے پہلے
نماز درست ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا کہ فرزند
من لکھ لو یہ غریب ہے جو کہ میں نے کہا۔ پس میں نے لکھ لیا جب نماز
چاشت سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے فرمایا آج میں نے
واقعہ میں دیکھا کہ ایک ولی اللہ مکے سے اُچہ میں پہنچا ہے اور حجرۂ خانقاہ
دعاگو میں اترا ہے۔ اور کہتے ہیں دعاگو کا مصاحب تھا۔ صاحب کرامت
ہے۔ اور لڑکوں کی ماں تیمارداری کرتی ہے اور کہتی ہیں کہ میں دہلی میں
نہیں آتی ہوں اسلئے کہ کام کا ہجوم ہے۔ انشاء اللہ جس وقت مخدوم لوٹ
آئیں گے تو اسی جگہ دیکھ لوں گی پس اس فقیر نے اُسی وقت تاریخ لکھ
لی چھٹی ماہ ذیقعدہ کی تھی۔ واقع میں ایسا ہی تھا۔ بعد چند سے خبر پہنچی کوئی
شخص گھر سے آیا بعد اس کے فرمایا میں نے سنا ہے کہ سلطان پھرا ہے۔
انشاء اللہ ہم جلد تر لوٹیں گے ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے
فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ پس میں نے شروع کیا ترتیب حدیث شریف
کی یہ تھی عن انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مَن قال فَلِلّٰہِ الحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ
الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
لِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ثم قال اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَيَّ لَمْ يَبْقَ لِلْوَالِدَيْنِ عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا أَدَّاهُ
إِلَيْهِمَا وَأَنْتُمْ بَرَرْتُمَا فَإِنْ قَالَهَا ثلث مرات وَجْعَلْ ثَوَابَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ أَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْحَشَايِيْنَ الضِّيَاءَ
وَالنُّوْرَ وَالْفُسْحَةَ وَمَنْ زَادَ فَعَلٰى قَدْرِ ذٰلِكَ مِنَ الثَّوَابِ بعد اس کے
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا۔ فرزند من ایک بار
تعلیم کرتا کہ ہم ماں باپ کو ثواب بخشیں یہ فقیر تلقین کرتا تھا۔ مخدوم مع یاروں
کے پڑھتے تھے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند
من تین بار اور تلقین کرتا کہ ہم سارے اہل ایمان کو ثواب بخشیں اور فرمایا کہ اس
طرف محدث جب حدیث شریف پڑھتے ہیں تو آگے نہیں پڑھتے جب تک
کہ اس پر عمل نہ کرلیں۔ ہم بھی اُن کی موافقت کو نگاہ رکھتے ہیں بعد اس کے
فرمایا کہ اس دعا کو واسطے ہر میت کے پڑھیں تاکہ اُس کی قبر کو فراخ و روشن
کریں اور دعا گو ہر میت کے واسطے پڑھتا ہے اور اُس کو ثواب بخشتا ہے
اور اس دعا گو نے سید علی مدنی کی نیت سے پڑھا نور قبرہ و فسح یعنی
اس کی قبر منور اور فراخ ہوگئی یہ دعا مخدوم کا معمول ہے بعد اسکے روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من اس دعا کو یاد کرلو اور
میرا طریقہ نگاہ رکھو ہر میت کی نیت سے پڑھو میں نے عرض کیا کہ بندۂ کمینہ
یاد رکھتا ہے۔ فرمایا الحمد للہ اس فقیر نے پوچھا کہ ضیار و نور کے ایک معنی
ہیں؟ فرق تکرار کا کیا ہے جواب فرمایا فرزند من ضیار انور ہے نور سے یعنے
نور نور روشنی ہے اور ضیار زیادہ تر روشنی کو کہتے ہیں۔ اور یہ آیت شریف پڑھی

وجعل الشمس ضیاء و القمر نورا اسلئے کہ سورج زیادہ تر روشن ہے چاند سے، پس ساتھ ضیا کے استعمال آیا ترجمہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس دعا کو ایک بار پڑھے اور ثواب اس دعا کا ماں باپ کو بخشے تو اس کے ماں باپ کا اس پر کوئی حق نہ رہے مگر اس نے ادا کیا ہو اور جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے اور سارے ایمان والوں کو ثواب بخشے تو اللہ تعالے اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے موحدوں کی قبروں میں سورج اور چاند کی روشنی کے مثل روشنی داخل کرے اور اُن کی قبروں کو فراخ کر دے اور جو کوئی تین بار سے زیادہ پڑھے، چار بار یا پانچ بار یا زیادہ تو اُسی قدر ثواب زیادہ پائے بعد اس کے روئے مبارک طرف حاضرین مجلس کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من سید علاء الدینؒ اہل علم سے اور محبت میں دعاگو کے مجتہد یعنے کوشش کرنے والا رہتا ہے اور چار کتابیں مجھ سے پڑھیں اور چند کتابیں سماع کیں، اور دو اعتکاف اربعین ہمراہ دعاگو کے کیئے۔ میں نے اُس کو اپنی طرف سے وکیل کیا۔ اس فقیر نے قدمبوسی کی تو فرمایا فرمانید فرزند من خدائے تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ بردہد یعنے اللہ تعالیٰ تم کو اس کا پھل دیگا۔ پھر میں اپنے حجرے میں لوٹ آیا۔ یاران بزرگ آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ تمہارے واسطے دعوت کرنا کہ ہم تیرا گھر دیکھ لیں کہ آمد و شد رہے۔ تو ہمارے پاس آئے ہم تیرے پاس آئیں۔ میں نے قبول کیا یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک

حق میں اس فقیر کے تھی۔

ساتویں ماہ ذیقعدہ شب چہارشنبہ تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرماتے تھے بات اس میں تھی کہ الصوفی ھو المقرب وما ذکر الصوفی فی القران لشنہ رفض الصوفی ووضع المقرب قولہ تعالیٰ فاما ان کان من المقربین ای من الصوفیین والفتوفیۃ شھد وای حضر وانسمع قولہ تعالی ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم قال بعضھم لفتح اذا نھم للاستماع قولہ تعالی ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب ای قلب حاضر مع اللہ او القی السمع وھو شھید ای القی الاذان للاستماع من ھو حاضر وفی قول لمن کان لہ قلب ای قلب سلیم وقیل سالم عن الاغراض والامراض وذلک قلب الذی ینفع یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم وفی قول قلب سلیم ای لدیغ مشتاق یعنے دل بار گزیدہ شوق حق سے اور درد محبت سے ایسے ہی دل پر دوزخ نامہربان مہربان ہوجاتی ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

بالنار خوفنی وقد فقلت لھم النار ترسم من فی قلبہ نار

ای نار جھنم تخفق من فی قلبہ نار المحبۃ یعنے دوزخ کی آگ اس شخص سے ڈرتی ہے کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے یہ وہی دل بار گزیدہ محبت حق کا ہے باوجود اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے واسطے بارادہ دعا میں چاہا ہے۔ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نَائِحَةً تَعْلِيْمًا لِلْاُمَّةِ یعنے اپنے واسطے تعلیم امت کی یوں فرمایا کہ اے بار خدایا تو میرے دل میں عشق کا درد اور الم محبت کا شوق کر دے تاکہ وہ بھی اس بات کو واسطے متابعت اپنے پیغمبر کے خدائے تعالیٰ سے مانگیں کہ محبوب حق ہو جائیں اسلئے کہ آپ کا قول پاک ہے فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ای اِتَّبِعُوْنِيْ يَا اُمَّتِيْ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّحَالًا حَتّٰى تَصِيْرُوْا مَحْبُوْبِيْنَ لِلّٰهِ تعالیٰ یعنے اے میری امت تم میری پیروی کرو قول و فعل و حال میں تاکہ تم خدائے عزوجل کے محبوب ہو جاؤ اور یہ آیت شریف پڑھی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ای ما یتکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکلام عن ھوی ... النفس یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بات ہوائے نفس سے نہیں فرماتے ہیں ان نافیہ بمعنی لیس ہے اسلئے کہ بعد اُس کے الا واقع ہوا ہے ای لَيْسَ يَتَكَلَّمُ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى مِنْ رَّبِّهٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوائے نفس سے نہیں کہتے ہیں مگر یہ کہ طرف اللہ تعالیٰ کے وحی آئی ہو پس آپکا قول بھی وحی تھا اور فعل و حال بھی وحی سے تھا بعد اسکے فرمایا کہ لفظ ان چار قسم ہے ایک ان نافیہ ہے دوسرا ان شرطیہ تیسرا زائدہ چوتھا ان مخفف اِنَّ ثقیلہ ہے پس ان نافیہ کو ما ظاہر ہو پڑھیں یہ بمعنی لیس ہے۔ اور بعد اُس کے اِلَّا واقع ہوتا ہے جیسے یہ آیت شریف ان ھو الا وحی یوحی ای ما ھو اور ان شرطیہ کے نون کا اظہار نہ کریں مخفی پڑھیں یہ ان اپنے فعل کو اور فعل جزا کو جزم کرتا ہے۔ اگر فعل مستقبل ہو

فائدہ ان زائدہ

کقولہ تعالیٰ ان یشأ یذھبکم کلاھما فعلان مستقبلان فیجزمان،
احدھما فعل الشرط والثانی جزاء الشرط یعنے دونو فعل مستقبل مجزوم
ہیں۔ ایک فعل شرط ہے اور دوسرا جزا ہے شرط۔ اگر ان شرطیہ فعل ماضی
پر داخل ہو تو اگر جزا بھی فعل ماضی ہے تو دونو اپنے حال پر رہیں گے اسلئے
کہ لفظ ماضی کا اپنے حال سے بدلتا نہیں ہے۔ مگر مستقبل کے معنی میں
ہو جاتے ہیں۔ کقولہ تعالیٰ ان کنتم آمنتم باللہ، ان کان قمیصہ
قُدَّ من دُبرٍ کنتم اور کان فعل شرط ہیں اور آمنتم اور قُدّ شرط کی جزا ہیں اور
اگر ان دونوں فعلوں سے ایک فعل مستقبل ہو تو اس کو جزم کرے گا۔
کقولہ تعالیٰ انِ کنتم تؤمنوا اس کنتم فعل شرط ہے اور تومنوا جزاے
شرط ہے اور اگر جزا نہ ہو تو اپنے اُسی فعل کو جزم کرے گا۔ کقولہ تعالیٰ
وان تدعھم اور ان مخففہ ثقیلہ سے فعل ماضی میں ہوتا ہے اور اگر اسم میں آیا
ہو تو مشدد ہوتا ہے واسطے تحقیق فعل کے کہ ثقیل ہے اَنّ ثقیلہ کو خفیف
کریں تو بغیر تشدید کے پڑھیں اور بعد اُس کے لام تاکید کا واقع ہوتا ہے
کقولہ تعالیٰ وان کنت من قبلہ لمِنَ الغافلین یعنے ہر آئینہ تھا تو اے
محمد پہلے نزول قرآن سے البتہ غافلوں سے اور ان زائدہ کے کچھ معنی
نہیں ہوتے ہیں۔ واسطے وزن شعر کے یا کسی اور مصلحت کے لاتے ہیں
اور اُس کے کچھ معنی نہیں ہوتے ہیں کما قال الامام ابوحنیفۃ رحمۃ
اللہ تعالیٰ ؎

ما ان ندمت من السکوت مرۃ ولقد ندمت من الکلام مرارا

ای مانند مت ابن زائدہ ہے کچھ معنی نہیں رکھتا ہے۔ واسطے وزن
شعر کے لاتے ہیں یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں
پشیمان نہیں ہوا خاموشی سے ایک بار اور البتہ مقرر پشیمان ہوا بات کرنے
سے بار بار۔ ہمزہ کی بے زائدہ ہے، خبر ما کی جہت سے لاتے ہیں۔ قولہ
تعالیٰ وما اللہ بغافل بے زائدہ ہے ان زائدہ قصیدہ لامیہ علم کلام
میں بھی واقع ہوا ہے سہ

وَمَا اِنْ جَوْهَرٌ رَبِّيْ وَجِسْمٌ ‏ ‏ ‏ وَلَا كُلٌّ وَبَعْضٌ ذُوْ اشْتِمَالِ

ای ما جوھرٌ ان زائدہ ہے یعنے میرا پروردگار نہ جوہر ہے نہ
جسم ہے مثل ہمارے اور نہ کل ہے اور نہ بعض ہے۔ یعنے اُسکی ذات
پاک کو نہ کل کہتے ہیں نہ جُزو اسلئے کہ اس میں تشبیہ ہوتی ہے۔ یہ قول
بدمذہبوں کا ہے۔ باطل ہے۔ ہم اس آیت شریف سے اُن کے
قول کو باطل کہتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئٌ کاف تشبیہ کا ہے
اور مثل بھی تشبیہ ہے۔ دونوں واسطے تاکید کے ہیں۔ ای لیس مثل مثلہ
شیئٌ فالجوھر والجسم شیئٌ فلا یرد یعنے نہیں ہے مثال مثل اُس کے
کوئی چیز پس جوہر و جسم ایک شے ہیں پس وارد نہ ہوگا۔ بعد ازاں بشتے
مبارک بریں فقیر آوردند۔ و فرمودند فرزند من غریب ست این ہمہ کہ گفتم
با چہار زوج، نقط این ہمہ نویسیا پس بگشتم۔

ساتویں ماہ ذیقعدہ روز چہار شنبہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ سبق عوارف کا فرماتے تھے۔ گفتگو نماز ظہر میں تھی فرمایا نقل من فتاوی الکامل لایدخل وقت الظھر بعد ما زالت الشمس حتی یصیر ظل جدار عشرۃ اذرع ذراعاً واحداً فاذ دخل وقت الظھر وھو الاصح وعلیہ الفتویٰ وفی روایۃ لایدخل وقت الظھر حتی لایخرج الظل الاصلی کلما خرج ذلک دخل وقت الظھر یعنی فتاوے کامل سے نقل ہے کہ وقت ظہر کا داخل نہیں ہوتا ہے بعد ڈھلنے سورج کے، یہاں تک کہ دس گز کی دیوار کا سایہ ایک گز نہ ہو جائے یہ قول صحیح تر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ داخل نہیں ہوتا ہے وقت ظہر کا یہاں تک کہ سایہ اصلی نہ نکل جائے۔ جب وہ نکل جائے گا تو ظہر کا وقت آجائے گا۔ سایہ اصلی کا پہچاننا سورج کے گردش کی نسبت پر ہے۔ ہر برج میں اور یہ متفاوت ہے کم زیادہ ہوتا ہے دن جتنا زیادہ تر بڑا ہوگا اتنا ہی سایہ اصلی زیادہ تر چھوٹا ہوگا اور جس قدر دن زیادہ تر چھوٹا ہوگا اسی قدر سایہ اصلی زیادہ تر بڑا ہوگا۔ درازی سایہ اصلی کی ساڑھے دس قدم سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوتاہی اس کی ڈیڑھ قدم سے گھٹ کر نہیں ہے پس جو شخص چاہے کہ سایہ اصلی کو پہچانے تو ہموار برابر زمین میں سر برہنہ سر سے اتار ڈالے اور آفتاب کی طرف پیٹھ کرے پھر اپنا سایہ دیکھے کہ کہاں تک ہے

وہاں نشان کر دے، پھر قدم سے شمار کرے دریافت کر لے گا جیسے
کہ دعا گو کہتا ہے کہ تو نے قدم دیکھ لئے جب تک کہ سایۂ اصلی باہر نہیں ہو
جاتا ہے ظہر کی نماز میں شروع نہیں کرتا ہوں تاکہ باتفاق وقت آجائے
بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند
من یہ دونوں روایتیں فتاوی کامل کی لکھ لو غریب ہیں۔ اور قدم کے
بموجب بھی لکھ لو۔ آپ نے یوں تقریر کی

حمل ۳۱	ثور	جوزا ۳۲
ساڑھے چار قدم	ڈیڑھ قدم	اڑھائی قدم
سرطان ۳۱	اسد ۳۱	سنبلہ ۳۱
	اڑھائی قدم	ڈیڑھ قدم
میزان ۳۰	عقرب ۳۰	جدی ۲۹
ساڑھے چار قدم	ساڑھے چھ قدم	ساڑھے دس قدم
دلو	حوت ۳۰	قوس ۲۹
ساڑھے آٹھ قدم	ساڑھے چھ قدم	ساڑھے آٹھ قدم

بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من
باحتیاط لکھو اور اس پر عمل کرو اور میں بھی اس پر عمل کرتا ہوں۔ اس قدر علم
واسطے پہچاننے اوقات نماز کے واجب ہے۔ پس اس فقیر نے قدم
بوسی کی اور لکھا۔ ایضًا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا
فرزند من سبق پڑھ پس میں نے شروع کیا۔ ترتیب حدیث شریف کی یہ تھی

قولہ من صلی المغرب ثم صلی بعدھا ست رکعات قبل ان یتکلم بسوء کتب لہ عبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ یعنے جو کوئی مغرب کی نماز پڑھے پھر بعد اُس کے چھ رکعتیں پڑھے، پہلے اس کے کہ کوئی بُری بات کہے تو لکھی جائے گی واسطے اُس کے عبادت بارہ برس کی، میں نے پوچھا کہ کیا نیت کرے جواب فرمایا تکمیلا للفرائض۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کنز میں ہے۔ وندب الست بعد المغرب والاربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا یعنے مستحب ہیں چھ رکعتیں بعد فریضہ مغرب کے اور چار عصر سے پہلے اور آگے پیچھے عشا کے ہیں میں نے پوچھا کہ اس میں کس طرح نیت کرے جواب فرمایا متابعًا لرسول اللہ میں نے پوچھا کہ مغرب کے بعد چھ رکعتوں میں تکمیلًا للفرائض کی کیوں نیت کریں کیونکہ وہ تو سب مستحب ہیں جواب فرمایا کہ اس میں ایسا ہی نیت کرنا مروی ہے۔ فرمایا کہ وہ چھ رکعتیں یہ ہیں دو رکعت صلوۃ فردوس کی اور دو رکعت صلوۃ نور کی، اور دو رکعت صلوۃ استجاب کی جیسا کہ شیخ کبیر کے اوراد میں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم مولانا نظام الدین کے اوراد میں ذکر کیا ہے کہ صلوۃ حرز متصل پڑھتے ہیں جواب فرمایا کہ غلط لکھا ہے صلوۃ حرز آخر صلوات اوابین ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ میں پڑھتا ہوں واقع میں اسی طرح تھا کہ صلوۃ حرز بعد اوابین کے اور دوگانہ احیاء قلب کی ادا کرتے تھے۔ بعد اسکے فرمایا کہ بعد چھ رکعت مغرب کے متصل دو رکعت صلوۃ ہدیۂ رسول ادا کرتا ہوں۔

لیکن مستحب وہی چھ رکعتیں ہیں جو میں نے بیان کیں۔ تم اسی اوراد شیخ کبیر کو لو وہ دوگانہ دعا گو نے اس پر زیادہ کیا ہے بعد اس کے بدرقہ ایمان و تسبیحات اور دعائیں جو آئی ہیں اُن کو کہے، اور اذان دینے کا حکم دے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے لکھی۔ ایضاً ایک عزیز نے خط بھیجا تھا۔ فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھ دو۔ کیونکہ کتاب فتاویٰ میں ہے۔ جوابُ کتابٍ کجوابِ السلام یعنی فرضیت میں خط کا جواب مثل جواب سلام کے ہے ایضاً مولانا کریم الدین متعلق نظام الملک کا بھانجا جمال الدین نام عرضداشت بھائی کے مع ایک تنکہ سونے کے لایا تھا اور خود ایک تنکہ چاندی لایا تھا فرمایا کہ مکافات یعنی بدلہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ کتاب میں ہے المکافاۃ فی الھدیۃ واجبۃ حدیث صحاح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَھْدیٰ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً فَکَافِئُوْہُ وَاِنْ لَّمْ تَقْدِرُوْا فَادْعُوْا لَہٗ بِالْخَیْرِ حَتّٰی تَعْلَمُوْا اَنَّہٗ مُکَافَاتُہٗ یعنی جو شخص طرف تمہارے کوئی ہدیہ لائے تو تم اس کو بدلہ دو اور اگر تم قدرت نہ رکھو یعنی بدلہ دینے کی تو اس کے واسطے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تم جان لو کہ یہ دعا اس ہدیے کا بدلہ ہو گیا۔ اپنی باراتی مبارک اُس کو دے دی اور فرمایا کہ یہ وجہ دعا گو سے ہے فتوح کی نہیں ہے۔ بعد اس کے اوڑھنے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ مسئلہ جواب خط کا و مسئلہ حدیث مکافات کا لکھ لو غریب ہے پس میں نے لکھ لیا۔

جواب خط کا واجب ہے اور مکافات ہدیہ کی واجب ہے

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بلفظہ مذکور نہیں ملی مگر اس کے قریب المضمون ایک یہ حدیث شریف پائی لفظ کمی ہے (من اعطی) بالبناء للمفعول (شیأ فوجد) ما یکافی بہ (فلیجز بہ) مکافأۃ علی الصنیعۃ (ومن لم یجد) ما لا یکافی بہ (فلیثن بہ) علی المعطی ولا یجوز کتمان نعمتہ (فان اثنی) علیہ (بہ فقد شکرہ) علی ما اعطاہ (وان کتمہ فقد کفرہ) ای کفر نعمۃ (ومن تحلی بما لم یعط) قال المناوی ای تزین بشعار الزھاد ولیس منھم (فانہ کلابس ثوبی زور) ای کمن لبس قمیصًا وصل کمہ بکمین اخرین موھما انہ لابس قمیصین فھو کالکاذب القائل ما لم یکن (خد دت حب عن جابر) باسناد صحیح انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ایضًا فرمایا کہ جو کچھ دل میں القا ہوتا ہے تین قسم ہے رحمانی و ملکی و شیطانی جو کچھ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے بلے واسطہ القا ہوتا ہے اس کو شیطان وغیرہ نہیں لے جا سکتا قولہ تعالیٰ ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب ای یلقی اللہ الحق فی القلوب من عالم الغیوب وھو علام الغیوب یعنے اللہ تعالیٰ حق کو عالم غیب سے دلوں میں القا کرتا ہے۔ القذف الالقاء و یقذف بالحق یقذف فعل ہے۔ فاعل اس کا اللہ ہے اور بالحق مفعول ہے یقذف فعل لازم ہے۔ بسبب

بائے تعدیہ کے جو کہ بالحق میں ہے متعدی ہو گیا ہے اور بالحق مفعول ہے محل اُس کا منصوب ہے بسبب بائے تعدیہ کے مجرور ہو گیا ہے ای یلقی اللہ الحق اور جو کچھ کہ خاطر میں بواسطہ فرشتہ القا ہوتا ہے اُس کو شیطان سے جا سکتا ہے اور بھلا دیتا ہے اور جو کچھ کہ خاطر میں شیطان القا کرتا ہے وہ سب فساد ہے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا یعنے شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو محتاجی کا کہ اگر تم مال کو محل خیر میں صرف کرو گے تو فقیر ہو جاؤ گے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور تشیر میں کرو کھاتا ہے کہ نہ کریں اور کھا جائیں ؎

زدار نہ بہر خوردن بود اے پسر — نہ بہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

اس بیت کو بزبان حال کہتا ہے اور اللہ عزوجل وعدہ دیتا ہے کہ تم مال کو خیرات میں صرف کرو اور اُس کی زکوٰۃ دو اور روک مت رکھو اور محل شر میں صرف مت کرو تا کہ میرا فضل ومغفرت پاؤ قولہ تعالیٰ واتوا من مال اللہ الذی اتاکم ولا تؤتوا السفہاء یعنے تم دو اللہ کے مال سے کہ جو تم کو دیا اور وہ مال مت دو فسادیں اور اہل فساد کو بعد اس کے فرمایا کہ نفس حظوظ ولذات عاجلہ کو چاہتا ہے یعنے حظ دنیاوی۔ اور دل حظوظ عاجلہ کو ڈھونڈتا ہے یعنے حظ اخروی کو اور جان حظوظ رحمانی کو طلب کرتی ہے یعنے حظ نظر کرنے کا طرف جمال وجلال کے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا کہ فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھو کام

آئے گا پس میں نے لکھ لیا ایضاً مخدوم کے پوتے سید حامد خدمت میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور آیت شریف قصۂ حضرت نوح علیہ السلام میں سے تھے قال نوح رب ابنی من اھلی وان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین قال یا نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح فلا تسألن ما لیس لك بہ علم فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام صلوات اللہ وسلامہ علیہ جس وقت کشتی سے اترے تو کہا اے رب میرے مقرر بیٹا میرا میرے خاندان سے ہے اور بیشک وعدہ تیرا حق ہے اور تو نے حکم کیا تھا کہ تجھ کو اور تیرے اہل کو غرق نہ کروں گا۔ اور تو نے حکم دیا تھا واسلك فیھا من کل زوجین اثنین واھلك یعنی اے نوح تو داخل کر کشتی میں ہر جوڑے سے دو دو اور داخل کر کشتی میں اپنے خاندان کو، پس میرا لڑکا کنعان میرے خاندان سے تھا تو نے اُس کو غرق کر دیا حکم ہوا کہ اے نوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح یعنی بے شک کنعان تیرے خاندان سے نہیں ہے۔ بیشک کنعان عمل صالح نہیں رکھتا تھا۔ وہ فاسق تھا۔ کافر بھی ہو گیا اس لئے کہ تو نے کہا یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم فحال بینھما الموج وکان من المغرقین یعنے تو نے کنعان سے کہا کہ اے بیٹے تو ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور مت ہو ساتھ کافروں کے، اُس نے کہا کہ میں تو سارے پہاڑوں سے کسی زیادہ تر

بلند پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا وہ مجھ کو طوفان کے پانی سے بچا لے گا حضرت نوح نے کہا کہ آج کوئی کسی کو بچانے والا نہیں ہے اللہ کے حکم سے، مگر جس پر وہ رحم کرے یعنے کشتی اور کشتی والے۔ ہر پہاڑ جو کہ زیادہ تر بلند تھا اس کے اوپر ایک نیزہ پانی ہو گیا پس موج دریا اُن دونوں کے حائل ہو گئی اور کنعان ڈوبے ہوؤں سے ہو گیا پس اس سے معلوم ہوا کہ اہل یعنے خاندان کا کچھ اعتبار نہیں ہے جب تک کہ اتباع و پیروی نہ ہو سو اہل کو چاہیئے کہ تبع و پیرو ہو اگر اہل کا بدون اتباع کے اعتبار ہوتا تو کنعان ہی کو ہوتا کیونکہ وہ پیغمبر مرسل کا فرزند تھا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنے جس وقت صور میں پھونکا جائے گا تو نسب بیکار ہو جائیں گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنے جس شخص کو اسکے عمل نے پیچھے ڈال دیا تو نسب اُس کا اُس کو آگے نہ کرے گا۔ یہ حدیث شریف صحاح کی ہے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سید علاء الدین آدمی اہل علم و صالح اور اپنے جد حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبع و پیرو ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ کرے آمین۔ میں نے قدم بوسی کی۔

بعد اس کے فرمایا کہ آل اصل میں اہل تھا تصغیر اسکی اُہیل آتی ہے یہ اُس کی اصل پر دلیل ہے۔

نویں تاریخ ماہ ذی قعدہ روز جمعہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے لوث یعنی آلودہ بلکہ نجاست یعنی میلے کچیلے ہوں تو وہ کب بادشاہ کی مجلس میں بار پائیگا خاص کر حضرت عزت جو کہ بادشاہ بحق وہی ہے دوسرے کے پاس جو نہ بادشاہی دیکھتا ہے سو وہ تو اس کی عاریت دی ہوئی ہے۔ جب تک کہ سالک کا دل دنیا و عقبیٰ کے لوث و آلودگی سے بلکہ جو کچھ کہ سوائے اللہ عزوجل کے ہے اُس سے پاک صاف نہ ہو جائیگا۔ تب تک اُس بادشاہ حقیقی کے دربار میں ہمراہ اُس کے مقربان بارگاہ کے نہ پہونچے گا۔ ع یا خانہ جائے رخت بود یا مجال دوست

قلب المؤمن حرم اللہ تعالیٰ فحرام علی حرم اللہ تعالیٰ أن یلج فیہ غیر اللہ مومن کا دل تو اللہ سبحانہ کا حرم ہے۔ سو خدا کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں خدا کا غیر گھسے جیسا کہ مخلوق کے حرم میں غیر محرم کا داخل ہونا حرام ہے اور یہ آیت شریف پڑھی قد افلح من زکاھا وقد خاب من دسّاھا۔ فرمایا کہ میں نے دو طریق سُنے ہیں دسّاھا ای اھملھا من التزکیۃ وھو حسن العمل دوسرا طریق یہ ہے دساھا ای غشیھا عکس زکاھا یعنی ولم یزکھا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مقرر رستگار ہوا وہ شخص کہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا یعنی ماسوی اللہ کے لوث سے نفس کو پاک کر لیا۔ یہ قول تو سالکوں کے ہے

یا یہ معنی ہیں کہ معصیت کے لوث نجاست سے پاک کیا یہ قول عالموں کا ہے اور طریق دساہا عکس زکاہا کے یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور اُس کو ما سوائے خدائے تعالیٰ سے پاک نہ کیا یہ قول اہل طریقت کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور اُس کو ما سوائے خدائے تعالیٰ سے پاک نہ کیا یہ قول اہل طریقت کا ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے نفس کو پلید کیا اور معصیت کے لوث نجاست سے اُس کو پاک نہ کیا۔ ایسا نفس نیچے گر جاتا ہے۔ پس سب چیزوں کی اصل نفس کا تزکیہ ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

آخر عمر از جہاں چوں برود خام رفت	ہر کہ ہوائے نخپت با بغراقی نہ سوخت

بعد اس کے روئے منیر طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو غریب ہے۔ میں نے اس طرف سنا ہے ھرگز ہندوستان میں نہ سنا تھا پس اس فقیر نے لکھ لیا۔

دسویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ وقت چاشت کے

..... یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو اسلئے کہ شنبے کا دن ہے پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں کہتی عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادہ وانہ عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقال یا رسول اللہ بابی وامی ای الکلام احب الی اللہ عز وجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اصطفاہ اللہ تعالیٰ لملائکۃ سبحان ربی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ۔ یعنے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور وہ آپؐ کی عیادت کے لیے گئے۔ مرض میں تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر سے قربان ہوں حضرت مخدوم نے فرمایا کہ عرب میں جب کسی کو دوست رکھتے ہیں تو مبالغۃً بابی وامی کہتے ہیں۔ یعنے تجھ پر سے میرے ماں باپ قربان ہوں کون کلام دوست تر ہے طرف اللہ کے۔ تو آپ نے فرمایا اے ابوذر وہ کلام کہ جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے سارے فرشتوں کے واسطے چن لیا۔ اور وہ یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ ای اسبح ربی واحمدہ یعنے میں اپنی پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اُس کی حمد کرتا ہوں اُس کو سراہتا ہوں۔ اِس فقیر نے پوچھا کہ اس سے کل فرشتے مراد ہیں یا بعضے جواب فرمایا کُل مراد ہیں سارے فرشتے یہی تسبیح کہتے ہیں۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

فائدہ ... (حاشیہ)

نویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور فرمایا فرزند من یہ کمربند صحبت لے

فائدہ ... (حاشیہ)

میں نے اس کو استعمال کیا ہے۔ یعنے متکا سیاہ صوف کا دیا۔ اور فرمایا فرزند من کمر میں باندھ یہ واسطے قوت عبادت کے ہے۔ واسطے دعا گو کے میراث ہے آبا و اجداد سے تا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ طریقہ مسنون ہے۔ کتاب میں مسئلہ ہے کہ ربط المصلی وسطہ لتقویۃ العبادۃ یجوز ویستحب ولا یکرہ یعنے اگر نماز پڑھنے والا واسطے قوت عبادت کے اپنی کمر کو باندھے تو جائز و مستحب ہے ورنہ مکروہ ہے عوارف میں ہے کہ من سنۃ الصوفیہ شدّ الوسط وھو سنۃ یعنے طریقہ صوفیہ سے ہے باندھنا کمر کا اور وہ سنت ہے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس مسئلے کو لکھ لے حجت تمام ہے الیضاً روز مذکور میں مولانا سراج الدین مانکپوری واسطے رخصت کے خدمت میں آئے تو ان کو اور ان کے بیٹے کو فرمایا کہ جس وقت تم چاہو کہ لیٹو تو امن الرسول اور تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھو بعد اس کے لیٹ جاؤ۔ جو کوئی یہ کرے۔ تو وہ آفتوں سے محفوظ رہے۔ شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہے۔ دعا گو نے حدیث صحاح کی پائی ہے۔ قولہ علیہ السلام من قرأعند مضجعہ ایتین من اٰخر سورۃ البقرۃ وثلث مرات استغفر اللّٰہ الذی لآ الٰہ الا ھُوَ الحَیُّ القَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ حفظ من الاٰفات والبلیات الیضاً فرمایا کہ بے وضو نہ سوئے اسلئے کہ وعید ہے من نام بلا طھارۃ لا یفتح لہ الباب فی السلوک قط یعنے جو شخص کہ بے وضو سوئے تو کبھی نہ

کھ لاجائے واسطے اُس کے دروازہ سلوک میں فرمایا کہ اگر وضو ٹوٹ جائے
اور کوئی مانع واقع ہو وضو نہ کرسکے تو تیمم کرلے پھر سوئے بے وضو نہ رہے
اسلئے کہ تیمم طہارت ہے۔ سونے کے واسطے آیا ہے۔ لیکن سب وقت
ایسا نہ کرنا چاہیئے ناگہاں کسی عذر سے اتفاق پڑجائے تو کرلے اور
اس جگہ تیمم نماز کے واسطے نہیں ہے۔ مگر جن محل میں کہ ہے تم نے
فقہ پڑھا ہے۔ پس اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من بگیر یداسی درمیان
میں ایک عزیز بیابانی مجنون شکل ابیات سے خدمت میں پڑھتا
تھا۔ جب تمام کرچکا تو عرض کیا کہ بندہ پیوند کرتا ہے۔ قبول فرمایا۔
ایک زمانہ مکث کیا یعنی توڑا دیر ٹھیرے سے اپنے سر مبارک کی ٹوپی دی اور فرمایا کہ اچھی
طرح حفاظت سے رکھنا یاد رہے فرمایا کہ ہیں نے کم کسی کو اس طرح دی ہے

ایضاً دسویں ماہ ذیقعدہ وقت چاشت

کے یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فرمایا سبق پڑھ میں نے
شروع کیا ترتیب اس میں تھی۔ گفتگو وحال دو اصحاب میں تھی کہ مقرب و
واصل اللہ جل جلالہ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں نماز وغیر نماز میں۔ فرمایا
اگر کوئی سوال کرے کہ وصال کس دلیل سے ثابت ہے تو جواب دیں
حدیث صحاح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورزین
کو جو کہ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی ہیں یوں تربیت فرمائی کہ اذا
خلوت فاکثر ذکر اللہ وزرنی منہ وزر فی اللہ فانہ من زار فی

فائدہ بیان تیمم برائے سونے کا

الله شیعه الملائکة ویقولون یا رب وصلناك فصله اس حدیث
کی بنا پر وصال ثابت ہے اس فقیر سے فرمایا فرزندمن اس حدیث کو
پوری حجت ہے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو رزین
جس وقت تو تنہا ہو تو اللہ کا ذکر بہت کر اور حاضر ہو واسطے خدا کے۔
اسلئے کہ بیشک جو شخص حاضر ہو واسطے خدا کے فی اللہ سے لاجل اللہ
یعنے فے اللہ کے معنی ہیں واسطے اللہ کے۔ تو متابعت کرتے ہیں
اس کی فرشتے اور کہتے ہیں اے رب ہم ملے اس سے واسطے تیرے
پس تو اس کو وصال ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا اس سے کہاں معلوم ہوتا
ہے کہ وصال دنیا میں ہو۔ شاید آخرت مراد ہو۔ جواب فرمایا کہ لفظ فا کا فصلہ
میں واسطے تعاقب کے ہے یعنے جو کوئی ایسا کرے تو اس کے عقب میں
ایسا ہو۔ اگر آخرت مراد ہوتی تو لفظ ثم کا لاتے ثم صلہ فرماتے کیونکہ لفظ ثم
کا واسطے تراخی کے ہے اور آخرت متراخی ہے اس فقیر سے فرمایا فرزند
من وہ وجہ جو میں نے بیان کی اس کو لو اور اس باب میں ایک آیت قرآن
شریف کی بھی ناطق ہے۔ قولہ تعالی الذین یوفون بعهد الله ولا ینقضون
المیثاق والذین یصلون ما امر الله به ان یوصل ویخشون ربهم
ویخافون سوء الحساب یعنی اللہ تعالی واصلون کی صفت کرتا ہے کہ وہ لوگ
ہیں کہ وفا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور اس عہد کو نہیں توڑتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ ملاتے
ہیں اس چیز کو کہ اللہ نے حکم کیا ہے کہ وہ ملائی جاوے یوصل لفظ مجہول
ہے وصل یصل سے اور مصدر اس کا وصال ہے اور جو لوگ کہ اس کا عکس

اختیار کرتے ہیں۔ اور اس بات کی طلب نہیں رکھتے ہیں اُن کی بھی صفت
بیان فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ والذین ینقضون من بعد میثاقہ
ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اُولٰئک
لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار یعنے جو لوگ کہ توڑتے ہیں اللہ کے عہد کو
بعد عہد کرنے کے، اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو کہ اللہ نے حکم کیا ہے کہ وہ
ملائی جائے۔ اور تباہی وخرابی کرتے ہیں زمین میں۔ تو وہ وہی لوگ ہیں
کہ اُن کے واسطے ہے لعنت اور انہیں کے واسطے ہے بُرا گھر۔ مناسب
اس کے ایک حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک دعا گو کے ایک عورت
مشغول تھی۔ آہستہ فرمایا کہ لڑکوں کی ماں، چنانچہ ہم چند یاروں نے سن
لیا۔ دعا گو نے دیکھا کہ وہ عورت بیہوشوں کی طرح سجدے میں گر پڑی
جب ہوش میں آئی۔ تو سجدے سے اُٹھی۔ میں نے کہا کہ جاؤ وضو کرو۔
اغما وضو کا توڑنے والا لاحق ہو گیا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھ کو اغما نہ تھا۔
میرے دل کی آنکھ نے تو خدا کو دیکھا۔ میں کیونکر سجدہ نہ کروں۔ ابھی کوئی
شخص بادشاہ مجازی کو دیکھ لے تو کیوں بہ ارادہ تعظیم سجدہ کرتا ہے۔ بھلا جو
آدمی کہ بادشاہ حقیقی کو دیکھے وہ کیونکر سجدہ نہ کرے بعد اس کے فرمایا لیس
المراد مواصلۃ الجسم فی الجسم فذلک فی حق اللہ تعالیٰ کفر بل
مقدار ما ینقطع عن الخلق بالقلب یصل الی الحق بلا کیفیۃ وجھۃ
لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقدار الانقطاع عن الخلق مواصلۃ
الی الحق وقال الجنید سید الطائفۃ قدس سرہ کلما انقطعت

عن الخالق بالقلب وصلت الی الحق بالقلب وذلک فی الدنیا بعین القلب لا بعین الراس لا فی الجنۃ فانہ قد یکون بعین الراس لقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنے یہ مراد نہیں ہے۔ اس جگہ کہ مواصلت جسم کی جسم میں ہو یہ کہنا تو اللہ سبحانہ کے حق میں کفر ہے بلکہ کمال اُس قدر تمامی کو کہتے ہیں کہ جس میں دل کے ساتھ خلق سے منقطع ہو جاوے۔ بعد دل کیفیت وجہت کی طرف حق کے پہونچ جائے اسلئے کہ آپ کا قول ہے کہ مقدار انقطاع کا خلق سے مواصلت ہے طرف حق کے اور امام جنید قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ جس وقت میں منقطع ہو جاتا ہوں خلق سے ساتھ دل کے تو پہونچ جاتا ہوں طرف حق کے ساتھ دل کے، اور یہ دنیا میں ہے۔ دل کی آنکھ سے نہ سر کی آنکھ سے نہ جنت میں کیونکہ وہاں تو یہ کبھی سر کی آنکھ سے ہوگا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتنے منہ اُس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے بعد اس کے فرمایا کہ جہال کے پاس شیطان لعین آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ تم کیا چاہتے ہو اگر عالم ہے تو اس حجت کی بنا پر جان لیتا ہے۔ ورنہ دین کو برباد کر دیتا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک نمازگاہ اچہ کے ایک جاہل آترا۔ اشراف وغیرہ کے بہت سے لوگ مینہہ کی طرح برسنے لگے۔ یعنے اس کے پاس خلق کا انبوہ بہت کچھ ہونے لگا۔ اچہ کی خلق نے دعاگو سے کہا۔ کہ اُس درویش کے دیکھنے کو تو کیوں نہیں جاتا؟ انبوہ خلق کے مارے بہزار حیلہ میں وہاں

گیا۔ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس نے دعاگو سے کہنا شروع کیا کہ سید حق تعالیٰ میرے پاس سے ابھی کہ تو آیا گیا ہے۔ میں نے کہا اے بدروزگار تو کافر ہو گیا۔ کلمہ شہادت کا کہہ اُس نے نہ کہا۔ دعاگو اُٹھ کھڑا ہوا قاضی کے پاس آیا۔ میں نے کہا کہ تو اُس آدمی کو طلب کر۔ اگر وہ اس کہنے سے باز آ جائے اور توبہ کر لے تو اچھا ہی ہے ورنہ تو اُسکے مار ڈالنے کا حکم دے۔ اُس کا قتل کرنا واجب ہے۔ وہ کفر کا کلمہ کہتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ مقطع وغیرہ اُس کے معتقد ہیں وہ اُس کو مارنے نہ دیں گے دعاگو نے مقطع کی طرف آدمی بھیجا۔ اور جو وہ کہتا تھا وہ کہا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تو نہ سُنے گا تو شہر میں بادشاہ سے کہوں گا اور لکھ کر بھیج دوں گا۔ اسی مقطع نے قاضی کو اُس کے مارنے سے منع کیا۔ دعاگو نے کہا کہ اس شہر سے جلد اُس کو باہر کر دو تاکہ دوسرے کو کافر نہ کر ڈالے۔ وہ شخص خراسانی تھا۔ پہلے ہی اُس کو اُس جگہ سے کدار البیا میں نکال دیا وہ آوارہ چلا گیا۔
ایضاً فرمایا کہ جب کوئی شخص محل خاص بادشاہ کو پاتا ہے تو وہ بادشاہ کے مقرب لوگوں کا معائنہ کرتا ہے۔ لیکن ان کے تفاضل باہمی کو نہیں جانتا فرق نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس وقت حق تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے تو عرش کے نیچے فرشتوں پر اُس کی نظر پڑتی ہے۔ بعض فرشتے طواف کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ درمیان اُن کے قریب تر کون فرشتہ ہے۔ یہ خدا ہی کا خاصہ ہے کہ وہ سب کو جانتا ہے۔ عزوجل۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق ہیں اس حقیر کے کہتی ایضاً خلوت کا

وقت تھا ہم چند یار خدمت میں حاضر تھے روئے مبارک طرف ہمارے
لائے۔ فرمایا بھائیو جس وقت دعا گو آیا تو اربعین موسے علیہ السلام کا
معتکف ہوا۔ آخر رات کو وہ ولی عورت جو کہ اُچہ میں ہے نزدیک دعا گو
کے آئی۔ کہا حکم ہو تو میں اُسی جگہ اُچہ میں معتکف ہو جاؤں۔ میں نے
اجازت دے دی کہ جا بیٹھ۔ اسلئے کہ غنیمت ہے۔ مخدوم کے خدمتگاروں
میں سے دولت یار نام خادم نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ اور اُس نے ہم سے
نقل کیا ہم نے اُس کو بعینہ زبان دُربار سے سُنا۔ قولہ تعالیٰ یؤتی الحکمۃ
مَن یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اُوتی خیراً کثیراً یعنے اللہ تعالے
دیتا ہے حکمت جس کو چاہتا ہے۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو مقرر وہ
خیر کثیر دیا گیا۔ فرمایا کہ مراد اس حکمت سے فقہ ہے لیکن دعا گو نے اس
طرف ایک عجیب وجہ سُنی ہے کہ ہرگز ہندوستان میں نہیں سنی تھی۔ مراد اس حکمت سے
سِرّ قدر ہے کہ بعض اولیا بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں اس فقیر سے فرمایا فرزند
من اسوجہ کو تو غریب ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ دعا گو کے پاس خلق کا ہجوم ہے یا دل میں کے
کسی کو تو پسند کرے لیے اُسکے پاس پڑھ۔ چونکہ یہ فقیر اور خواجہ محمد ظفاری ایک حجرے
میں رہتے تھے اس فقیر نے انکو اختیار کیا اور باقی میں اور چند سپارے اس فقیر کے
مرور ہوئے بادشاہ مخدوم وہمت یگانہ خواجہ محمد ظفاری خدمت میں قرآن شریف پڑھتے تھے
اذا قرء القاری سورۃ من القرآن یستعیذ ویسمی باسم اللہ لانہ قول مع السورۃ
ولا یکتفی بالاستعاذۃ والا یکتفی بہا لقولہ تعالی فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ
من الشیطان الرجیم یعنے جس وقت قاری کوئی سورۃ قرآن کی پڑھے تو اعوذ

اور بسم اللہ پڑھے۔ اسلئے کہ سورت مع بسم اللہ کے نازل ہوئی ہے۔ اور اعوذ کے ساتھ کفایت نہ کرے۔ ورنہ ساتھ اعوذ کے کفایت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے یعنے جب کوئی سورت شروع کرے تو اعوذ اور بسم اللہ دونو پڑھے اور جب کوئی آیۃ قرآن شریف کی پڑھے تو اعوذ پڑھ لینا کفایت کرتا ہے ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ ملوک میں بھی مرد ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو نے اُس طرف مشائخ سے سُنا ہے کہ ملک کبیر ولی تھا۔ اُس کی زیارت کرنا چاہیئے اور نائب عرض یمن کا بھی ولی تھا۔ دعاگو نے اُس کو دیکھا تھا۔ جس وقت شیخ بکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ نے وفات پائی تو اپنے کپڑے اور سجادہ واسطے اُس نائب عرض یمن کے بھیجا۔ وہ تارک ہو گیا۔ دعاگو اُس وقت اُسی جگہ تھا۔ ایضاً فرمایا دعاگو نے بعض درویشوں کو دیکھا ہے کہ روتے تھے میں نے پوچھا تم کس چیز سے روتے ہو جواب دیا کہ ہم نے گناہ کئے ہیں میں نے کہا کہ تم نے تو توبہ کرلی ہے اور یہ آیت پڑھی ہوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفو عن السیئات یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور بدیوں سے درگذر فرماتا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ حق سے شرم آتی ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہم پشیمان ہیں اسلئے کہ حق دیکھتا تھا۔ اور یہ رباعی پڑھی جو کہ میں نے ایک دیوانے سے سُنی ہے

شرم نداری کہ گنہ مے کنی	نامہ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نکند با سگِ بیگانگاں	انچہ تو با حضرت حق مے کنی

پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزندمن این رباعی بنویسید

ایضاً کرامت کا ذکر نکلا

فرمایا کہ جس زمانے میں دعا گو اُچہ سے واسطے تحصیل علم کے ملتان میں آیا۔ تو خانقاہ شیخ میں اُترا۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین نے فرمایا کہ مدرسہ میں جا۔ کیونکہ تو واسطے طلب علم کے آیا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ سید جلال بخاری کا پوتا ہمارے پاس نہیں آیا ہے۔ طلب علم کے واسطے آیا ہے۔ بعد چندے شیخ نے دعا گو سے کہا کہ تو اُچہ میں جا کہ تیرے والد تیرا اشتیاق رکھتے ہیں فی الحال اپنی کشتی تعین کر دی۔ میں سوار ہو گیا اُچہ میں گیا۔ ایک دوسرا عزیز بھی ناگور کا شیخ رکن الدین کے نزدیک اُترا ہوا تھا۔ اُس سے بھی فرمایا کہ بیچارہ ابوالفتح کیا ارشاد کرے وہ تو واسطے چند رقعوں کے آیا ہے تاکہ دہلی جائے۔ غرض حاصل کرے۔ واسطے اس بات کے بے تعلقی چاہیئے۔ تعلق والا اس مرتبے سے محروم ہے۔ ایضاً

بارھویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ وقت چاشت کے

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فرمایا دعا گو اس زمانے میں چند وقت آواز سنتا ہے۔ اور چیزیں دیکھتا ہے۔ سونا مشکل ہوتا ہے۔ واقعات دیکھتا ہوں تنہائی کا وقت تھا۔ یار لوگ تھے۔ اس دن میں یہ ندائے عربی سنتا ہوں یا عبدی اجتهد فی الطاعة وأمر لاصحابك بالطاعة فان الساعة

قریبۃ والیوم سمعت اللہ ای یا عبدی ان لم تستطع الذکر بالحلقۃ هرمت ضعیفا فقل لاصحابك یذکرون بالحلقۃ جهرا خمس اوقات وقد قرب الساعۃ یعنی اے میرے بندے کہ طاعت کی کوشش کر اور اپنے یاروں کو طاعت کا حکم دے۔ اسلئے کہ قیامت قریب ہے اور آج کے دن میں نے یہ ندا سنی کہ اے میرے بندے اگر حلقے کے ساتھ ذکر نہیں کر سکتا ہے۔ کمزور ہو گیا ہے۔ تو اپنے یاروں سے کہہ کہ وہ پانچوں وقت حلقے کے ساتھ جہرًا ذکر کریں۔ و دریں روز عید معتاد برخاستند و ذکر بلند کلمہ لا الہ الا اللہ کفتند با مدرسے مبارک بیا آ مروز نماز برادران فرمان ست مشغول باشید۔ در آخرین سخت انشاء اللہ تعالیٰ عاقبت بخیر کنند اسی درمیان میں قرض خواہوں نے قرض طلب کیا۔ فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ بعد اس کے قرض نہ کروں۔ بڈھا ہو گیا ہوں۔ گردن میں قرض رہ جائے ان شاء اللہ تعالیٰ بادشاہ جلد لوٹ آئے اس کو دیکھ لوں گھر کی طرف لوٹ جاؤں اور اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ مشغول ہوں القصہ بات اس آیت شریف کے بیان میں نکلی قل لو کان البحر مدادًا و قولہ تعالیٰ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم ای معانی کلمات اللہ و تفسیرها یعنی اگر دریا سیاہی بن جائے اور زمین میں جتنے درخت ہیں وہ قلم ہو جائیں اور ساتوں دریا سیاہی بن جائیں۔ سب کے سب خرچ ہو جائیں مگر کلمات باری کے معانی تمام نہ ہوں،

باقی رہ جائیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ عارف
صدر الحق والدین قدس اللہ روحہ کو ہر بار پڑھنے میں دوسرے معانی ظاہر
ہوتے تھے۔ سوائے ان معانی کے جو اس سے پہلے ظاہر ہوتے تھے
ایک دن انہوں نے شیخ کبیر سے عرض کیا کہ ان معانی کو قلم بند کر دوں
شیخ نے منع کیا کہ کم کوئی ان کو سمجھے گا حکایت دعاگو سات برس مکہ
مبارک میں تھا وہاں ایک واعظ ہر روز وعظ کرتا تھا۔ سورہ فاتحہ کی بھی
تفسیر تمام نہیں ہوئی تھی۔ خدا جانے کہ میرے بعد کتنے برس اور اُس نے
کہی ہو یہ بھی اُنہیں معانی میں سے ہے ایضاً فرمایا کہ ایک دن امام واسطی
رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو اُن سے
پوچھا کہ اے امام مسلماناں تم کو کیا ہوا تھا کہ تم بے ہوش ہو گئے۔ جواب
دیا کہ میں نے ایک آیت کلام اللہ کی سُنی بے ہوش ہو گیا۔ گر پڑا تاب
نہ لا سکا بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت سالک کامل حال ہو جاتا ہے تو
خدا سے اور رسولؐ خدا سے اور بعض اولیاء سے آواز سنتا ہے۔ ایک
عزیز نے یعنے شیخ زادہ نجم الدین نے پوچھا کہ کیونکر آواز سنتا ہے۔ جواب
فرمایا خلق اللہ تعالیٰ صوتا و للروح خلق المنطق فتکلم کما اسمع انا
یعنے حق تعالیٰ ایک آواز پیدا کرتا ہے اور واسطے روح کے نطق پیدا فرماتا
ہے پس وہ باتیں کرتی ہے۔ جیسے کہ دعاگو سنتا ہے مناسب اسکے حکایت
بیان فرمائی کہ جس وقت دعاگو واسطے زیارت شیخ نقو کے گیا تو میں نے
سلام کیا السلام علیکم یا ولی اللہ میں نے سلام کا جواب سنا ایضاً

فرمایا البکاء بالمد ا آواز گریستن و بالقصر بغیر آواز گریستن یہ شعر عربی پڑھا

بکت عینی وحق لہا بکاھا   وما یغنی البکاءُ ولا العویل

قال الاول بالقصر لانہ بغیر الصوت وھو الدمع والثانی بالمد لانہ بالصوت یعنے بکا بغیر ہمزہ آنسو بہنے کو کہتے ہیں اور بہمزہ آواز سے رونے کو بولتے ہیں شعر عربی کی یہ معنی ہیں کہ میری آنکھ روئی اور اسے لائق ہے رونا اُس کا۔ اور دستگیری نہیں کرتا ہے آواز سے رونا اور نہ فریاد کرنا اس فقیر سے فرمایا کہ فرزندمن اس نظم عربی کو لکھ لو اور اس وجہ کو لو۔

ایضاً تواضع کا ذکر نکلا

فرمایا التواضع والتنزل شئی لطیف یعنے تواضع ومسکنت ایک شے لطیف ہے اور یہ رباعی پڑھی سہ

واخو التواضع من تحلی بالحلے   والکبر والاعجاب فعل العاطل

تعلوا الغصون اذا عدت من ثمارھا   والثمرات دنون للمتناول

اخ کے تین معنے ہیں بھائی کو کہتے ہیں اور مشابہ کو بولتے ہیں اور خداوند صاحب کے بھی معنی ہیں۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں۔ یعنے صاحب تواضع وفروتنی وہ شخص ہے کہ جس نے بزرگی کا زیور پہنا ہے۔ یعنے متواضع آدمی نے بزرگی حاصل کی اور بڑائی کرنا اور عجب کرنا معطل کا کام ہے بلند ہوجاتے ہیں شاخیں جس وقت کہ اپنے میووں کو گم کرتے ہیں، اور میوہ دار شاخیں نیچے لٹکتی ہیں واسطے میوہ لینے والے کے یعنے جس

شاخ میں میوہ نہیں ہوتا ہے وہ اونچی ہو جاتی ہے اور جو میوہ دار ہے
وہ جھک جاتی ہے اسی طرح جو شخص کہ صاحب بزرگی و کمال ہے وہ
تواضع و انکسار کرتا ہے اور جو آدمی کہ بزرگی و کمال سے عاطل و برہنہ
ہے وہ کبر و عجب کرتا ہے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من یہ رباعی جو تم
نے پڑھی اس کو لکھ لو سے چوں سوار بمنزل رسید پیادہ شود

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ مدح تواضع و ذم کبر میں دو حدیثیں جامع صغیر میں مذکور ہیں
بمناسبت مقام یہاں لکھی جاتی ہیں (من تواضع للہ) ای لاجل عظمۃ
اللہ (رفعہ اللہ) فی الدنیا والاٰخرۃ (حل عن ابی ہریرۃ) واسنادہ
حسن (من تعظم فی نفسہ) ای تکبر (واختال فی مشیتہ) بکسر المیم
ای تبختر واعجب بنفسہ فیہا (لقی اللہ وہو علیہ غضبان) فان شاء
عذبہ وان شاء عفا عنہ والکلام فی الاختیال فی غیر الحرب اما
فیہا فمطلوب قال المناوی تنبیہ قال الغزالی رحمہ اللہ تعالی
من التکبر الترفع فی المجالس والتقدم والغضب اذا لم یبدأ
بالسلام وجحد الحق اذا نظر والنظر الی العامۃ کانہ ینظر الی البہائم
وغیر ذلک فہذا کلہ یشملہ الوعید وانما لقیہ وہو علیہ غضبان
لانہ نازعہ فی خصوص صفتہ اذ الکبریاء ردائہ (حم خد عن ابن
عمر) بن الخطاب واسنادہ ضعیف انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی

ایضاً شب چہاردہم ماہ ذیقعدہ روز سہ شنبہ وقت تہجد

سحر کے وقت عرض کیا تھا فرمایا کہ آج منگل کا دن ہے یہ شیخ کبیر کے وصال کا روز ہے۔ فتوح ہوگی اور ہزار بار یا حی یا قیوم اسم اعظم کا ورد ہے ادائے قرض وغیرہ کے واسطے دعا کروں گا ایضاً فرمایا کہ تفسیر قرآن شریف کی سوائے مجتہد کے اور کوئی نہ کرے۔ حدیث صحاح کی ہے قوله علیہ السلام من فسّر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعدہٗ فی النار یعنی جو کوئی قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے تو اس کی جگہ آتش دوزخ ہے اس فقیر سے فرمایا کہ اس حدیث کو لو

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے۔ من قال فی القرآن بغیر علم) قال المناوی ای قولا یعلم ان الحق غیرہ او من قال فی مشکله بما لا یعرف (فلیتبوأ مقعدہ من النار) ای فلیتخذ لنفسه منزلا فیها (ت عن ابن عباسؓ) قال العلقمی بجانبه علامة الصحة (من قال فی القرآن برأیه) قال العلقمی قال ابن رسلان ای بما سنح فی ذهنه وخطر ببالہ (فاصاب) ای وافق هواه الصواب دون نظر فیما قال العلماء واقتضته قوانین العلم کالنحو والاصول والاستدلال بقواعدها (فقد اخطأ) فی حکمه علی القرآن بما

لا یعرف اصلہ (ت ہ عن جندب) بن عبد اللہ البجلی قال العلقمی بجانبہ علامۃ الحسن انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

ایضاً چودہویں تاریخ ماہ ذی قعدہ منگل کے دن

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ عوارف کے سبق میں بات یہ تھی کہ جس وقت سالک کامل حال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بجلی صوت اُس سے بات کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے وما کان بشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ حکیم علیم یعنے لائق نہیں ہے واسطے بشر کے کہ کلام کرے اُس سے اللہ مگر ساتھ الہام کے یا پردہ کے یا فرشتے کے وری سے ایضاً فرمایا کہ حق کی نعمت کا شکر تین چیزوں پہ ہے اول شکر ساتھ زبان کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث دوسرا شکر نسبت پر اعملوا آل داود شکرا تیسرا شکر دل پر ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ دل میں یقین کرے کہ ساری نعمت طرف سے خدائے عزوجل کے ہے۔ اور یہ نظم عربی فرمائی سہ

افادتکم النعماء منی ثلثۃ یدی ولسانی والضمیر المحجبا

الضمیر المحجب ھو القلب یعنے فائدہ دیا تم کو نعمت نے میری طرف سے تین چیزوں کا۔ میرا ہاتھ اور میری زبان اور دل یعنے تم نے مجھے نعمت عطا کی تو میں نے اُس کا شکر ہاتھ اور زبان و دل سے ادا کیا۔ اس تقریر سے

فرمایا فرزندمن لو اور نظم عربی کو لکھ لو۔

ایضًا صبر کا ذکر نکلا

فرمایا الصبر علے ثلثۃ اقسام صبر العام حبس النفس علی ما تکرہ وصبر الخاص تجرع المرارات من غیر تعبیس وصبر اخص الخاص التلذذ بالبلاء یعنے صبر تین قسم ہے صبر عام کا روکنا نفس کا ہے اس چیز پر کہ جو اس کو دشوار معلوم ہو دوسرا صبر خاص کا گھونٹ گھونٹ اُتارنا کڑوی چیزوں کا بدون ترش روئی اور ناک بھوں چڑھانے کے تیسرا صبر اخص الخاص کا لذت پانا مزہ لینا ہے بلا سے کما قال الفقیر لایکون المحب محبا من لم یصبر علے ضرب محبوبہ فسمع العارف من ذلک الفقیر فقال یا فقیر اخطاءت بل لایکون المحب محبا من لم یتلذذ بضرب محبوبہ یعنے جایا کہ ایک فقیر نے کہا کہ محب محب نہیں ہوتا ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے محبوب کی مار پر صبر نہ کیا پس ایک عارف نے یہ بات اُس فقیر سے سُن لی۔ تو اس نے کہا اے فقیر تو نے خطا کی بلکہ محب محب نہیں ہوتا ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے محبوب کی مار سے لذت نہ لی۔ جیسے کہ حضرت ایوبؑ علی نبینا و علیہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے بلائے محبوب سے مزہ لیا۔ ایک وقت اُن کی بی بی نے کہا کہ اے ایوبؑ تو دعا کرتا کہ یہ بلا تجھ سے جاتی رہے کیونکہ پیغمبروں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ بولے کہ اے عورت مجھے شرم

آتی ہے میری صحت بیماری پر غالب ہے۔ یعنے میری صحت کا زمانہ میری بیماری کی نسبت زیادہ ہے۔ بھلا اُس قدر بیماری دیکھوں کہ جس قدر صحت تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک کیڑا ان کے جسم مبارک سے گر پڑا تو انہوں نے پھر اُس کو اُٹھا کر اپنے بدن میں رکھ لیا یہ وہی قول ہے اللہ سبحانہ کا واذکر عبدنا ایوب انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یاد کر ہمارے بندے ایوبؑ کو بیشک ہم نے پایا اُس کو صبر کرنے والا۔ ہماری بلا پر نیک بندہ تھا وہ بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا تھا اور خبر صحاح میں ہے کہ ان اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم الامثل فالامثل یعنے بیشک سخت تر بلا نبیوں پر ہوتی ہے پھر ولیوں پر پھر افضل فافضل پر۔ یعنے بعد اولیاء کے پھر جو شخص جس قدر بہتر و برتر ہے اسی قدر اُس کی بلا سخت تر ہوتی ہے۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں باین لفظ مذکور ہے (اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون) ای القائمون بما علیہم من حقوق الحق والخالق (ثم الامثل فالامثل طب عن اخت حذیفۃ) فاطمۃ او خولۃ قال العلقمی بجانبہ علامۃ الحسن یعنی او فالامثل الاشرف فالاشرف والاعلی فالاعلی فہم معرضون للمحن

والبلاء والسر فی ذلک ان البلاء فی مقابلة النعمة فمن کانت
نعمة الله علیه اکثر کان بلاؤه اشد الا انه کلما قویت المعرفة
بالمبتلی هان علیه البلاء ولهذا قال صلی الله علیه وآله وسلم
لیس بمؤمن ای مستکمل الایمان من لم یعد البلاء نعمة
والرخاء مصیبة ومنهم من ینظر الی اجر البلاء فیهون علیه
البلاء واعلی من ذلک درجة من یری ان هذا تصرف المالک
فی ملکه فیسلم ولا یعترض وارفع منه من شغلته المحبة عن
طلب رفع البلاء انتهی ؎

این بلا گوہر خزانۂ ماست — ما بہر کس این گہر عطا نکنیم

پس روئے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند۔ فرزند من این ہر سہ وجہ
صبر کہ تقریر کردم بنویسید غریب ست ایضًا فرمایا کہ من یوم الجمعۃ
کو اگر کوئی بسکون میم پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے کتاب میں ہے لو قرأ
من یوم الجمعۃ بسکون المیم فسدت صلوتہ لتغیر المعنی من الفاعل
الی المفعول وھنا فاعل لا مفعول لانہ جامع لا مجموع وجاء
بسکون المیم قراءۃ شاذۃ یعنے نماز اس لئے فاسد ہو جائے گی
کہ تغیر معنی کا فاعل سے طرف مفعول کے ہو جائیگا۔ اور یہاں فاعل ہے
مفعول نہیں ہے۔ کیونکہ جمعہ لوگوں کا جمع کرنے والا ہے مجموع نہیں ہے
اور قرارت شاذہ میں بسکون میم آیا ہے مناسب اس کے ایک حکایت
بھی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن دعا گو ایک امام کے پیچھے مقتدی ہوا اس نے

من یوم الجمعۃ کو بسکون میم پڑھا میں نے نماز توڑ ڈالی اور کہا کہ نماز فاسد ہو گئی۔ تو پھر از سرِ نو پڑھو اور یہ مسئلہ جو میں نے بیان کیا اس سے کہا یعنی اس کے فرمایا الفعلۃ بسکون العین مفعول وبضم العین فاعل و بفتح الفاء وسکون العین للمرۃ وبکسر الفاء وسکون العین للحالۃ اور یہ بیت فرمائی ؎

الفُعْلَۃُ للمفعول والفُعُلَۃُ للفاعل　　والفعلۃ للمرۃ والفِعلۃ للحالہ

اس فقیر سے فرمایا کہ اس مسئلے کو اور اس صرف ونظم کو جو میں نے بیان کی ملفوظ میں لکھ لو غریب ہے۔ ایضاً عبدالرحمن ظفاری مع دو بھنوں، خواجہ محمد ظفاری کی کتاب فارسی اسرار الدعوات خدمت میں پڑھتے تھے بعض یاروں نے عرض کیا کہ یہ کتاب نادر ہے۔ آپ ان سے طلب کرو مخدوم نے عربی زبان میں کہا، وہ فارسی نہیں جانتے تھے۔ یا سیدی اعط ھذا الکتاب لینسخ بعض اصحابنا فانھم اھل السلوک یعنی تم یہ کتاب دیدو تاکہ ہمارے بعض یار نقل کر لیں۔ کیونکہ وہ اہل سلوک ہیں۔ عبدالرحمٰن ظفاری نے کہا یا مخدوم کیف اعطے ھذہ النسخۃ غریبۃ یعنی اے مخدوم میں کیونکر دیدوں۔ یہ نسخہ تو نادر ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا یا سیدی انت فی مذھب الشافعی وقال الشافعی ھذا الشعر

ومن منح الجھال علما اضاعہ　　ومن منع المستوجبین فقد ظلم

یعنے جس شخص نے جہال کو علم دیا تو اس کو ضائع کیا اور جس شخص نے مستحقین سے روکا تو مقرر اس نے ظلم کیا۔ یعنے تم تو شافعی المذہب ہو اور امام

شافعی نے یوں فرمایا ہے۔ تو عبدالرحمٰنؒ نے کہا انا اکتب لک واعطیک یعنے میں تمہارے واسطے لکھوں گا اور تم کو دوں گا۔ ایضاً فرمایا کتاب میں ہے سالک کو چاہیئے کہ گوشت کم کھائے اور اگر کھائے تو ہفتے میں ایک بار دو بار و آنکہ بخورد پنجاہ درم سنگ وزنے بخورد نہ زیادت یعنے پچاس درہم بھر وزن میں کھائے اس سے زیادہ نہ کھائے صحاح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اکلتُ اللحمَ وجدت فی نفسی تعشیوا ای نشاط للجماع یعنے جب میں گوشت کھاتا ہوں تو اپنے نفس میں جماع کے واسطے نشاط پاتا ہوں۔ یعنے گوشت کھانے سے جماع کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو اور اس حدیث شریف کو لکھو اور سبق پڑھو ترتیب اس میں لکھی سالک کو چاہیئے کہ ریاضت کرے۔ اور ریاضت یہ ہے کہ نفس بد حرکت کو راہ پر لائے۔ اسلئے چابک سوار کو رائض کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بد حرکت گھوڑے کو راہ پر لاتا ہے۔ ریاضت کی چند شرطیں ہیں۔ قلۃ الکلام و قلۃ الطعام و قلۃ المنام و قلۃ الصحبۃ مع الانام و مانع الشرط مانع المشروط یعنے کم بات کرنا کم کھانا کم سونا، لوگوں سے کم صحبت کرنا اور جو چیز مانع شرط کی ہے وہی مانع مشروط کی ہے پس کھانا کم کرنے کے دو طریق مروی ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ مثلاً چار قرص یعنے چار روٹیوں کا معمول رکھتا ہے۔ تو ہر روز بقدر کھجور کی گٹھلی کے کم کرے، نہ زیادہ۔ کیونکہ زیادہ کم کرے گا تو ہلاک ہوگا۔ یہاں تک نوبت پہونچے گی کہ بقدر

(حاشیہ: ۔۔۔ کم کھانا چاہیئے)

(حاشیہ: ۔۔۔ ریاضت کی شرطیں ۔۔۔)

کھجور کی گٹھلی کے اُس کا وظیفہ معمول ہو جائے گا۔ دوسرا طریق کھانا کم کرنے
کا یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھے۔ بعد نماز مغرب کے کھانے سے افطار
کرے۔ جب چند روز گزر جائیں تو بعد شفق کے عشار کی نماز سے پہلے
کھائے۔ جب اس پر چند روز گزر جائیں تو سحر کے وقت کھائے جب
اس پر چند روز گزر جائیں تو تیسری رات کو عشار کے وقت کھائے جب
اس پر بھی چند روز گزر جائیں تو تیسرے روز افطار کرے۔ اس سے
آگے بھی اسی پر قیاس کرے۔ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بعد چالیس
دن کے کھانا کھائے اور کچھ فتور و کسل و کاہلی و سستی و لاغری نہ ہوے
جو کوئی کھانا کم کرنا چاہے تو اس طرح کرے، نہ یہ کہ یکبارگی ترک
کر دے کیونکہ اگر یکبارگی چھوڑ دیگا تو اُس کی ہلاکی کا سبب ہوگا۔ اس
فقیر سے فرمایا کہ فرزند من یہ دو نوں وجہیں تقلیل طعام کی تو مناسب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں عزیز نام ایک غلام تھا۔ شیخ جمال الدین
اُچی قدس اللہ سرہ کے مریدوں سے وہ اربعین ماہ رمضان کا اعتکاف
کرتا۔ تو عید کے دن کھانے سے افطار کرتا تھا۔ کچھ لاغری و فتور اُس
میں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ابھی اس نے انتقال کیا ہے۔ بہت سے اکابر
نے سفر کیا یاروں نے کہا کہ ذات بابرکات اعلیٰ صفات مخدوم کو دیر
تک رکھے فرمایا کہ میں کون ہوں بعد اس کے فرمایا سالک کو چاہیئے
ایسی غذا کھائے کہ ذرا سی سے سیر ہو جائے اور مقوی ہو۔ جیسے گھی
اور دودھ، اور انڈا اور مثل اس کے ایسی چیز سے غذا نہ کرے کہ بہت

کھائے، جب سیر ہو جلد جلد پاخانے کی حاجت ہو مشغولی و معلے سے بسبب وسوسہ کے اُٹھنا پڑے اور پانی بھی کم پیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ لاتکثر شرب الماء یعنے تم پانی بہت مت پیو۔ اسلیے کہ عراقت تکلیف دیتی ہے۔ فراغ دل سے مشغول ہو۔ ہر بار معلے سے اُٹھنا مصلحت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی تر چیز کھا لے گا تو پانی پینا نہ پڑے گا اُسی پر کفایت کرے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ العالم رکن الحق والدین قدس سرہ کی غذا یہ تھی کہ ہر روز پیالہ بھر دودھ کو جوش دیتے چند میوے اُس میں ڈالتے تھے کئی لقمے اُس کے کھا لیتے۔ دوسرے کھانے کی حاجت نہیں ہوتی تھی، یہاں تک کہ ایک دن شیخ کے گھر والے پاس فرید طبیب ملتانی کے گئے۔ اور حال بیان کیا کہ شیخ کچھ نہیں کھاتے ہیں۔ وہ آیا شیخ کے واسطے ویسی ہی غذا لائے۔ انہوں نے چند لقمے کھائے وہی غذا فرید طبیب کو بھی دی۔ اُس نے بھی کھائی، وہ بولا کہ سات دن کھانے کی حاجت نہ ہوگی۔ اُس نے ملتانی زبان میں کہا ایسی غذا چاہیئے۔ طعام السالک قلیل الکمیۃ وکثیر الکیفیۃ یعنے سالک کی غذا وزن میں ذراسی اور کیفیت میں بہت ہو۔ چند میوے اُس میں ملا دیا کریں۔ ایک دن دعا گو نے شیخ کو واقعہ میں دیکھا کہا سید تو غذا مقوی کر تاکہ اوراد کی حفاظت کر سکے۔ ایک بار میں نے ویسی ہی غذا کھائی پھر کسی نے میرے واسطے تیار نہ کی یہ ریاضت کھانے کی تھی اور یہ

بتدیوں کا مجاہدہ ہے ۔ ریاضت وجود کی یہ ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ
اللہ تعالیٰ کی امانت کو نگاہ رکھے جو کہ اُس پر ہے اور اُس کا حصر یہ
ہے ۔ آنکھ کی امانت یہ ہے ۔ کہ جو چیز دیکھنے کی ہے اُس کو دیکھے اور
جو لائق دیکھنے کے نہیں ہے اُس سے پرہیز کرے امانت کان کی یہ ہے
کہ جو لائق سننے کے ہے اُس کو سُنے اور جو لائق سننے کے نہیں ہے
اُس سے بچے ہاتھ کی امانت یہ ہے کہ جو لینے کے لائق ہے اُس
کو لے اور جو لائق لینے کے نہیں ہے ۔ اُس سے پرہیز کرے ناک
کی امانت یہ ہے کہ سونگھنے کی چیز سونگھے اور نہ سونگھنے کی چیز سے پرہیز
کرے ۔ مونھہ کی امانت یہ ہے کہ کھانے کی چیز کھاتے اور نہ کھانے
کی چیز سے پرہیز کرے اور یہ سب دل کے دروازے ہیں اور بندہ
مثل دربان کے ہے ، اگر ان دروازوں کی نگاہبانی کریگا تو اس کا دل
سلامت رہیگا ۔ اور امانت دل کی یہ ہے کہ اپنے دل میں حق تعالیٰ کو
جگہ دے اور غیر حق سے پرہیز کرے سخت ترین مجاہدہ یہی ہے غیر
حق سے نفی خواطر کرے یعنے غیر کا خطرہ دل میں نہ آنے پائے یہ منتہیوں
کا مجاہدہ ہے قلب المومن حرم اللہ تعالیٰ وحرام علی حرم اللہ تعالیٰ
ان یلج فیہ غیر اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ ان السمع والبصر والفؤاد کل
اولٰئک کان عنہ مسئولا یعنے مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا حرم ہے
اور اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں غیر اللہ داخل ہو اللہ سبحانہ
ارشاد کرتا ہے کہ شنوائی و بینائی اور دل سب کے قیامت کے دن سوال

ہوگا ۔

شہر دلبر ہمارا دل ہے   عرش وہ ہے یہ تری منزل ہے

ایضاً فرمایا کہ کتاب کا مطالعہ دو نیت سے کرتا ہے ایک تو اس نیت سے مطالعہ کرتا ہے کہ حیلہ و رخصت کی مجہول روایت سیکھ لوں۔ یہ نفس کا داعیہ ہے کیونکہ نفس حیلہ ڈھونڈتا ہے اور رخصت چاہتا ہے دوسرے اس نیت سے مطالعہ کرتا ہے کہ اصح و مستحب روایت ہو تو میں اس پر عمل کروں اور دوسروں کو پہنچاؤں، یہ روح کا داعیہ ہے اور یہ پسندیدہ ہے اس پر ثواب ہوگا اور چاہیئے کہ جب قرآن شریف کی تلاوت کرے یا کتاب یا تفسیر کا مطالعہ کرے تو تعظیم کرے یا نہ کرے کہ جب ذکر یا طاعت و عبادت سے ملول ہو جاتے تو اس وقت قرآن شریف کی تلاوت کرنے یا کتاب کا مطالعہ کرنے لگے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا سیر و تماشے کو جانا یہ نفس کا داعیہ ہے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی ایضاً ایک دانشمند مجلس میں حاضر تھا۔ عرض کیا کہ اس حدیث سے کیا مراد ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من لیس لہ شیخ فشیخہ الشیطان یعنے جس کا کوئی شیخ نہیں ہے تو اس کا شیخ شیطان ہے جواب فرمایا حدیث صحاح کی ہے مراد اس سے یہی پیری و مریدی ہے جو کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا ہے قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے بیشک جو لوگ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے

بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں قدرت اللہ کی اُنکے ہاتھوں کے اوپر ہے ایضًا شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا روسے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا کہ برادرم نجم الدین عوارف مجد پڑھتا ہے اور تم بھی مجد سنتے ہو۔ خوب کرتے ہو سنو غنیمت ہے یعنی وہ اچھی طرح سے پڑھتا ہے اور تم اچھی طرح سے سنتے ہو۔ دعا گو نے اس عوارف کو اس شخص سے سنا ہے۔ جو کہ درمیان دعا گو کے اور درمیان شیخ الشیوخ کے ایک واسطہ تھا یہ شخص خوکارہ زمین عراق میں مرید و خلیفہ شیخ الشیوخ کے تھے۔ نام ان بزرگوار کا شیخ محمود شاہ تستری تھا۔ جس دن کہ دعا گو نے ان کو پایا تو وہ ایک سو تیس برس کے پیر معمر تھے۔ لیکن جمعے کے دن عصا لے کر پیادہ چلتے۔ شیخ بہاء الدین قدس سرہٗ کے یار تھے۔ دعا گو سے مشائخ مکہ نے کہا یا سید بقی فی الارض العراق خلیفة شیخ الشیوخ فادرکہ یعنی اے سید زمین عراق میں شیخ الشیوخ کے خلیفہ باقی رہے ہیں۔ تم جاؤ ان سے ملو دعا گو نے پوری عوارف اُن سے سنی ان بزرگوار نے دعا گو کو اجازت بوکالت دی۔ اور روانہ کیا اور اُنہوں نے اپنے پیر شیخ الشیوخ مصنف کتاب سے عوارف سُنی۔ بات اس میں تھی کہ شاگرد کو حسن استماع چاہیئے اور ادب نگاہ رکھے یہاں تک کہ اُستاد معلم تقریر تمام کرے اور دل میں کیوں اثنائے تقریر میں نہ پوچھے اسلئے کہ دونوں کے دل سے جاتی رہے گی۔ چنانچہ حق تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرماتا ہے ولا تعجل

ف: حضرت غوث عوارف شیخ الشیوخ سے ... ف: آداب شاگرد

بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه وقوله تعالیٰ ولا تحرک به
لسانك لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه
ثم ان علینا بیانه حاصل یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم جبریل سے
اثنائے آیت میں مت پوچھو جب آیت تمام کرے تو بعد اسکے دوسری آیت کو پوچھو
آہستہ سنو اور دلمیں لو پھر صحابہ کو پہنچاؤ۔ تو شاگرد کو بھی واسطے استاد کے یہی حکم ہے کہ اثنائے تقریر
میں سوال نہ کرے۔ جب تمام کرلے تو سوال کرے۔ روئے مبارک طرف
اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا برادران بگیرید الشفا ذکر اس
بات کا نکلا کہ سالک کو واجب ہے کہ وجہ حلال سے قوت بسر اوقات
کرے یعنے حلال کھائے اور حلال پہنے تاکہ نفع پائے کیونکہ اگر ایک دانہ
حرام کا اور ایک تار حرام کا ہوگا تو سلوک درست نہ ہوگا فرمایا اس طرف کہ
و مدینہ مبارک میں اور مکہ زرد ولی اور دوسرے شہروں میں بھی سودا گر لوگ
خانقاہیں وقف کرتے ہیں۔ اور ایک شخص کو تعین کرتے ہیں اور ہر خانقاہ
میں چار مدرسے چاروں مذہب کے مقرر کرتے ہیں۔ کیونکہ آنے والا آتا
ہے۔ اگر وہ عالم ہے تو اس کو حجرہ دیدیتے ہیں اور خلوت کا امر فرماتے
ہیں۔ اور اگر وہ عالم نہیں ہے تو جو مذہب وہ رکھتا ہے اسی مذہب کے
مدرس کے پاس جاتا ہے پڑھتا ہے۔ جب مذہب کو دریافت کرچکا تو
اس کو خلوت کا حکم دیتے ہیں۔ ورنہ بغیر علم کے وہ کیا جانے گا۔ لیکن اب
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص اس جگہ سے ملک یمن میں گیا تھا اور بادشاہ
یمن سے اس شہر کی حکایت کی کہ ہندوستان میں بادشاہ خانقاہ بناتے ہیں

تم نہیں بناتے ہو۔ اُس بادشاہ لمن نے ایک خانقاہ بنائی اور اس شخص کے تصرف میں کردی۔ اب تک کسی بادشاہ نے کوئی خانقاہ نہیں بنائی تھی۔ مگر یہی ایک۔ تماری رباطیں خواجگان تجار کی ہیں، میں نے اُس طرح سنا ہے کہ جس وقت درویش سالک اُس جگہ پہونچتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ وہ خانقاہ بیت المال کی ہے۔ یعنے اگر وہ بیت المال کی ہوتی تھے تو اُس میں نہیں آتے ہیں پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن نا اہل لوگ اُترتے ہیں اسی درمیان میں فرمایا کہ اس خانقاہ فتح خاں میں ایک ابدال عالم طیر سے گزر کر رہا تھا۔ اس نے دعاگو کے ساتھ باہر سے سلام و مرحبا کیا اور گزر گیا اندر نہیں آیا اسلئے کہ وہ خانقاہ بیت المال سے ہے بعد اس کے فرمایا کہ ملک مردان نے اُچہ میں ایک خانقاہ بہ نیت دعاگو بنائی ہے۔ ایک دن میں اُس جگہ تھا ایک ابدال نے دریچہ طاق کی طرف سے سلام و مرحبا کیا اور گزر گیا۔ اندر نہیں آیا۔ لیکن دعاگو جب اُس خانقاہ میں جاتا ہے تو اس کی وجہ سے نہیں کھاتا ہے۔ کھانا گھر سے آتا ہے۔ چند آدمیوں کو مقرر کر دیا ہے۔ اُس خانقاہ کا کھانا وہی کھا لیتے ہیں مخدوم کے پوتے سید حامد نے پوچھا کہ خانقاہ شیخ کبیر کی تو بادشاہ نے بنائی ہے۔ جواب فرمایا خیر ہے اُس خانقاہ میں تو شیخ کبیر کے ملک کے دیہات وقف ہیں۔ وہ بیت المال سے نہیں ہے۔ مگر جس زمانے میں کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ نے وفات پائی تو ان کے دادا شیخ کبیر کے پائینتی ان کو دفن کر دیا۔ سلطان محمد نے اُس جگہ سے کھینچا۔ ایک دوسری خانقاہ

بمقدار تیر پرتاب سکے بنائی شیخ کو اس جگہ دفن کیا۔ اس خانقاہ میں بیت المال سے وہابات وقف کیے لیکن شیخ کو پھر ان کے دادا کے پائینتی سے لے آئے جس جگہ کہ اول بار ان کو دفن کیا تھا۔ اصحاب مکاشفہ نے دعا گو سے کہا کہ شیخ کو پھر اس جگہ سے پایان جد میں سے لے آئے مجھ سے کہا کہ میں اس جگہ زیارت کو نہ جاؤں لیکن عجب یہ معلوم کہ میں سلام کا جواب اسی جگہ سنتا ہوں۔ ایضاً عوارف کے سبق میں یہ حدیث شریف بھی تھی قوله علیه الصلوٰۃ والسلام ترکت بعدی الکتاب وعترتی فرمایا کہ اس کتاب سے قرآن شریف مراد ہے اور اس عترت سے سنت مراد ہے یعنی احادیث۔ اسلیے کہ بعد رتبہ کتاب اللہ کے رتبہ احادیث کا ہے عبدالرحمن غفاری خواجہ محمد لطفا رفی کے یار خدمت میں حاضر تھے۔ عرض کیا یا مخدوم والعترۃ الاولاد یعنی اے مخدوم عترت کے معنی تو اولاد کے ہیں جواب فرمایا کہ میں نے اسی طرح سنا ہے اور وہ مخدوم ظاہر ہے اس کو لو۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ اس معنی کی یہ حدیث شریف تائید کرتی ہے وترکت فیکم ای انی تارک فیکم بعدی کما عبر به فی روایة وشیئین لن تضلوا بعدهما کتاب الله وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یحتمل ان المراد ان احکامهما مستمرة معمول بهما الی یوم القیامة رک عن ابی هریرة انتهی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

ایضاً بدھ کی رات وقت تہجد چودہویں ماہ ذیقعدہ

کو ایک عزیز قصیدۂ لامیہ کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا بیت یہ تھی ؎

ومن ینو ارتد ادا بعد دھر — یصر عن دین حق ذا انسلال

ولفظ الکفر من غیر اعتقاد — بطوع رد دین باختقال

یعنے جو شخص کہ مرتد ہونے کی نیت کرے بعد ایک زمانے کے تو وہ بمجرد نیت کرنے کے دین حق مسلمانی سے نکل جائیگا پہلے اس سے کہ وہ مرتد ہو جاوے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم یعنے جو شخص کہ کافر ہوجاوے بعد ایمان لانے کے یعنے مرتد ہوجاوے مگر اس حالت میں کہ زبردستی کیا جاوے یعنے کسی نے ظلم و زبردستی کریں کہ تو کفر کا کلمہ کہہ اور وہ بت پرست سے بظاہر کلمہ کفر کا کہہ دے اور دل اُس کا ایمان پر مستقیم و جما ہوا ہو تو یہ درست ہے کیونکہ اس محل میں ظاہر کا رکن ساقط ہے لیکن جو شخص کہ کفر کے ساتھ شرح صدر کرے اور دل میں بھی کفر کو پسند کرے تو وہ کافر ہو جاوے گا سو اُن پر ہے غضب طرف سے اللہ کے اور اُن کے واسطے ہے بڑا عذاب اور جو شخص کہ کلمہ کفر کا کہے اور اُس پر اعتقاد نہ کرے بطوع یعنے بغیر اکراہ و زبردستی کے تو وہ کافر ہو جاویگا۔ اگرچہ بغفلت ہو اور نہ جانے کہ میں نے کہا ہے یا نہیں کہا ہے لیکن دعاگو نے اُس طرف سنا ہے کہ جب نہ جانے گا

کافر نہ ہوگا یعنے اُس کے معانی نہ جانے یا کوئی بات کہہ دے اور اُس کو سمجھا نہ ہو اور وہ لفظ کفر کا تھا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص زبان کرکے تو بعض کہتے ہیں کہ کافر ہوجائے گا اور بعض کہتے ہیں کافر نہ ہوگا۔ لیکن جان بوجھ کر کہے گا تو باتفاق کافر ہوجائے گا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم یعنے البتہ مقرر انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور بعد اسلام کے کافر ہوئے لیکن مست پر کفر کا حکم نہ کریں۔ وہ بیہودہ بکنے سے کافر نہیں ہوتا ہے اور یہ بیت پڑھی

ولم یحکم بکفر حال سکر بما یھذی ویلغو بارتحال

ای القول بالبدیھۃ یہ بیت اوپر کا نتیجہ ہے ؎

وفی الاذھان حق کون جزء بلا وصف التجزی یا ابن خال

فرمایا کہ آدمی کے اجزا میں ایک ایسا جزء ہے کہ تجزی کی صفت نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس جزء کے ساتھ ترکیب راست آئے مثلاً اگر کوئی شخص اپنی انگلی کو کاٹ ڈالے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرے اُس میں ایک ایسا جزء رہیگا کہ وہ جزئیت کی صفت نہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اُس کو اجزا میں ترکیب دیدے۔ محل مشکل ہے۔ سمجھنا چاہیئے حق ای ثابت ثبوت الجزء الذی لا یتجزی خلافا للمبتدعین یعنے جزء لا یتجزی کا ثبوت حق ہے بدعتی لوگ اس میں مخالف ہیں۔ اس عزیز نے دوسری بیت پڑھی ؎

وما المعدوم مرئیا وشیئا لفقہ لاح فی یمن الھلال

یعنے جو چیز کہ عدم میں ہے وہ دیکھی نہیں جاتی ہے۔ اور شے نہیں ہوتی
ہے لیکن جو چیز دیکھی جاتی ہے وہ موجود ہے فالشیٔ ھو الموجود
لا المفقود ۔ یہ قول روشن ہے مثل مبارک ماہ نو کے یعنے یہ صحیح قول
ہے بعد اس کے فرمایا کہ بدمذہب لوگ سوال کرتے ہیں کہ قیامت مرئی
نہیں ہے یعنے دکھائی نہیں دیتی ہے پس وہ معدوم ہوگی اور معدوم
دکھائی نہیں دیتا ہے اور نہ موجود ہوتا ہے۔ ہم جواب دیں گے کہ قیامت
تو آتی ہے اور اس کا امر ظاہر و کھلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان
زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم اور ارشاد کرتا ہے ان الساعۃ اٰتیۃ وان
اللہ یبعث من فی القبور اور فرماتا ہے اتی امر اللہ ما قال ای اتیا
یعنی ماضی فرمایا بمعنی استقبال واسطے ثبوت کے کیونکہ الماضی المثبوت
یعنے قیامت کا وعدہ واقع میں آچکا ہے۔

ایضاً چودھویں ماہ مذکور روز چہار شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا فرمایا سبق پڑھو ترتیب اس میں تھی کہ علم اختیار کرنا
چاہیئے چنانکہ سے آرزو بعد اس کے فرمایا کہ یہ اچھے حاضر ہیں سو تم کو چاہیئے
کہ اپنے جد کا خُلق نگاہ رکھو۔ دعا گو نے اس طرف یہ بات سنی کہ کسی نے
حضرت سے پوچھا کیا حکمت ہے کہ بعض سادات ہندوستان کے اور
اس جگہ کے بھی غضوب یعنے غضبناک ہوتے ہیں۔ اور اپنے داداؤں
کا کبھی طریقہ نگاہ نہیں رکھتے ہیں حضرت نے جواب دیا حکمت یہ ہے کہ

بعض سادات غیر کفو کے اور گاؤں کے بیٹیوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ یا لونڈیاں گھر میں رکھ لیتے ہیں۔ اُن سے بچے جنواتے ہیں۔ ان کی کفو کی رگ ان میں شریک ہے۔ اس جہت سے غضبناک ہوتے ہیں جب محمد لکھو نے یہ حکایت بیان کی تو یہ فقیر حق کا شکر بجا لایا کہ میں دونوں طرف سے سید ہوں۔ ماں باپ کی طرف سے سب سادات ہیں۔ الحمد للہ ہر ایک شیخ جمال الدین اُچی قدس سرہ کی تحمل کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن قلندر لوگ ان کے پاس فروکش ہوتے اُس وقت نان وادرار یعنی وظیفہ و گاؤں شیخ نہیں رکھتے تھے۔ قبول نہیں فرماتے تھے۔ آخر عمر میں قبول کر لیا تاکہ پیروں کے طریقے پر جائیں پس شیخ روٹی اور گھی مل کر قلندروں کے آگے لاتے۔ وہ خفا ہوتے۔ لوہے کی بیڑیاں کھینچیں شیخ کے نزدیک آئے کہا ہم تجھے ماریں گے۔ تو نان دگرفت نہیں لاتا ہے۔ اور نہ حلوا لاتا ہے۔ نان ور دغن لاتا ہے۔ شیخ نے جب یہ حالت دیکھی تو پگڑی سر سے اوتار دی اور کہا عزیزو مارو۔ اور سر اُن کے آگے رکھ دیا جب قلندروں نے شیخ سے ایسا تحمل و بردباری و حلم دیکھا۔ تو لوہا اُن کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اور معذرت پیش آئے۔ ایسا ہونا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے المؤمنون هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ یعنے مومن نرم دل ہوتے ہیں۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر میں یہ حدیث شریف ودیعت ہے بہ مروی ہے ایک ...

کہ (المومن هین لین) قال العلقمی هما بالتخفیف قال ابن الاعرابی العرب تمدح بالهین واللین مخففین وتذمهما مثقلین وهین من الهون وهو السکینة والوقار والسهولة فعینه واو وشیٔ هین ای سهل (حتی تخاله من اللین احمق) ای تظنه من کثرة لینه غیر متنبه لطریق الحق (هب من ابی هریرةؓ) دوسرا طریق یہ ہے (المؤمنون هینون لینون کالجمل الانف) ای کل واحد منهم لین مثل لین الجمل الانف بفتح فکسر قال فی النهایة ای المانوف وهو الذی عقر الخشاش انفه فهو لا یمتنع عن قائده للوجع الذی به (ان قید انقاد وان انیخ علی صخرة استناخ) فالمؤمن شدید الانقیاد للشارع فی امره ونهیه (ابن المبارک فی الزهد عن مکحول مرسلا هب عن ابن عمرؓ) انتهٰی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی جب سبق اس فقیر کا اس جگہ پہونچا کہ اگر سالک کو کوئی چیز واقع ہے وہ اُس کو دیکھتا ہے یا سنتا ہے تو چاہیئے کہ اُس پر عمل کرے۔ اگرچہ بظاہر بُری معلوم ہوا ور اُس میں کوئی شے مخالف شرع ہو۔ اس واقعہ کو علم من لدنی اور سرقد کہتے ہیں کہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں جیسا کہ قصہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک لڑکے کو مار ڈالا اور کشتی پھاڑ ڈالی اور دیوار درست کردی۔ قصہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی قولہ تعالیٰ قال ذٰلک ما کنا نبغ فارتدا علی آثارهما قصصًا فوجدا عبدا من عبادنا آتیناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علمًا

قال له موسیٰ هل اتبعك علی ان تعلمن مما علمت رشدا تا قوله ویستخرجا کنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن امری ذلك تاویل ما لم تسطع علیه صبرا یعنے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بافضل کثیر خطبہ پڑھا اور کہا کہ مثل میرے کوئی شخص علم رکھتا ہے حکم آیا کہ اے موسیٰ تو جا ہمارے خضر سے ملاقات کر پس وہ اور یوشع یہ حضرت موسیٰ کے شاگرد تھے۔ یہ بھی بعد موسیٰ علیہ السلام کے پیغمبر ہوئے روانہ ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ پس انہوں نے ہمارے بندۂ خاص خضر کو پایا جو کہ ہمارے خاص بندوں سے ہے۔ ہم نے اپنے پاس سے اُس کو رحمت دی ہے۔ اور علم من لدنی ہم نے اُس کو عطا کیا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضر کو پایا تو کہا کہ میں تیری پیروی کروں۔ اس بات پر کہ تو مجھے اُس علم سے سکھائے کہ جو تجھ کو دیا ہے۔ حضرت خضر نے کہا کہ اے موسےٰ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا اور میری صحبت میں نہ رہ سکے گا۔ حضرت موسےٰ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تو مجھے صابر پائیگا۔ اور میں کسی کام میں تیری نافرمانی نہ کروں گا۔ حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو کسی چیز کا مجھ سے مت پوچھنا یہاں تک کہ میں اُس چیز کا تجھ سے کہوں۔ پس وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ حضرت خضر نے کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت موسیٰ بولے اے خضر تو نے کشتی پھاڑ ڈالی تا کہ تو کشتی والوں کو ڈبوئے حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ

صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ پشیمان ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔ کہ تو مجھ سے اُس بات کا مواخذہ مت کر کہ جس کو میں بھول گیا۔ پھر دونو چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے پر پہنچے حضرت خضرؑ نے اس کو مار ڈالا۔ حضرت موسےٰ بول اُٹھے کہ تو نے ایک پاکیزہ تن بے گناہ کو کیوں مار ڈالا۔ البتہ مقرر تو نے ایک بُرا کام کیا۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ پھر حضرت موسےٰ معذرت پیش آئے اور کہا کہ اگر میں بعد اس کے کسی چیز کا تجھ سے پوچھوں تو تو مجھے اپنے ہمراہ نہ رکھنا پھر دونو چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں آئے گاؤں والوں سے کھانا مانگا۔ انہوں نے انکار کیا اور اُن کو مہمان نہ رکھا انہوں نے اُس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ وہ گری پڑتی تھی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کو درست کر دیا۔ اب تو حضرت موسیٰ تاب نہ لا سکے بول اُٹھے کہ تو چاہے تو اس دیوار پر مزدوری لے لے۔ حضرت خضرؑ نے کہا اے موسیٰ اب یہ جدائی ہے درمیان میرے اور تیرے۔ اور جن باتوں پر تو صبر نہ کر سکا۔ اُن کی تاویل میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ پس جس کشتی کو کہ میں نے پھاڑ ڈالا وہ کشتی مسکینوں کی تھی۔ وہ لوگ دریا میں اُس کا عمل یعنی کرایہ لیتے تھے۔ تاکہ اُس سے قوت حاصل کریں۔ سو میں نے چاہا کہ اُس کشتی کو عیب دار کر دوں اسلیئے کہ اُن کے آگے ایک بادشاہ ہے کہ وہ ہر کشتی کو زبردستی غصب لے لیتا ہے جب وہ اس کشتی میں پیوند دیکھے گا اور عیب پاتے گا تو نہ لے گا۔ اور وہ کشتی غرق تو ہرگز نہ ہوئے گی

اور لڑکے کو جو میں نے مار ڈالا سو اُس کے ماں باپ مومن تھے اور
یہ فاسق تھا۔ اور کہتے ہیں کہ اُس کی ماں اور گاؤں بیاہی تھی اور باپ
اُس کا اور گاؤں رہیں یہ درمیان میں تو دونوں کے آتا جاتا اور
رہزنی کرتا تھا، لوگ اُس کے ماں باپ کے پاس شکایت لے
جاتے تو وہ منکر ہوتے اور کہتے کہ ہمارا لڑکا ایسا نہیں ہے تم
جھوٹ کہتے ہو۔ پس حضرت خضرؑ نے کہا میں ڈرا کہ اس لڑکے کی
شومی سے ماں باپ اس کے طغیان و کفر میں پڑ جائیں پس میں نے
اُس کو مار ڈالا اور چاہا کہ اُس لڑکے کی بدل میں اللہ تعالیٰ اُن کو اُس
سے بہتر دے۔ اور وہ طاعت اختیار کرے۔ خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اُن کو اُس لڑکے کے بدلے میں ایک لڑکی دی کہ بارہ ہزار پیغمبر
اُس سے ہوئے اور جس دیوار کو میں نے درست کر دیا سو وہ دیوار
دو یتیم لڑکوں کی ہے۔ اُن کے ماں باپ دونوں نہیں ہیں۔ اور
اُس دیوار کے نیچے ایک خزانہ ہے کہ اُس کو اُن کے ماں باپ نے
واسطے ان کے رکھا تھا۔ اور وہ دیوار نشان تھا۔ میں نے اُس کو
درست کر دیا تاکہ وہ نشان جاتا نہ رہے۔ وہ عاجز نہ رہ جائیں اور ان دونو
لڑکوں کا باپ ایک صالح آدمی تھا پس اے موسیٰ تیرے پروردگار
نے چاہا کہ جب وہ دو لڑکے بالغ ہو جائیں تو اپنے خزانے کو اُس دیوار
سے نکال لیں بخشش ہے طرف سے تیرے پروردگار کے اور یہ
تینوں کام میں نے اپنے امر سے نہیں کئے ہیں یہ ہے تاویل اُس

چیز کی کہ جس پر تو صبر نہیں کر سکتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس کو علم من لدنی کہتے ہیں۔ اور سرقدر کہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں اور یہ کام ظاہر میں بُرا تھا جب تو حضرت موسیٰؑ مانع ہوتے اور وہ جانتے نہ تھے اور حضرت خضرؑ کو سرقدر معلوم تھا یعنے علم من لدنی اور وہ سب خیر تھا۔ یہی حکمت ہے کہ جس وقت بعض اولیاء اللہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں تو واجب ہے کہ وہ اُس پر عمل کریں اگرچہ ظاہر میں بُرا معلوم ہو۔ لیکن اُس میں خیر ہوتی ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن دعا گو خدمت میں شیخ قطب عالم رکن الحق والدین کے قدس اللہ روحہ حاضر تھا۔ ایک عزیز واسطے توبہ کے آیا۔ شیخ توبہ نہیں کراتے تھے۔ مجلس میں سے ایک اور عزیز نے کہا کہ خوند شیخ تم کس واسطے توبہ کی تلقین نہیں کرتے ہو۔ شیخ نے ایسی بلند آواز سے کہا کہ سب نے سن لیا۔ بیچارہ ابوالفتح کیا کرے۔ لوح محفوظ میں تو لکھا ہے، کہ ہنوز چند گناہ اور کرےگا۔ میں کیونکر توبہ کی تلقین کروں یہ بات ظاہر میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کرانا ایک بہتر فعل ہے۔ اور عکس اس کا بخل ہے۔ لیکن سرقدر میں معنی یہ تھے جو کہ بہتر تھے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید و این ترتیب جملہ آغاز سبق تا بفراغ در حق این فقیر بود ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا۔ بات اس آیت میں تھی۔ قولہ تعالیٰ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند

ربک ثوابا و خیر املا یعنے مال اور بیٹے آرائش ہیں زندگانی اس جہاں کی، یعنے کچھ کام نہ آئیں گے اور باقیات صالحات یعنے اعمال صالح بہتر ہیں نزدیک پروردگار تیرے کے۔ آرزو سے ثواب کے اور بہتر ہیں براہ آرزو کے، پس چاہیئے کہ ایسا کام کرے کہ باقی کو فانی سے ہاتھ میں لائے اور یہ رباعی پڑھی ؎

توشہ برگیر و برگ رفتن ساز ‌‌ ‌ ‌ ‌ راہ تقویٰ گزیں و راہ نیاز
مال و فرزند و جملہ عاریت اند ‌ ‌ ‌ ‌ عاریت از تو روزی گیرند باز

اللہ تعالیٰ سبحانہ کا فرمان واجب الاذعان ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب یعنے اللہ سبحانہ نے مومنوں کو امر فرمایا ہے کہ اے مومنو تم توشہ لو، پس بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ اور پرہیزگاری، اور ڈرو مجھ سے اے عقل والو اس فقیر سے فرمایا فرزند من اس کو لو اور اس رباعی کو لکھو تب اس کے فرمایا العالم هو العامل والا فهو الجاهل یعنے عالم جو ہے وہ عامل ہے ورنہ پھر وہ جاہل ہے۔ اسلیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ کل عالم لم یعمل بعلمه فهو مسخرة الشیطان۔ حدیث صحاح کی ہے یعنے جو عالم کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے یہ تہدید ہے ؏ علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت ست وعنه علیه الصلوٰة والسلام من ازداد علما ولم یزدد هدی لم یزدد من الله الا بعدا یعنے جو شخص کہ زیادہ کرے علم کو اور زیادہ نہ کرے درو کو تو نہ زیادہ کریگا

اللہ سے مگر دوری کو، یعنے وہ زیادتی علم کی مولیٰ سے سوائے دوری کے
اور کچھ زیادہ نہ کرے گی۔ علمانے بیان کیا ہے کہ کیا درد زیادہ کرے جس
وقت سودمند علم زیادہ ہوگا تو اپنے علم و عمر کے ضائع کرنے پر آگاہ ہوگا۔
اور افسوس کریگا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء یعنے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو لوگ خشیت و خوف رکھتے
ہیں وہ علماء ہی ہیں۔ یہ حصر ہے۔ فرمایا کہ درد عمل سے بڑھتا ہے اوجل
لمن لا ورد له وجد اندوہ عشق کو کہتے ہیں۔ یہ معنی میں نے اُس طرف
گئے ہیں۔ یعنے نہیں ہے درد عشق کا واسطے اُس شخص کے کہ جس میں
مشغولی نہیں ہے۔ اُس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یہ وایں احادیث
بنویسید از صحاح ستہ

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ ایک حدیث قریب المعنی حدیث شریف مذکور کے یہ
ہے کہ (من ازداد علما ولم یزدد فی الدنیا زهدا لم یزدد من الله
الا بعدا) لعله انها مقتملة عن الآخرة فالعلماء احق بالزهد
فی الدنیا من غیرهم قال المناوی ولهذا قال الحکماء العلم فی
غیر طاعة الله تعالی مادة الذنوب (فر عن علی رضی الله عنه
واسناده ضعیف انتهی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی
ایضاً فرمایا جو کچھ کہ مالا بد یعنے ضروریات سے زیادہ ہو وہ طریقت کا ذنب

یعنے گناہ ہے۔ اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی
ہے اللهم من احبنی فارزقه العفاف والکفاف ومن ابغضنی
فاکثر ماله وولده یعنے الہی جو شخص مجھے دوست رکھے تو تو اسکو
پرہیزگاری اور روزی گزران کی دے۔ اور جو کوئی مجھ سے بغض رکھے
تو تو اسکو مال و اولاد زیادہ دے۔ مثلاً اگر موٹے کپڑے سے غرض
حاصل ہے تو باریک کپڑا نہ پہنے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے من رق ثوبه رق دینه یعنے جو شخص کہ باریک کپڑا
پہنے تو اسکا دین باریک ہو جاوے پس گناہ طریقت کا ہوگا۔ لہذا سبب
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین اُچی قدس اللہ سرہ
کپڑے کے واسطے ایک تنکہ بازار میں بھیجتے۔ تینوں کپڑے دستار
و پیرہن و ازار اُسی سے پہنتے۔ پس اس فقیر سے فرمایا فرزند من
بگیر ایں احادیث بنویس ایضاً تاریخ مذکور چہار شنبہ ماہ ذی قعدہ
کو ظہر کی نماز میں مولانا سراج الدین امام حاضر نہ تھے ایک دانشمند
تھا۔ اُس کو امامت کا حکم دیا۔ دیکھا تو اُس کے بال بندھے ہوئے
تھے۔ فرمایا اُس کو فرق کر یعنے مانگ نکال کیونکہ عقص کی صورت ہے
کل ما سوی الحلق والفرق فهو عقص والعقص مکروه بالاتفاق
والمکروه لیس بمقبول اور یہ نظم کتاب متفق کی پڑھی ہے

وخیر الرجال بین الحلق   من غیر تقرینا یسمر وبین الفرق

یعنے جو چیز کہ سوائے منڈانے اور مانگ نکالنے کے ہے وہ عقص ہے

اور عقص یعنے باندھنا بالوں کا باتفاق مکروہ ہے۔ اور مکروہ مقبول نہیں ہے اور مردوں کو اختیار دیا گیا ہے، درمیان منڈانے کے بدون تقزیع کے اور درمیان مانگ نکالنے کے، یعنے مردوں کو یہ حکم ہے کہ یا تو سارا منڈائیں یہ نہیں کہ کچھ سر منڈائیں اور کچھ نہ منڈائیں یا مانگ نکالیں ان دو باتوں کے سوا اور کچھ درست نہیں ہے۔ امام نے ایسا ہی کیا یعنے بالوں کو کھول ڈالا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تو نے پوری سورت پڑھی، یا چند آیتیں۔ اس دانشمند نے عرض کیا۔ کہ میں نے اول رکعت میں تو چند آیتیں پڑھیں۔ اور دوسری رکعت میں سورت پڑھی فرمایا یجوز عندنا خلافا لمالک رحمه الله فانه قال ضم سورة مع الفاتحة فريضة وتمسك بهذا الحديث من الصحاح لا صلوة الا بفاتحة الكتاب ضم سورة معها وهذا عندنا نفي الفضيلة وعند مالك نفي الفريضة اور یہ نظم کتاب منتق کی پڑھی سہ

وكل ما وجوبه مختلف　　　　ففعله اولى ولا يختلف

اى لا يترك لما روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه واظب فى الصلوة بالفاتحة وضم سورة معها یعنے جس چیز کا وجوب مختلف فیہ ہے۔ تو اُس کا کرنا اولیٰ ہے اور خلاف نہ کریں۔ ہمارے قول پر اولیٰ یہ ہے کہ فاتحہ مع ضم سورۃ کے پڑھیں اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فرض ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو ظہر کی نماز کا اعادہ کرتا ہے اور وہ شخص جو کہ امام مالک کے قول پر باتفاق عمل کرتا ہے یعنے

وہ بھی اعادہ کرے۔ پس نماز کو پھر پڑھا اور فرمایا کہ آدمی بیچارہ ہزار کام وقت نماز کے چھوڑتا ہے۔ اور کتنی احتیاط استنجا و وضو میں کرتا ہے پس چاہیئے کہ یہ احتیاط بھی نگاہ رکھے۔ کہ نماز اس کی باتفاق درست ہو جائے وکیف یقبل تطوع من لم یجز فرائضہ اتفاقا یعنے اس شخص کے نوافل کیونکر مقبول ہوں گے کہ جس کے فرائض باتفاق جائز نہ ہوئے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من متفق پر عمل کرو۔ تاکہ جس مذہب کا آدمی آئے تو وہ عاجز نہ رہ جائے۔ جیسے کہ دعا گو کے پاس ہر مذہب کے آدمی آتے ہیں بعد فراغ کے چند متعلق خدمت میں آئے اور نحو کا سبق لائے۔ شروع کیا بات اس میں تھی والصلوٰۃ علے رسولہ محمد واصحابہ فرمایا کہ بعد حمد خدا کے رتبہ صلوات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ورفعنا لك ذكرك یعنے ہم نے تیرے واسطے تیرے ذکر کو بلند کیا آپ نے اللہ سبحانہ سے حکایتہً نقل فرمایا ہے کہ اذا ذُکرتُ ذُکرتَ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت میں یاد کیا جاؤں تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو یاد کیا جائے ساتھ میرے اور درود صحابہؓ پر بمعنی رحمت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئك عليهم صلوات من ربهم یعنے وہی لوگ ہیں کہ ان پر رحمتیں ہیں طرف سے ان کے رب کے ومن رأى مرة واحدة فی الیقظة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فهو من الصحابة فی الصحیح یعنے جس شخص نے کہ ایک بار بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]

[illegible]

علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔ تو وہ صحابہؓ میں سے ہے قول صحیح میں قید فی الیقظۃ حتی لو رأی فی المنام لم یکن من الصحابۃ یعنے بیداری کی قید اسلئے لگائی کہ اگر وہ خواب میں آپ کو دیکھ لے گا تو صحابہ سے نہ ہوگا۔ ان طالب علموں کو نحو میں ترغیب دی اور فرمایا حدیث صحاح کی ہے۔ من تعلم العربیۃ لیسہل علیہ علم الشریعۃ فکانما عبداللہ مائۃ عام ولہ بہ طرفۃ عین یعنے جو شخص کہ سیکھے عربیت کو یعنے نحو وصرف وعلم لغت کو پڑھے تاکہ شریعت کا علم اُس پر آسان ہو جاوے تو گویا اُس نے سو برس اللہ کی عبادت کی، اور پلک مارنے بھر اس کی نافرمانی نہ کی پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ فوائد واحادیث جو میں نے بیان کئے غریب ہیں تم ان کو لکھ لو۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ای آتنا فی الدنیا ثبوت الایمان وفی الآخرۃ لقاء الرحمن وقنا عذاب الفراق والھجران وھو اشد من عذاب النیران کما قال القائل ؎

بالنار خوفنی قوم فقلت لھم النار تحرق من فی قلبہ نار

ای النار تحرق من فی قلبہ نار المحبۃ یعنے تفسیر آیت مذکورہ کی یہ ہے اے پروردگار ہمارے، تو ہم کو دے دنیا میں ثبوت ایمان کا اور آخرت میں ملاقات رحمٰن کی اور بچا ہم کو عذاب فراق وہجران سے اور یہ عذاب سخت تر ہے آگ کے عذاب سے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے

فرزند من [illegible]

کہا اے تو نے مجھے آگ سے ڈرایا تو میں نے اُن سے کہا کہ آگ رحم
کرتی ہے اُس شخص پر کہ جس کے دل میں آگ ہے۔ یعنی دوزخ کی آگ
اُس شخص سے ڈرتی ہے کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے۔ پھر
اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من بیان اس آیت اور نظم عربی لکھوا دیا۔
فرمایا کہ جب سالک کھانا کھائے تو چھوٹا لقمہ اُٹھائے اور جلد
جلد کھائے اس میں چند فائدے ہیں ایک یہ ہے کہ چھوٹا لقمہ گلے میں نہ
پھنسیگا۔ دوسرا یہ ہے کہ جب کسی شخص کے ساتھ کھائیگا۔ تو وہ جانے گا
کہ اچھی طرح سے کھاتا ہے۔ پس وہ بھی بامراد کھائے گا۔ تیسرا یہ ہے
کہ بعد ہر لقمے کے اللہ تعالیٰ کا نام لے گا اور شکر کریگا۔ طریقہ اس کا
یہ ہے کہ جب لقمہ اُٹھائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اور جب نگل
جائے تو الحمد للہ کہے اسی طرح جب پانی پیئے تو آہستہ پیئے جلد
جلد نہ پیئے، اس میں بھی خطر بہت ہے ایک یہ ہے کہ گلا گھٹ جائیگا
دوسرا یہ ہے کہ اگر سانس چڑھ جائے گی تو ناک میں پانی چلا جائیگا۔
دشواری لائے گا۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین سانس میں پیئے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ اذا شربتم الماء
فتلثوا یعنے آپ نے فرمایا کہ جب تم پانی پیو تو تین سانس میں پیو۔
اول سانس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہیں اور دوسری میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تیسرے میں یہ دعا پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
سَقَانِیْ مَاءً عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِیْ

یعنی سب تعریف ہے واسطے اللہ کے کہ جس نے مجھے میٹھا پانی پیاس بجھانے والا پلایا۔ اپنی رحمت سے اور اُس کو میرے گناہوں کی شامت سے کھارا اُدس نہ کیا اور آدمی بند نوینا ہے۔ اس میں ایک بھید ہے کہ ظنوا بالمؤمنین خیرا یعنے تم مومنوں سے نیک گمان رکھو تو خود کہ تنہا کہے۔ یہ بات دعا گو نے اُس طرف سنی ہے جب ایسا کرے گا تو اُس کا کھانا پینا محض عبادت ہو جاوے گا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فوائد کھانے پینے کے جو میں نے بیان کئے ان کو یعنے عمل کرو۔ دعا گو نے عمل کیا ہے اور یہ سب دعا گو کا معمول ہے۔

پندرہویں ماہ ذیقعدہ جمعرات کے دن چاشت کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ زائرین کثیر کا ہجوم وانبوہ خلق تھا فرمایا الشهرة آفة یعنے مشہور ہو جانا ایک آفت ہے۔ اس زمانے میں پہاڑ اختیار کرنا چاہیے۔ کہ تنہا رہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ اقامت جماعت وجمعہ فوت ہو جاوے گی۔ جواب فرمایا کہ جو کوئی بصدق یعنے سچے طور پر باہر آوے گا تو ابدال آئیں گے پانچوں وقت اس کی جماعت کے واسطے حاضر ہوں گے۔ اور جمعہ تو اُس پر واجب ہی نہیں ہے اسلئے کہ شہر سے دور ہے۔

سترھویں ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین خدمت میں عوارف کا سبق پڑھتا تھا گفتگو اس میں تھی کہ بعض لوگ جس وقت سلف کی حکایت سنتے ہیں کہ وہ ایسی کرامت رکھتے تھے تو وہ زیادہ مشغول ہوتے ہیں بسبب کرامت کے یعنے کرامت کے واسطے زیادہ مشغولی کرتے ہیں۔ کہ ہم سے بھی کرامت صادر ہو حالانکہ سلف خوف و شوق حق سے مشغول ہوتے ہیں۔ یعنے نہ اسلئے کہ ہم سے کرامت ہونے لگے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رَغبًا ورَھَبًا وکانوا لنا خاشعین ای شوقًا وخشیۃً یعنے بیشک وہ جلدی کرتے تھے نیکیوں میں اور پکارتے تھے ہم کو بشوق و خوف اور تھے واسطے ہمارے ڈرنیوالے فرمایا کہ جو کوئی کرامت کے واسطے مشغول ہوتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہوتا ہے۔ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن سیدی احمد کبیر قدس اللہ سرہ پانی کے کنارے پہونچے اور کشتی طلب کرنے لگے۔ اُن کے مریدوں نے کہا کہ خوندگارا یعنے اے ہمارے سردار ہم اسی وقت جوتا پاؤں میں پہن کر پانی پر جاتے ہیں۔ تو بھی نہ ہوگا تم کیا کشتی کی حاجت مند ہوتے ہو۔ سیدی احمدؒ نے فرمایا تھا تو جس چیز میں کہ استدراج کا احتمال ہو ہم کیوں چند دلہم کے واسطے اُسکے محتاج ہوں بعد اس کے فرمایا کہ کرامت

معجزے میں فرق ہے کیونکہ المعجزۃ لا تحتمل الاستدراج بالاجماع والکرامۃ
تحتمل الاستدراج بالاجماع والنفس تطلب الکرامۃ واللہ تعالیٰ یطلب
الاستقامۃ قولہ تعالیٰ فاستقم کما اُمرت ومن تاب معک وقولہ تعالیٰ الذین
قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الی آخر الآیۃ یعنے معجزے میں باجماع استدراج کا
احتمال نہیں ہے اور کرامت میں باجماع استدراج کا احتمال ہے
اور نفس کرامت طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ استقامت طلب فرماتا
ہے۔ اسلیے کہ اُس نے اپنے نبی کو یہ خطاب کیا ہے کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم استقامت کرو جیسا کہ تم کو حکم کیا گیا ہے
اور وہ لوگ جنہوں نے تمہارے ساتھ توبہ کی ہے یعنے تمہارے پیرو
بھی استقامت چاہیں اور اللہ پاک نے استقامت والوں کی صفت
فرمائی۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار پالن ہار اللہ ہے۔
پھر استقامت کی، یعنے اسی پر جمے رہے وقیل ان بعض الصالحین
رأوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام فسألوا منہ
یا رسول اللہ ہذا الحدیث روی منک شیبتنی سورۃ ہود و
قصص الانبیاء علیہم السلام وہلاک امتہم قال لا بل ہذہ
الآیۃ فاستقم کما امرت ومن تاب معک وفی الخبر لما نزل
ہذہ الآیۃ فاستقم الآیۃ فصار بعض راس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم شیبا من ہیبتہا پھر اس فقرے نے فرمایا فرزند من
بیان کرامت واستقامت کا جو میں نے بیان کیا اُس کو لکھ لو، یعنے

بعض صالحین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا یا رسول اللہ یہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں کہ بوڑھا کر دیا مجھ کو سورۂ ہود نے پیغمبروں کے قصوں نے اور اُن کی امتوں کے ہلاک ہونے نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔ فرمایا نہیں یعنے اس بات نے مجھے بوڑھا نہیں کیا۔ بلکہ اس آیت نے بوڑھا کر دیا۔ فاستقم کما امرت ومن تاب معک خبر ہیں ہے کہ جس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آپ کے سر مبارک کے چند بال سفید ہو گئے اس آیت کی ہیبت سے کیونکہ استقامت ایک محکم و محنت کا کام ہے ہر کسی کو نہیں پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ مشائخ اس بیت کی تکرار کیا کرتے ہیں ؎

از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من تا خود بکدام رہ بود منزل من

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر بعد اس کے کرامت کا ذکر نکلا فرمایا الکرامۃ خارق العادات تظهر للولی بنقض العادۃ والولی یطیر فی الھواء ویمشی علی الماء ویطوی لہ الارض والسماء وغیر ذلک من الاشیاء ولا یکون ولیا مالم یکن متبعا للنبی قولاً وفعلاً وحالاً یعنے کرامت عادتوں کی پھاڑنے والی ہے ظاہر ہوتی ہے واسطے ولی کے ساتھ توڑنے عادت کے، یعنے جو چیز کہ نہیں ہوئی ہو وہ اُس میں پیدا ہو جائے اور ولی ہوا میں اڑتا ہے۔ پانی پر چلتا ہے۔ زمین و آسمان کی رگیں اس کے واسطے کھینچ دیتے ہیں۔ اور سوا اس کے اور باتیں اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اور ولی نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ گفتار و کردار و رفتار میں اپنے پیغمبر
کا پیرو نہ ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن
ایک عزیز سوداگر نے نزدیک دعاگو کے ایک صندوق امانت رکھا۔
ایک لونڈی تھی۔ اُس نے اس صندوق میں سے کچھ سامان چرالیا۔ اور
بازار میں بیچا۔ مالک مال نے پہچان لیا۔ وہ ویسا ہی جلد دعاگو کے پاس
آیا اور وہ سامان لایا۔ اور واقعہ کہا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو تو اُس کی خبر
نہیں۔ میں نے وہ امانت اُس کے روبرو رکھ دی۔ اُس نے جب تفحص
کیا تو کالا کے چہار صد تنکہ چاہیئے۔ اور اُس صندوق میں ایک لاکھ
تنکہ کے کالا تھے۔ اُس نے تقاضا کیا۔ میں مخدوم والد دامت برکاتہم
کی خدمت میں گیا۔ واقعۂ حال بیان کیا اور گھر میں کچھ وجہ نہ تھی۔ پس
مخدوم والد نے مجھ سے فرمایا۔ بیار دبستان کنکریاں اپنے نیچے سے
کھینچ کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ میں نے دیکھا تو وہ سب سنہری ہو گئیں
تھیں اور میں نے اُن کو گنا تو برابر چار سو تنکہ کے تھیں نہ کم نہ زیادہ۔ پس
میں نے مالک مال کو دے دیں۔ حکایت۔ ایک دن اور کوئی قرضدار
خدمت میں مخدوم والد کے آیا۔ عرض کیا کہ میں قرضدار ہوں۔ اور اُس
قرض کے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ اُن کے پاس خولی
تھی کہ چھت سے نیچے کھیلا کرتے ہیں۔ اُن کو ہاتھ میں لیا۔ پھر اُن کو اُس
قرضدار کو دے دیا۔ وہ سب تنکہ زر تھے۔ اور اسی طرح اگر لڑکیوں کا باپ
آتا تو اُس کو بھی دے دیتے تھے۔ ایسے واقعات حاجت کے وقت اُن میں

بہت تھے۔ ایک دن دعا گو نے عرض کیا بابا آپ کیا پڑھتے ہیں۔ فرمایا
اسم اعظم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھتا ہوں حکایت یہ بھی فرمایا کہ اوچہ میں
ایک سوداگر حافظ تھا۔ اُس نے انتقال کیا اس کو قبر میں رکھ دیا۔
مخدوم والی دامت برکاتہ نے فرمایا کہ اُس کی قبر یہاں تک فراخ ہو گئی
کہ اُچہ کے حد سے گزر گئی۔ مَیں اب تک اُس حافظ کی زیارت کرتا
ہوں حکایت جس وقت مخدوم والی نماز ادا کرتے یا کوئی آیت قرآن شریف
کی پڑھتے تو ایسے روتے کہ اُن کے سینہ مبارک سے نعرہ نکلتا تھا
وسے غربیدند یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ ان کان الانین والبکاء من وجع
اومصیبۃ فی الصلوۃ تفسد صلوتہ وان کان الانین والبکاء من
ذکر الجنۃ اوایۃ الترغیب اوالنار اوایۃ الترھیب لا تفسد بل
یستحب لا سیما الانین والبکاء من شوق اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ
پھر رُوئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا۔ فرزند من بگیر یعنی
اگر نالہ فریاد و گریہ نماز میں بہ سبب درد وجود یا مصیبت کے ہوگا۔ تو
اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر نالہ و گریہ ذکر جنت یا آیت ترغیب
یا دوزخ یا آیت ترہیب سے ہوگا تو نماز باطل نہ ہوگی بلکہ یہ مستحب
ہے خصوصاً وہ نالہ و گریہ جو کہ اللہ عزوجل کے شوق سے ہو یہ ساری
کرامت مخدوم نمدگ کی تھی ایضاً فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنا ایندھن خود لاتے ہیں۔ تو دعا گو چاہتا تھا کہ ہمراہ یاروں کے جا کے
ہیزم لائے۔ مَیں نے ویسا ہی تحمل کیا اور تھک گیا ایضاً روز شنبہ

سترہویں ماہ مذکور کو بعد ملنا ذظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا فرزند
من سبق پڑھ ترتیب اس میں تھی کہ شیخ مرید کے خاطر میں القا کرتا ہے
اگرچہ شیخ نے وفات پائی ہو ایک فرشتہ فرشتوں میں سے اُسکے
شیخ کی مدح سے کہتا ہے کہ تیرے مرید کا ایسا احوال ہوا شیخ کو
یاد رکھے۔ خاص کر ذکر میں جس وقت کلمہ ساتھ مد کے کہے تو نفی
میں شیخ کو مد طلب کرے۔ اس نیت پر کہ ساتھ اس نفی کے جو کچھ کہ
غیر خدا کے ہے وہ منتفی ہو جائے۔ اور اثبات خالص دل میں بیٹھ
جائے بعد اس کے فرمایا الشیخ الذی یُعرَفُ من الکاف الی القاف
کاف سے مراد کینونت عالم کن فیکون ہے۔ اور قاف قیامت
عالم سے عبارت ہے۔ شیخ وہ ہے کہ بدایت عالم سے نہایت تک
جانے پس احوال مرید کا بطریق اولی اُس کو معلوم ہو گا لیکن دعا گو شیخ
مدینہ عبداللہ مطری قدس سرہ نے عجب سماع رکھا ہے۔ کہ یا ولد
رسول اللہ اقرأ بالمجهول من التعریف حتی لا یکون عالم الغیب
ولا یعلم الغیب الا اللہ یعنے اے فرزند پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تو یعرف کو مجہول پڑھ تعریف سے تاکہ شیخ عالم غیب نہ ہو جائے۔ اگر
معروف پڑھیں گے کہ شیخ عالم غیب ہو جائے گا۔ حالانکہ سوا خدا کے
اور کوئی غیب نہیں جانتا ہے۔ پس معنی یوں ہوں گے کہ شیخ وہ ہے
کہ اُس کو معلوم کرایا جاتا ہے۔ بدایت عالم سے نہایت عالم تک یعنے
اُس کو خدا کی طرف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے لیکن دوسرے لوگ

اس کو معروف پڑھتے ہیں۔ یہ نہ چاہیے واسطے علامت مذکورہ کے ادب یہی ہے جیسا کہ بعض پیغامبران مرسل صلوات اللہ علیہم نے کہا ہے۔ واَنا اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنی میں جانتا ہوں طرف سے اللہ کے جو تم نہیں جانتے ہو اور یہ بعد تصفیہ قلب کے ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نداے الست بربکم اور جواب قالوا بلیٰ کو یاد رکھتے ہیں وھذا اجدا تصفیۃ القلب کمثل المراۃ یعنے جیسے کہ آئینہ بے درفش کو جس وقت صیقل کرتے ہیں تو اس کے زنگار جاتی رہتی ہے۔ اور سب چیز اس میں دکھائی دینے لگتی ہے یہ وہی آئینہ ہے کہ اس سے پہلے زنگار بھرا ہوا تھا جب تصفیہ پایا تو روشن ہو گیا۔ سب چیز کو دکھانے لگا وذلک معنی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الصحاح ان للقلوب صدأ کصدأ النحاس جلاؤھا الاستغفار یعنے آپ نے فرمایا کہ بیشک واسطے دلوں کے ایک زنگار ہے مثل زنگار تانبے کے، اور روشن کرنے والی اس کی استغفار ہے۔ فرمایا یوں چاہیے کہ سالک جاننے علم سلوک کے کفایت نہ کرے۔ اس کو عمل کے ساتھ مقرون کرے نہ اس واسطے کہ خلق جانے کہ کیا سالک آدمی ہے یہ بات ضائع کرنا عمر کا ہے، باوجود علم کے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

کاتب حروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف مذکور جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (ان
للقلوب صدأ کصدأ الحدید) قال العلقمی هو ان یرکبها الرین
بارتکاب المعاصی والآثام فیذهب بجلائها کما یعلو الصدأ
وجه المرأة والسیف وغیرهما وجلاؤها ای من ذلک الصدأ
(الاستغفار) ای طلب غفران الذنوب من علام الغیوب
قال المناوی ولهذا ورد فی حدیث یاتی الاستغفار ممحاة
الذنوب والمراد الاستغفار المعرف بحل عقدة الاصرار
وروی الحکیم ان الاستغفار یخرج یوم القیامة ینادی
یا رب حقی حقی فیقال خذ حقک فیحتفل اهله (الحکیم
الترمذی (عد) کلاهما (عن انس) ورواه عنه الطبرانی
ایضا قال الشیخ حدیث ضعیف منجبر انتهی من شرح الجامع
الصغیر للعزیزی۔ ایضاً حکایت بیان فرمائی کہ اس زمانے
میں کہ دعا گو اچہ سے ملتان میں آیا۔ واسطے تحصیل ہدایہ و بزدوی
کے کہ جس قدر باقی رہ گئی تھی۔ قاضی اچہ قاضی بہاؤالدین علیہ الرحمۃ
علامہ تھے۔ انہوں نے وفات پائی تو دعا گو شیخ کی خانقاہ میں اترا۔
شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ نے دو آدمیوں کے حوالے کیا کہ
تو ان کے پاس پڑھ، ایک تو فرزند مولانا موسیٰ۔ یہ شیخ کے پوتے عالم
باعمل تھے۔ دوسرے مولانا مجد الدین کہ جب میں نے بقیہ ہدایہ

بزودی کو تمام کر لیا تو شیخ نے فرمایا کہ تو اچہ میں اپنے گھر جا۔ اور اپنے والد کو میرا سلام پہونچا۔ میں نے عرض کیا کہ کشتی نہیں ہے تو خادم سے کہا کہ میری خاص کشتی دے اور پہونچا آیا۔ آیات عزیز نے پوچھا کہ اسکی کیا حکمت تھی۔ کہ شیخ نے مخدوم کو گھر بھیجا۔ جواب فرمایا حکمت یہ تھی کہ مخدوم والد دامت برکاتہ شیخ جمال الدین کی چنداں رعایت نہیں کرتے تھے۔ شیخ نے کہا کہ تو جا اور والد کو میرا سلام پہنچا۔ اور کہہ کہ برادرم جمال الدین کی رعایت نگاہ رکھے۔ اگر وہ تیرا حفظ نہ کرے تو تو مُولہ یعنے دیوانہ ہو جائے۔ اور اگر وہ تیری رعایت نہ کرے اور تجھ کو نگاہ نہ رکھے اور تیرا احمد نہ ہو تو تو شوق کے مارے مولہ ہو جائیگا۔ اور وہ شوق یہ تھا کہ جس وقت مخدوم والد دامت برکاتہ نماز فرض و نفل میں کھڑے ہوتے تو نعرہ مارتے اور زار زار رونے لگتے۔ فرمایا کہ مولہ بفتح لام اسم مفعول بمعنی ولہ زدہ ہے اور بکسر لام خطائے محض ہے۔ کیونکہ مولہ بکسر لام اسم فاعل بمعنی ولہ کنندہ ہے اور یہ خدا کی صفت ہے عزوجل پس مولہ بفتح لام کہیں نہ بکسر لام۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من لم غریب ہے جب دعا گو اچہ میں آیا تو اپنے والد مخدوم کی پا بوسی کی اور شیخ کا سلام پہونچایا۔ اور عرض کیا کہ آپ کو شیخ جمال الدین کی رعایت کرنے کا فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم برادرم جمال الدین کی رعایت نگاہ نہ رکھو گے تو شوق کے مارے مولہ ہو جاؤ گے۔ وہ تم کو حفظ میں رکھتا ہے جب میں نے یہ کہا تو اُسی وقت مخدوم والد

سنے جوتا پہنا اور شیخ جمال الدین کے پاس گئے مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ ملاقات کی۔ اور پاؤں پر گرے۔ اور باہم معانقہ کیا۔ شیخ جمال الدین نے کہنا شروع کیا کہ اے مخدوم زادے تمہارے والد سید جلال بخاری دعاگو کے دادا کا نام لیا قدس اللہ سرہٗ جب تم پیدا ہوئے تو تم کو اس درویش کے پاس لائے اور کہا کہ برادر جمال الدین یہ میرا فرزند مولد و با شوق ہوگا۔ چاہیے کہ تم محافظت کرو۔ شیخ نے کہا کہ میں وہ رعایت تمہارے والد سید جلال بخاری کی نگاہ رکھتا ہوں اور ہمیشہ رکھتا ہوں۔ اُن کا وہ عہد وفا کرتا ہوں۔ اُس وقت سے مخدوم والدوامت برکاتہ نزدیک شیخ جمال الدین کے بہت جاتے تھے اور دعاگو اب تک واسطے ان کے فرزندوں کے وہ رعایت نگاہ رکھتا ہے **ایضاً** ذکر اس بات کا نکلا کہ دعاگو کہتا ہے کہ مرید شیخ کبیر کے ہوں اور تعلق اُن سے کریں اور میں کہتا ہوں کہ میں وکیل ہوں اگر کوئی متعلم سوال کرے کہ مُردے کی وکالت اور بیعت روا نہیں ہے۔ تو میں جواب دوں گا کہ وکیل از ان اولیا درست ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اولیاء اللہ لا یموتون وانما ینقلون من دار الی دار یعنے بیشک اللہ کے دوست نہیں مرتے ہیں اور وہ تو نقل کیے جاتے ہیں ایک گھر سے طرف دوسرے گھر کے پس وکالت درست ہے لیکن بیعت زندے سے روا ہے، مردے سے روا نہیں ہے جس وقت خلیفہ شیخ کی طرف حوالہ کرتا ہے تو حق تعالےٰ

وکالت از مردہ درست است بیعت از مردہ درست نیست

ایک فرشتے کو حکم دیتا ہے تاکہ اُس شیخ کی روح کو معلوم کرے کہ فلاں بن فلاں نے تیرے خلیفہ سے بیعت کی ہے پس وہ شیخ اس کا ممد رہتا ہے۔ پھر اس فقیر اور یاران دیگر سے فرمایا کہ اگر کوئی یہ سوال کرے تو جواب دو۔ **ایضاً** فرمایا کہ اس طرف مشائخ جیسے شیخ مکہ عبداللہ یافعی و شیخ مدینہ عبداللہ مطری اور دیگر مشائخ قدس اللہ سرہم نے دعاگو سے کہا کہ زمین عراق میں شتو کا رہ نام ایک شہر ہے وہاں شیخ الشیوخ کے خلیفہ اور شیخ بہاءالدین کے یار باقی رہے ہیں تو اُن سے ملاقات کریں دعاگو نے ان کو پایا نام مبارک اُنکا شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری قدس اللہ سرہ ہے جس دن میں نے ان کو پایا۔ تو وہ ایک سو تیس سال کے شیخ معمر تھے۔ میں نے اُن سے خرقہ تبرک پہنا۔ اور اُنہوں نے پہنانے کی اجازت دی میں نے ان سے عوارف سُنی۔ درمیان شیخ الشیوخ مصنف اس کتاب کے ایک واسطہ ہے اور جو کوئی مجھ سے سُنے تو دو واسطے ہوں گے **ایضاً** فرمایا کہ جمعے کے دن میں ایک گھڑی ہے وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔ اور خلق اس کو نہیں جانتی ہے۔ میں نے التماس کیا تو فرمایا کہ جمعے کے دن وقت جلسہ خطیب کے مروی ہے۔ میں اپنے والد مخدوم دامت برکاتہ سے سماع رکھتا ہوں یہ بھی التماس کیا گیا کہ جلسہ کے وقت کیا دعا کریں۔ وہ تو ذرا سا وقت ہے۔ فرمایا کہ اس قدر کہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ لَدَیْكَ وَاُولٰٓئِكَ صٰلِحِیْنَ الیک...

پیر زادہ ... (حاشیہ، ناخوانا) ۱۴۰

دعا گو یہی دعا کرتا ہے اُس وقت تم بھی یہی دعا کرو۔ کیونکہ یہ اہم مقصود ہے
پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من تو لیں ۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ اس ساعت کے تعین میں علما کا بڑا اختلاف ہے عزیزیہ
شرح جامع صغیر میں ۴۳ قول لکھے ہیں ۔ آخر میں یوں کہا کہ راجح تر ان
قولوں کا گیارھواں اور بائیسواں قول ہے ۔ گیارھواں یہ قول ہے
کہ وہ ساعت درمیان اس کے ہے کہ امام بیٹھے یہاں تک کہ نماز پوری
ہو جائے اور یہ قول مسلم میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت
ہے ۔ اور بائیسواں قول یہ ہے کہ آخر ساعت ہے بعد عصر کے اسکو
ابوداؤد و حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور اصحاب سنن نے
عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے ۔ پھر ان دونوں قولوں میں
سلف کا اختلاف ہے کہ ان میں سے کون قول راجح تر ہے ۔ سو
ترجیح دینے والوں نے ہر ایک کو ترجیح دی ہے ۔ پس اول قول کو
تو بیہقی و قرطبی و ابن العربی نے ترجیح دی ہے ۔ اور نووی نے کہا
کہ یہی صحیح یا صواب ہے ۔ اور دوسرے قول کو امام احمد بن حنبل و اسحٰق
بن راہویہ و ابن عبدالبر و طرطوشی و ابن الزملکانی نے ترجیح دی ہے
ایضاً فرمایا سبق پڑھو ۔ میں نے شروع کیا ۔ ترتیب اس میں تھی من
الصحاح روی عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم انه قال ان فاتحة الكتاب واٰية الكرسي والاٰيتين
من اٰل عمران شهد الله الى قوله عند الله الاسلام وقل اللهم
مالك الملك الى بغير حساب ما بينهن وبين الله حجاب قلن
تهبطنا الى ارضك والى من يعصيك قال الله سبحانه بي
حلفت لا يقرءكن احد دبر كل صلوٰة الا جعلت الجنة مثواه
على ما كان فيه والا اسكنته حظيرة القدس والا نظرت اليه
كل يوم سبعين نظرة والا قضيت له كل يوم سبعين حاجة
ادناها المغفرة والا اعيذ به من كل عدو والا نصرته منه یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک فاتحۃ الکتاب اور
آیۃ الکرسی اور دو آیہ مذکورہ آل عمران کی، ایک تو شہد اللہ عند اللہ الاسلام
تک اور دوسری قل اللہم حساب تک۔ نہیں ہے درمیان اُن کے اور
درمیان اللہ تعالےٰ کے کوئی پردہ، خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں
میں آواز پیدا کیا۔ تو ان آیتوں نے بزبان حال کہا۔ کہ یا رب تو ہم
کو اتارتا ہے طرف اپنی زمین کے اور طرف اُس کے کہ تیری
نافرمانی کرتا ہے۔ اس جگہ خبر دیا کہ یہ آیتیں بدرقۂ ایمان میں داخل
ہیں اور جو کوئی پڑھے وہ مقرب ہو جاوے جب ان آیتوں نے
ایسا کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں
کہ نہیں پڑھیگا تم کو کوئی بعد نماز کے مگر میں اُس کو چھ چیزیں دوں گا ایک
یہ ہے کہ کروں گا بہشت جگہ اُس کی ہر اُس چیز پر کہ جو اس میں ہو دوسرے

یہ ہے کہ لیجاؤں گا اُس کو اعلیٰ منازل فردوس میں تیسرے یہ ہے کہ
دیکھونگا طرف اُس کے ہر روز ستر بار رحمت کی نظر سے چوتھے یہ ہے
کہ پوری کروں گا ہر روز اُس کی ستر حاجتیں کم تر اُن کا مغفرت ہے پانچویں
یہ ہے کہ نگاہ رکھوں گا اس کو ہر دشمن سے، چھٹے یہ ہے کہ نصرت دونگا
اُس کو اُس دشمن سے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بعد ہر نماز کے
بلا فرقہ ایمان ہمیشہ پڑھو دعا کو پڑھتا ہے اور یہ آیتیں بد فرقہ ایمان میں داخل
ہیں ایضاً فرمایا صحاح میں ہے من قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ
کل یوم مائۃ مرۃ استغنی بھا وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الحول
ولا قوۃ الا باللہ کنز من کنوز اللہ بیان العلی العظیم مروی نہیں
ہے یعنے جو کوئی سو بار ہر روز لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے تو وہ تونگر
ہو جاتے اور یہ بھی مروی ہے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایک خزانہ ہے
اللہ کے خزانوں سے، اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو کیونکہ دعا گو
ہمیشہ ہر روز کہتا ہے۔ تم بھی کہو مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
کہ ایک دن شیخ جمال الدین کے مریدوں میں سے ایک مرید آیا۔ اس
نے عرض کیا کہ میں متاہل اور محتاج ہوں شیخ نے اُس سے فرمایا کہ تو
ہر روز سو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کر بے ناغہ ہمیشہ کہہ۔ اُس نے
اس کا ورد کیا۔ بعد چند روز کے وہی مرید خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا
کہ میں مستغنی ہو گیا۔ خدائے تعالیٰ غیب سے پہنچاتا ہے۔ خوش رہتا ہوں
یہ ہے برکت کلمہ مجید کی حکایت ایک دن ایک لشکری شیخ کی خدمت

ف: فضیلت لاحول ولا قوۃ الا باللہ

میں آیا۔ عرض کیا کہ میں کوئی کسب و کام نہیں جانتا ہوں محتاجی سے
عاجز رہا ہوں۔ شیخ نے اُس سے بھی فرمایا کہ تو سو بار لاحول ولاقوۃ
الا باللہ کا ہمیشہ ورد کر۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مستغنی ہو گیا ایضاً فرمایا
الزهد فی الزهد والتوکل فی التوکل زہد در زہد یہ ہے کہ زہد سے
ترک نظر کرے تاکہ عجب میں نہ پڑ جائے اور بڑائی نہ کرے کہ
میں ایسا زاہد ہوں اور توکل در توکل کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس پر
نظر نہ کرے کہ میں متوکل ہوں کیونکہ یہ بات پندار لاتی ہے بلکہ خود کو
درمیان میں کچھ نہ دیکھے سب انعام و توفیق طرف سے اللہ تعالیٰ
کے جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ
اور فرماتا ہے ما زکی منکم من احد ولکن اللہ یزکی من یشاء

اٹھارہویں ماہ ذیقعد شب یکشنبہ تہجد کے وقت

قصیدۂ لامیہ کا سبق ہوتا تھا یہ فقیر اپنے حجرے سے حجرۂ مخدوم میں
حاضر تھا سبق اس جگہ پہنچا تھا۔

وغیر ان المکون لا کشئ   مع التکوین خذہ لا احتمال

فرمایا کہ لفظ مکون اسم مفعول ہے اور یہ صفت ہے مخلوق کی۔ اور
تکوین مصدر بمعنی فاعل ہے اور یہ صفت ہے خالق کی یعنی مخلوق نہیں
ہے مثل کسی چیز کے ساتھ خالق کے۔ یعنے اہل سنت و جماعت کہتے
ہیں کہ مخلوق غیر صفت خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس کمثلہ

شئ وھو السمیع البصیر یعنے نہیں ہے مانند اُس کے کوئی چیز اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔ نسبت نہ کرے خالق کی کسی مخلوق کے جو کہ عالم میں ہے ساتھ خالق کے۔ اگر کریگا۔ تو تشبیہ ہو جائے گی۔ اور تشبیہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں ہے۔ یہ قول اہل بدعت کا ہے۔ یا مذہب خذلہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ خدا جوہر ہے اس طائفے کا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص عمل کرے تو وہ عمل غیر ہے اُس شخص کا اسی طرح اس جگہ صنع غیر ہے صانع کا بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

وان السحت رزق مثل حل ۔۔۔ وان یکرہ مقالی غیر قال

السحت الحرام فرمایا کہ اس جگہ ایک سوال آتا ہے کہ حرام مثل حلال کے ہے۔ حالانکہ درمیان حرام و حلال کے بہت فرق ہے۔ جواب فرمایا کہ رزق الحرام مثل رزق الحلال من جہۃ التغذی لا من جہۃ التشبیہ یعنے رزق حرام مثل رزق حلال کے ہے جہت غذا سے، نہ جہت تشبیہ سے الرزق ما یتغذی بہ یعنے رزق وہ ہے کہ جس سے غذا کی جائے یا۔ مذہب کہتے ہیں کہ حرام رزق نہیں ہے۔ اور مقدر نہیں ہے۔ خود بندے نے اپنے اختیار سے حرام کیا ہے۔ اس گروہ کا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا والرزق ما یتغذی بہ رزق یہی غذا ہے حلال ہو یا حرام بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

وفی الحداث عن توحید ربی ۔۔۔ سیبلی کل شخص بالسوال

حرام رزق ہے یا نہیں

ای سوال القبر عن توحید اللہ تعالیٰ حق من کل شخص مومنا
کان او کافرا صالحا کان او فاسقا صغیرا کان او کبیرا عاقلا
کان او مجنونا الاجداث ای القبور قولہ تعالیٰ لا یسال عما
یفعل وھم یسألون حرف سین واسطے تاکید کے ہے جیسے کہ لام
ابتدا واسطے تاکید کے آتا ہے یعنے سوال قبر کا سب پر حق ہے
ایک عزیز نے پوچھا کہ لفظ کل کا واسطے احاطہ افراد کے ہے ہیں
بچوں اور نبیوں سے کیونکر پوچھیں گے۔ وہ تو معصوم ہیں جواب فرمایا
الصغائر یسألون لتعظیم البشر لانہ حیوان ناطق والسوال للحیوان
غیر الناطق والاصح ان الانبیاء لا یسألون لان السوال لاثبات
الحجۃ وھم حجۃ اللہ فلا یسألون قال بعضھم الانبیاء لا یسألون
عن التوحید ولکن یسألون علی ماذا ترکتم امتکم لقولہ تعالیٰ
واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین اثنین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی
ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما
فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت
لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم
شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم
وانت علی کل شئ شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم
فانک انت العزیز الحکیم یعنے بچوں سے سوال ہوگا واسطے تعظیم بشر کے

[illegible]

کیونکہ وہ حیوان ناطق ہے اور حیوان غیر ناطق سے سوال نہیں ہوتا۔
اور صحیح تر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال نہیں کیا جاتا ہے
اس لئے کہ سوال تو واسطے اثبات حجت کے ہے اور وہ خود اللہ
تعالیٰ کی حجتیں ہیں۔ پس وہ سوال نہ کئے جائیں بعض نے کہا کہ
انبیاء علیہم السلام توحید سے نہیں پوچھے جائیں گے لیکن اُن سے
اس بات کا سوال ہوگا کہ تم نے اپنی امتوں کو کس چیز پر چھوڑا کیونکہ
اللہ سبحانہ کا قول پاک ہے۔ جس وقت فرمایا اللہ نے کہ اے
عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ ٹھیراؤ تم مجھ کو
اور میری ماں کو دو معبود، حضرت عیسیٰ نے کہا۔ تو پاک ہے
مجھے سزاوار نہیں ہے کہ میں وہ بات کہوں جو کہ مجھے لائق نہیں
ہے اگر میں نے اس کو کہا ہے تو ضرور تو اس کو جانتا ہے تو جانتا
ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا ہوں جو تیری ذات
میں ہے بیشک تو ہی غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے
میں نے اُن سے نہیں کہا مگر وہی کہ جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا کہ تم
پوجو اللہ کو جو کہ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے اور تھا میں اُن
پر گواہ جب تک کہ میں اُن میں تھا پھر جب تو نے مجھے وفات
دی تو تو ہی تھا اُن پر نگہبان۔ اور تو ہر شے پر گواہ و حاضر ہے اگر تو اُن کو
عذاب کرے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو اُن کو بخش دے
تو مقرر تو ہی ہے بلے حکمت دانشوار کا۔ اور بچوں اور دیوانوں سے سوال

کریں گے اگرچہ وہ مخاطب نہیں ہیں۔ واسطے تعظیم کے، اسلیئے کہ
حیوانات غیر ناطق سے سوال نہیں ہے میں اس بات کا سماع
رکھتا ہوں دوسری وجہ یہ ہے تاکہ فرشتے جانیں جس جگہ پہنچے جواب
دیویں تو بڑے بطریق اولیٰ جواب دیں گے اسی درمیان میں ایک
یار نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم فرزند ارجمند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم رضی اللہ عنہ کو جس وقت قبر میں رکھا، تو سوال قبر کا شروع ہوا۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے تھے من ربک
قال ربی اللہ ربکم یعنے اُن سے پوچھا کہ کون ہے تمہارا رب،
تو انہوں نے کہا کہ رب میرا اللہ ہے۔ اور رب تمہارا بھی۔ جب اُس
جگہ پہنچے کہ ومن نبیک یعنے تمہارا نبی کون ہے تو انہوں نے
توقف کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین کی یاد دلائی
قل نبیی ابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اے میرے
فرزند تو کہہ دے کہ نبی میرے والد میرے محمد رسول اللہ ہیں یہ بات
واقع میں تھی جواب فرمایا کہ ہاں میں اس کا سماع رکھتا ہوں آپ نے ایک
یہ بیت پڑھی ؎

وللکفار والفُسّاق بعضاً عذاب القبر من سوء الفعال

فرمایا کہ لام تخصیص کا ہے، یعنے خاص واسطے کفار اور بعض فاسقوں
کے بسبب بدکرداری کے عذاب قبر کا حق ہے فرمایا الفعال هنا
بکسر الفاء یستعمل فی الشر بفتح الفاء یستعمل فی الخیر یعنے لفظ

تعالیٰ اس جگہ بکسرۂ فا تفسیر میں مستعمل ہے اور بفتح فا خیر میں مستعمل ہوتا ہے
میں اس بات کا سماع رکھتا ہوں۔ اور کفار جمع کافر کی ہے جیسے
فساق جمع ہے فاسق کی۔ بعض کی قید اسلئے لگائی کہ شاید بعض فاسقوں
کے واسطے کسی بزرگ کی شفاعت مقبول ہوگئی ہو۔ یا کوئی عمل ان
سے ہوا ہو۔ اور وہ مقبول ہوگیا ہو۔ یا یہ کہ خود حق تعالیٰ عفو فرمائے۔
بدمذہب کہتے ہیں کہ عذاب قبر کا نہیں ہے۔ آدمی جب مرجاتا ہے
تو جماد ہوجاتا ہے جماد کو کیا عقوبت کریں۔ یہ گروہ اور ان کا قول باطل
ہے صحیح قول اہل سنت وجماعت کا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ عذاب قبر
اور اس کی کیفیت میں مشغول نہ ہوں۔ وہ لوگ جس طرح کہ عذاب
قبر کے منکر ہیں اسی طرح سوال قبر کے بھی منکر ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ
ایک شخص یہودی قبروں میں جاتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک یہودی
کی قبر سے سر دکھائی دیتا ہے۔ تمام گوشت و پوست اس کا ریزہ ریزہ
ہوگیا ہے۔ وہی ہڈی باقی رہ گئی تھی وہ اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے
آتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
دیکھا۔ تو وہ ان سے نزدیک ہوا پوچھا۔ یا علی تم کہتے ہو کہ عذاب قبر
کا حق ہے۔ اور وہ لوگ آگ میں جلتے ہیں۔ یہ سر ہے ایک یہودی
کا میں اس کو پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے بزرگوں میں سے تھا۔ کچھ
بھی نشان اس میں ظاہر نہیں ہے۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے
تامل کیا۔ اور اس یہودی سے فرمایا کہ دو پتھر ہاتھ میں رکھ اور لے آ وہ یہودی

دو پتھر لے آیا حضرت امیر نے فرمایا کہ ان دونو پتھروں کو ایک کو دوسرے پر مار۔ اس نے مارا تو آگ کا شعلہ نکلا۔ یہ بات واقعی ہے کہ جب ایک پتھر کو دوسرے پر مارتے ہیں تو آگ کا شعلہ نکلتا ہے۔ پس حضرت امیر نے فرمایا اے فلاں جس طرح کہ حق تعالیٰ نے پتھر میں آگ کو پوشیدہ رکھا ہے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ اسی طرح آگ کا عذاب بھی قبر جانتا ہے۔ کہ جلتا ہے اور ظاہر میں کچھ اثر پیدا نہیں ہے۔ پھر جب تو مریگا تو تو بھی جان لے گا۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ جب دعا گو مکہ و مدینہ مبارک میں گیا تو ساری کتابیں جو میں نے پڑھی تھیں اُنکا اعادہ کیا۔ پھر از سیر نو اُن کو پڑھا۔ اسلیے کہ سبق وہی شخص دیتا ہے کہ جو اسناد رکھتا ہے۔ اُستادوں سے تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آرزو رکھتا ہوں کہ تو اس جگہ جتنی کتابیں میرے روبرو پڑھ لے۔ میں سماع رکھتا ہوں۔ سیلے سماع کے کچھ نہیں ہے اور ان کتابوں کے نام لیے۔ کہ جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم موطائے امام مالک۔ صحیح حنبل۔ صحیح ابو عبداللہ الحکیم الترمذی۔ صحیح امام بیہقی۔ یہ سب علم حدیث شریف ہے۔ خارج از ہفت صحاح کے بعد اسکے فرمایا المؤمن حلوی فرمایا حدیث صحاح کی ہے۔ میں سماع رکھتا ہوں المؤمن حلوی ای خلقی یعنے مومن با خلق ہوتا ہے نہ کہ یہ شیرینی خوار مراد ہے

اٹھارہویں ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حقیر سے خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا ایک بار شیخ کبیر کے

اوراد خدمت میں پڑھتا تھا۔ ذکر مضمضہ و استنشاق کا تھا فرمایا کہ المضمضۃ من حیث الاصطلاح تحریک الماء فی الفم ثم اخراجہ والاستنشاق جذب الماء فی الانف ثم اخراجہ یعنے مضمضہ اندروسئے اصطلاح کے ہلانا پانی کا ہے موہنہ میں پھر اُس کا نکالنا اور استنشاق جذب کرنا پانی کا ہے ناک میں پھر اُس کا نکالنا۔ فرمایا فرزندم اس کو لو۔ دعاء اور نفی اس جگہ پہونچی۔ حاسبنی حسابا یسیرا فرمایا الحساب الیسیر ما لیس فیہ شدۃ یعنے حساب یسیر یہ ہے کہ اس میں سختی نہ ہوئیں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے سنا ہے کہ یہ دعا شیخ الشیوخ نے برسبیل تواضع کے ہے یعنے میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ مجھ پر آسان حساب کریں۔ اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ حدیثوں میں ہے کہ جو ایسا کرے تو اس پر حساب نہیں ہے۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من[1] قال لا الہ الا اللہ خالصا مخلصا دخل الجنۃ بلاحساب ھذا یعنے جو شخص کہ لا الہ الا اللہ خالصا مخلصا کہے تو وہ بدون حساب عذاب کے جنت میں داخل ہو جواب فرمایا کہ بعض خاص بندے خدا کے ہیں

---

[1] یہ حدیث شریف جامع صغیر میں بایں لفظ ہے (من قال لا الہ الا اللہ مخلصا) قال المناوی وفی روایۃ صدقا وفی روایۃ من قلبہ (دخل الجنۃ) قال المناوی ثم ان ھذا وما قبلہ مشروط بسلامۃ العاقبۃ (البزار عن ابی سعید) قال العلقمی بجانبہ علامۃ الصحۃ انتھی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ۱۲

کہ ان کا حساب نہیں کرتے ہیں نہ ان کا حساب ہوتا ہے لیکن حساب
حق ہے۔ اگر کسی سے آسان حساب لیں تو گویا ایسے معنی ہیں سے کہ
حساب ہی نہیں لیا۔ جب دعا اوراد کی اس جگہ پہونچی کہ اَللّٰھُمَّ فُكَّ رَقَبَتِيْ
مِنَ النَّارِ یعنی اے اللہ تو میری گردن آگ سے چھڑا دے تو فرمایا لفظ فک
متعدیۃ من نصر ینصر ولا مضاعف فی باب ضرب الا لازم مثل
حَبَّ یَحِبُّ وَفَرَّ یَفِرُّ یعنی فک متعدی ہے باب نصر ینصر سے اور باب
ضرب میں مضاعف نہیں ہے مگر لازم، جیسے کہ حب یحب اور فر یفر
پس اس فقیر سے فرمایا فرزند من والعقا فرمایا من اشتغل بما لا یعنیہ
ای لا ینفعہ ولا یضرہ یعنی جو شخص کہ مشغول ہو اس چیز میں کہ جو اس کو نہ
نفع دے نہ نقصان پہونچائے جیسے مباحات تو فوت ہو جائے گی
اس سے وہ چیز کہ جو اس کو نفع دے جیسے سنت و مستحب یعنی جو شخص
کہ مباح میں مشغول ہوئے تو اس میں ثواب و عقاب برابر ہے نہ ثواب
ہے نہ عقاب اس قدر وقت کہ مباح میں مشغول ہوگا سنت و مستحب
اس سے فوت ہو جائیگا۔ کہ جس میں محض ثواب تھا۔ مناسب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چاہتے
تھے کہ ذکر کریں کلمہ لا الہ الا اللہ کا۔ رہ گئے نہ کہہ سکے۔ پوچھا کہ اے امام
مسلمانوں کے، تم چاہتے تھے کہ ذکر کرو کیوں رہ گئے جواب دیا کہ ایک
دن میں نے حالت صغر میں ایک کلمہ منجملہ مباحات کے کہا تھا۔ وہ یاد
آگیا کہ میں نے کیوں کہا۔ میں اس کے فکر میں تھا۔ اس بارگاہ کی شرمندگی

آئی فکر کی مانع ہو گئی قولہ تعالیٰ وتقولون علی اللہ ما لا تعلمون
یعنے تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جس کو تم جانتے نہیں ہو۔ فرمایا جہاں
کہ حالت صغر میں کوئی بات کہے اس سے ترحم کریں تو اُس شخص
کی خرابی ہے کہ حالت بلوغ میں نالائق باتیں بکے اور نالائق
کام کرے ترحم نہ رکھے اور یہ بیت فرمائی جو کسی دیوانے سے سُنی ؏
ترحم تدارمی کہ گندہ سے کنی نامہ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نمکند با سگ بیگانگاں آنچہ تو با حضرت حق مے کنی
فرمایا کہ ان ذنوب بنی آدم علی اقوالھم یعنے گناہ بنی آدم کے
ان کی باتوں پر ہیں۔ اور یہ بیت عربی پڑھی ؎
احفظ لسانک لا تقول فتبتلی ان البلاء موکل بالمنطق
یعنے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ تو نہ کہے کہ مبتلا ہو جانے کیونکہ مبتلا
بلا مقرر کی گئی ہے ساتھ بات کرنے کے زبان سے کوئی بات
ایسی نکل جاتی ہے۔ کہ کفر لاحق ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ولقد قالوا
کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم یعنے البتہ کہا انہوں نے کفر
کا کلمہ کہا اور کافر ہوئے بعد اسلام لانے کے۔ فرمایا کہ فرزند من یہ
تاریخ لکھ لو اتفاقاً روز مذکور یک شنبہ بعد نماز ظہر کے یہ فقیر حجرے
سے خدمت میں حاضر تھا۔ مخدوم کے پوتے سید ما یاطال عمرہ خدمت
میں قرآن شریف کا سبق پڑھتے تھے۔ اس آیت میں پہونچے تھے۔
وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان اللہ غفور رحیم فرمایا الحمد

عبارت از یکان یکان شمردن والاحصاء سر جملہ شمردن یعنی علماء
زبان عربی میں ایک ایک گننے کو کہتے ہیں۔ اور احصاء سر جملہ کے
شمار کرنے کو بولتے ہیں۔ یعنی اگر تم اللہ کی نعمتوں کو ایک ایک شمار
کرو تو سر جملہ کو شمار نہ کر سکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی کوئی حد گنتی
نہیں ہے۔ بسبب اس کی کثرت کے لیے اس کے فرمایا کہ اِنْ
حرف شرط ہے اور تعدوا فعل شرط ہے۔ اصل میں تعدون ہے
نون کا گرانا علامت جزمی ہے۔ اسلئے کہ ان شرطیہ فعل وجزا کو
جزم دیتا ہے اور نعمۃ اللہ مضاف ومضاف الیہ ہے لاتحصوھا
میں لا نہی کا نہیں ہے۔ لا نفی کا ہے۔ یہ جزا ہے شرط کی اصل
میں لاتحصون تھا۔ نون کو حذف کر دیا۔ کیونکہ شرط کی جزا واقع ہوا
ہے۔ حرف شرط فعل وجزا اتے فعل کو جزم دیتا ہے اس جگہ
علامت جزمی سقوط نون ہے۔ اسلئے کہ جمع ہے تا کہ کوئی وہم
کرنے والا وہم نہ کرے کہ یہ لا نہی کا ہے۔ اور اِن بھی جازم ہے
اور فعل مجزوم اس نوع کا نہیں ہے فقال بعضھم وان تعدوا
نعمۃ اذہبی ای فتیتم اس فقیر سے فرمایا فرزندمن بولیس ایضاً ذکر اس
بات کا نکالا کہ قیامت کے دن فرزندوں کو ماؤں کی طرف
نسبت کرینگے۔ میں نے اس طرف کے محدثوں سے دو قول سنے
ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہت سے
بنام والدہ پکاریں گے یا عیسیٰ بن مریم دوسرا قول یہ ہے کہ ولد الزنا

کا ستر ہو جائے تاکہ کوئی نہ جانے کہ یہ ولد الزنا ہے حق سبحانہ وتعالٰی حرامزادے کا ایسا ستار ہے۔ اکثر محدث قول اول پر ہیں پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من اس کو لکھ لو۔

انیسویں باب مذکور روز دوشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر مجرد سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق فرماتے تھے۔ گفتگو اس میں تھی علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین علم الیقین یہ ہے کہ ایمان بغیب لائے کہ خدائے تعالیٰ ایک ہے اور فرشتے اسکے بندے ہیں۔ اور ہرگز گنہگار نہیں ہوتے ہیں سب وقت فرمانبردار رہتے ہیں۔ اور اس کی کتابیں سچی ہیں۔ اور پیغمبر علیہم السلام خلق کے واعظ وناصح ہوئے ہیں اور قیامت کا دن آنے والا ہے۔ اور بہشت ودوزخ وعرش وکرسی ولوح وقلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان وموجودات کا صانع ہے جہت کی طرف نظر کریں کہ یہ بنائے ربانی ہے۔ اور عین الیقین یہ ہے کہ کائنات کا اس کو معائنہ و مکاشفہ ہو جائے۔ اس کو دیکھے جس چیز کو کہ علم سے جانتا تھا اسکو معاینتہ دیکھے۔ یہ مرتبہ دوسرا بالاتر اول سے ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو ایک دن اپنی دادی کے بہن کے گھر گیا تھا۔ وہ اور ان کے خاوند مولانا عبد اللہ دونوں ایک جگہ بیٹھے ہوتے تھے۔ میں بھی گیا۔ اور بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ مولانا عبد اللہ ج

ناگاہ روبرو سے غائب ہو گئے۔ لحظہ بھر کے بعد پھر ظاہر ہو گئے ان کی
بی بی نے کہا کہ تم کہاں گئے تھے۔ جانے کا دروازہ تو بند کر دیا ہے
اگر تم کہہ دو گے تو میں تم کو مہر بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ مہر گردن سے
اُترتا ہے کہہ دوں۔ کہا کہ میں آسمان پر گیا تھا۔ بہشت عنبر سرشت میں
پہونچا اور تخت پر بیٹھا۔ اور تمہارے واسطے بھی بشارت لایا ہوں۔
میں نے سنا کہ یہ محل واسطے تیرے اور تیری بی بی کے ہے۔ تم یہاں ایک
جگہ رہو گے۔ دعا گو نے بھی سنا۔ میں چھوٹا تھا میں نے یہ واقعات بہت
کچھ تحریر کئے ہیں یہ ہے .... کیا اونچے مرتبہ ہے علم کا اُن کے دل
میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معانی کا الہام ہوتا ہے سوائے اُن
معانی کے جو لوح محفوظ میں لکھ رکھے ہیں۔ مناسب اس کے حکایت
بیان فرمائی کہ دعا گو مکہ مبارک میں سات برس مجاور رہا۔ ایک عزیز
دانشمند و محدث و فقیہ سات برس ہر روز وعظ کہتا۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر
بیان کرتا تھا۔ وہ پوری نہ ہونے پائی تھی کہ دعا گو اُس کو ویسا ہی چھوڑ آیا۔
حکایت ایک دن شیخ عارف صدر الحق والدین خدمت میں شیخ
کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے آئے۔ اور عرض کیا کہ بابا ہر روز جب میں سورہ
فاتحہ پڑھتا ہوں، تو دوسرے معانی میرے دل میں واقع ہوتے ہیں
سوائے اُس کے کہ جو اس سے پہلے تھے۔ اگر حکم ہو تو میں لکھوں۔ شیخ
نے فرمایا مت لکھو فتنہ ہوگا۔ لوگ اُن کو نہ سمجھیں گے تو انکار کریں گے۔
اور وہ معانی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ہونگے پس لوگ گمراہی میں پڑ

جائیں گے۔ حکایت ایک عزیز محدث فقیہ مسافر اُچہ میں اندر خانقاہ مخدوم والد قدس اللہ سرہ کے مقیم ہوا۔ اور چند مدت رہا۔ دعا گو نے اُس سے مصابیح اور کتب دیگر کا سماع کیا۔ اُس نے سات جلد قرآن شریف کی تفسیر معانی من اللہ سے کی اور جب میں نے شیخ صدرالدین کی حکایت اُس سے بیان کی تو اُس نے تفسیر کرنا چھوڑ دیا۔ اور ساتوں جلدیں دعا گو کو دے دیں۔ اور مسافر ہو گیا۔ اب تک وہ جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ فرمایا کہ یہ معانی واسطے ذات عالم کے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عامی شخص ذرا سے علم کے ساتھ مشغول ہو گا۔ تو اُس کو مکاشفہ ہو جائیگا۔ لیکن ان معانی کا الہام نہ ہو گا۔ کیونکہ علم وراثت کا موقوف ہے علم دراست پر یعنے انبیاء علیہم السلام کا علم موروث اولیائے کرام کو نہیں پہونچتا ہے۔ جب تک کہ اُن میں علم فقہ و اصول فقہ و علم کلام کا نہ ہو معانی کا الہام اسلئے نہیں ہوتا ہے کہ علم طریقت و حقیقت موقوف ہے علم شریعت پر جب تک شریعت کو خوب نہ جانے گا تب تک طریقت و حقیقت کو کہ مرتبے ہیں اس سے بڑھی ہوئی ہیں کب جانے گا ہرگز نہ جانے گا جس وقت یہ علم جان لیا تو انبیاء علیہم السلام کے اتباع و پیروی کرنے والوں کو علم موروث پہونچتا ہے۔ وھو ترک الدنیا مع الاٰخرۃ واختیار المولیٰ بکلیتہ یعنے علم موروث چھوڑنا دنیا کا ہے مع آخرت کے، اور بالکل اختیار کرنا ہے مولے کا اور علم سلوک علم

۹. [illegible]

موروث ہے اور علم شریعت ایسا ہے جیسا کہ درخت کا میوہ اور علم طریقت ایسا ہے جیسا کہ مغز میوے کا۔ یہ غلط ہے پس عامی شخص اگر مشغول ہوگا تو صاحب کشف ہو جائیگا۔ لیکن ان معانی کا الہام اس کو نہ ہوگا، یہ الہام عالم ہی کے ساتھ خاص ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عامی شخص شیخ عبداللہ کا مرید تھا وہ مشغول ہوا۔ اُس کو مکاشفہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک دن کسی قاری نے قصہ اصحاب کہف میں یہ آیت شریف پڑھی ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم یعنے کہتے ہیں کہ اصحاب کہف سات آدمی ہیں اور آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ تو اس مرید عامی صاحب کشف نے کہنا شروع کیا کہ یہ ایک غار ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ سات جوان اُس غار میں ہیں۔ اور آٹھواں ان کا کتا آگے دروازے کے ہے یہ قاری متعلم یعنے طالب العلم تھا۔ اس نے کہا کہ تو کافر ہو گیا۔ اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ نے تو یوں فرمایا ہے قل ربی اعلم بعدتھم یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو کہہ دو کہ میرا رب اُن کی گنتی کو خوب جانتا ہے۔ یعنے دوسرا کوئی نہیں جانتا ہے۔ شیخ کے پاس خبر کسی نے کی کہ تمہارا فلاں مرید کافر ہو گیا ہے۔ کفر کا کلمہ بکتا ہے۔ شیخ نے کہا وہ کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک غار دیکھتا ہوں۔ سات جوان اس کے اندر ہیں اور آٹھواں کتا ہے۔ شیخ نے فرمایا وہ کفر نہیں بکتا ہے سچ کہتا ہے۔ اس کو مکاشفہ ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ کا قول

پاک ہے۔ ما یعلمھم الا قلیل یعنے نہیں جانتے ہیں ان کو مگر تھوڑے لوگ ہیں یہ مرتبہ بھی مجملاً نہیں تھوڑے لوگوں کے ہے وہ پچ کہتا ہے تیسرا حق الیقین ہے وھو اطلاع القلب علی اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو دل کی آنکھ سے دیکھیں۔ یہ حق الیقین ہے اکثر اوقات نماز میں دیکھتے ہیں اور غیر نماز میں بھی اور سر کی آنکھ سے بہشت میں دیکھیں گے۔ کتب تفسیر و علم کلام میں لکھا ہے کہ بعض لوگ تو اللہ تعالیٰ کو بعد ایک ہفتے کے دیکھیں گے۔ اور بعض ہفتے میں دو بار زیارت سے مشرف ہوں گے۔ اور بعض ہر روز ایک بار دیدار فائض الانوار سے شرف اندوز ہوں گے۔ اور بعض اولیائے کرام پروردگار عالم کو ساعت بساعت دیکھیں گے۔ ان کا حظ وبہرہ یہی دیدار پرانوار ہوگا بہشت کے سارے تنعم و عیش و آرام کو بھول جائیں گے الادنی متروک بالاعلیٰ یعنے کمتر شے بہتر چیز کے سبب سے چھوڑ دی جاتی ہے اور یہ بیت فرمائی ؎

یراہ المومنون بغیر کیف	وادراک وضرب من مثال
فینسون النعیم اذا راوہ	فیا خسران اھل الاعتزال

فرمایا قولہ تعالیٰ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور فرمایا الادراک رؤیتہ الشیٔ مع الجوانب والجھات واللہ تعالیٰ متعالٍ عن ذلک فیری بغیر الادراک والابصار یعنے اللہ تعالیٰ کو بینائیاں نہیں پاتی ہیں اور وہ پاتا ہے بینائیوں کو اور ادراک دیکھنا شے کا ہے

مع جانبوں جہتوں طرفوں کے، اور اللہ سبحانہ اس سے برتر و پاک ہے پس وہ بغیر ادراک و ابصار کے دکھائی دیگا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں لکھ لو اس کو کم کوئی جانتا ہے۔

نماز دیدار پروردگار حق سبحانہ و تعالیٰ در خواب

ایضاً فرمایا حدیث صحاح کی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صلی بین الظهر والعصر رکعتین فی یوم الجمعة مسافرا کان او مقیما صحیحا کان او مریضا عبدا کان او حرا رجلا کان او امرأة سواء کان ادرک الجمعة او لم یدرک تجب الجمعة او لم تجب یقرأ فی الرکعة الاولی بعد الفاتحة آیة الکرسی مرة وسورة الفلق خمسا وعشرین مرة وفی الرکعة الثانیة بعد الفاتحة سورة الاخلاص مرة والناس خمسا وعشرین مرة وفی روایة فیهما خمس عشر مرة واذا فرغ من الصلوٰة یقول لاحول ولا قوة الا باللہ العظیم خمسین مرة لم یخرج من الدنیا حتی یری مکانه فی الجنة الخ۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ بندے نے یہ حدیث شریف حضور کے روبرو پڑھی ہے ایس دیری ربہ فی المنام بھی ہے۔ فرمایا ہاں تو خوب یاد رکھتا ہے۔ یہی حدیث اس بات کی حجت ہے کہ اللہ سبحانہ کا دیکھنا دنیا میں بحالت خواب ثابت ہے۔ پھر اس فقیر سے اور یاران دیگر سے فرمایا کہ ان دو رکعتوں پر مواظبت یعنی مداومت و ہمیشگی کرد۔ دعا گو ہمیشہ ان کو پڑھتا ہے۔ ایضاً ایک عزیز پیتل کا پیالہ خدمت میں نذر

لایا فرمایا کہ ہمارے مذہب پر اس میں کھانا درست ہے۔ خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فانہ یقول کالذہب والاحتیاط ان لا یاکل ولا یشرب فیہ یعنے اس میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ پیتل مثل سونے کے ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ اس میں نہ کھائیں پئیں۔ دعا گو نہیں کھاتا ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ نصیرالدین قدس اللہ سرہ پیتل کے پیالے میں پانی پیتے تھے۔ ایک دانشمند ان کے مجلس فیض منزل میں حاضر تھا عرض کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مذہب میں اس پیالے میں پانی پینا درست نہیں ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اپنے مذہب میں عمل کرتے ہیں۔ یعنے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایضاً فرمایا یکرہ مدّ الرّجل الی القبلۃ لانہ اساءۃ الادب الا ان یصلی المریض لانہ معذور فقہ میں لکھا ہے اذا تعذر علی المریض القعود استلقی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ واومی بالرکوع والسجود وان استلقی علی جنبہ ووجہہ الی القبلۃ واومأ جاز یعنے قبلے کی طرف پاؤں لمبا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ مگر بیمار کو قبلے کی طرف پاؤں لمبے کرنا درست ہے تا کہ توجہ حاصل ہو جائے فقہ میں یوں ہے کہ جس وقت بیمار کو بیٹھنا مشکل ہو تو چت لیٹ جائے اور اپنے دونوں پاؤں کو قبلے کی طرف کر دے اور رکوع سجدے کا اشارہ کرے اور اگر کروٹ پر لیٹے اور

اور اُس کا مونہہ طرف قبلہ کے ہو اور اشارہ کرے تو جائز ہے لیکن
دعاگو نے اُس طرف عجیب بات سُنی ہے کہ ہرگز ہندوستان میں
نہیں سنی تھی۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت بیمار کو لٹائیں تو اُس کے پاؤں
سمیٹ دیں اسلیئے کہ توجہ حاصل ہے۔ اسی درمیان میں ایک عزیز
استعمال کے واسطے پگڑی لایا۔ بیٹھے ہوئے اُس کو باندھتے تھے
اور فرماتے تھے کہ مجلس میں اگر کوئی شخص اس نیت سے بیٹھ کر
پگڑی باندھے کہ اگر میں کھڑا ہو جاؤں گا تو ساری مجلس والے کھڑے
ہو جائیں گے تو روا ہے .... ورنہ نہیں چاہیئے پھر
اس فقیر سے فرمایا فرزند من لکھ لو۔ ایضاً روز مذکور انیسویں ماہ
ذی قعدہ کو بعد نماز ظہر کے یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر
تھا۔ ایک عزیز قرآن شریف بآواز بلند پڑھتا تھا۔ ایک یار نے
پوچھا کہ قرآن شریف کا سننا اور چپ رہنا بر سبیل الاطلاق واجب ہے
یا مقید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا
له وانصتوا یعنی جب قرآن پڑھا جائے تم اس کو سنو اور چپ
رہو۔ جواب فرمایا قیل واجب فی الصلوٰۃ قال عبد الرحمن بن
عباس رضی اللہ عنہما انما نزلت ہذہ الآیۃ للصلوٰۃ خلف الامام
یعنی کہا گیا ہے کہ نماز میں واجب ہے عبد الرحمن بن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا کہ سوا اس کے نہیں کہ یہ آیت اتری ہے واسطے نماز کے
پیچھے امام کے۔ یعنی قرآن شریف کے سننے اور چپ رہنے کو نماز میں

واجب کہا ہے لیکن دعا گو نے اُس طرف عجب بات سُنی ہے۔
لو قرأ القاری من القران وجاء احد بعدہ وجب لہ الاستماع
والصمات وفی العکس لا یجب یعنے اگر قاری قرآن شریف پڑھتا
ہے اور کوئی شخص بعد اُس کے آیا تو اس شخص کے واسطے سننا اور چپ
رہنا واجب ہے۔ اور اگر برعکس اس کے ہے یعنے مثلاً قاری بعد
کو آیا اور ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو کسی شخص پر واجب نہیں ہے
کیونکہ وہ لوگ قاری سے سابق ہیں۔ لیکن درست تر یہ ہے کہ چپ
رہیں۔ اور اگر وہ لوگ چپ نہ رہیں گے تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ اذا
قرأ القران واحد لطمع الدنیا لا یجب الاستماع نقل من جامع
الفتاوی یعنے اگر کوئی شخص طمع دنیا کے واسطے قرآن شریف پڑھے
تو سننا واجب نہیں ہے۔ یہ بات جامع الفتاوی سے منقول ہے
پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من ان مسئلوں کو لکھ لو ایضاً فرمایا سبق پڑھو
تنبیہ اس میں تھی کہ خلوت اختیار کرنا ایک مسنون فعل ہے اسلئے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے حال میں کوہ حرا میں خلوت
فرماتے تھے۔ ہفتہ ہفتہ دس دس دن مہینہ مہینہ بھر حتی روی انہ کان
فی جبل حراء بالخلوۃ اربعینا یعنے یہاں تک روایت کیا گیا ہے
کہ آپ نے جبل حرا میں چالیس دن کا خلوت فرمایا تھا۔ اس فقیر
سے فرمایا کہ جیسے تم نے ہمارے ساتھ دو چلے کئے تاثیر خلوت
کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل انبیاء اور مرسل یعنے

پیغمبر اور مقتدا و پیشوا ہو گئے۔ اسی طرح اگر سالک خلوت کرے تو اس کو ثمرہ ولایت میسر ہو جائے کیونکہ نبوت تو ختم ہو چکی پس چاہیئے کہ خلوت اختیار کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پہاڑ میں کھانا پانی پہنچتا تھا آپ وہاں بفراغ دل مشغول رہتے۔ اس وقت اس پہاڑ میں ایک عورت رہتی ہے وہ ولی ہے مشغول ہے اس کو کھانا پانی پہنچتا ہے۔ بفراغ خاطر مشغول ہے شب جمعہ کو خانہ کعبہ میں آتی ہے۔ اور طواف کرتی ہے۔ دعا گو نے اس عورت کو دیکھا ہے کوہ حرا مکے سے دو کوس ہے۔ وہاں سے آتی ہے اور فرمایا جیسے کہ خدائے تعالیٰ ایک ہے اور دین ایک ہے اور ایمان ایک ہے اور پیغمبر ایک ہے تو شیخ بھی ایک چاہیئے اس کو سبب وصول اور مدد کی بخش جانے اور دوسرے مشائخ سے اعتقاد رکھے اور اپنے شیخ کو حسن اعتقاد بہتر جانے جیسے کہ دوسرے پیغمبروں کا منکر نہیں ہوتا ہے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر جانتا ہے۔ سارے پیغمبر علیہم السلام اصول دین اور ایمان کی جہت سے ایک ہیں تغیر فروع میں ہے لیکن احکام شریعت میں مثلاً چند چیزیں اور پیغمبروں کی امت پر حرام تھیں۔ اس امت پر حلال ہو گئیں اور چند چیزیں حلال تھیں وہ حرام ہو گئیں جیسے کہ غنیمت لڑائی کی پہلے ان سے حرام تھی۔ اس امت پر حلال ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً اس کی مثل اور بہت چیزیں ہیں اگر واسطے وعظ کے مشائخ دیگر سے

پاس جائے یا خرقہ تبرک وصحبت ومحبت کا پہنے تو درست ہے کیونکہ
خرقہ محبت کا خرقہ ارادت نہیں ہے۔ اور شیخ کی ارادت سے مرتد
نہ ہو جائے۔ کیونکہ واسطے مرتد طریقت کے رجوع نہیں ہے۔ اور
مرتد شریعت کے لئے رجوع ہے اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید
یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً شب بستم ماہ ذیقعدہ شب شنبہ تہجد کے وقت

یہ فقیر تہجد سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین
عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا۔ حدیث شریف یہ تھی۔ قولہ
علیہ السلام فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی وقولہ
علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء یعنے فضل عالم کا عابد عامی
پر مثل فضل میرے کے ہے میری امت پر اور علماء میراث وارہیں
انبیاء ع کے یعنے پیغمبروں کے فرمایا کہ مراد اس سے علمائے حقانی
ہیں نہ مجرد علماء جو کہ بیع وشرا جانتے ہیں جیسا کہ روایت کیا ہے
کہ بعض صحابہ جبکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس
آتے اور پوچھتے تو انس رض فرماتے سلوا مولانا الحسن رض فانہ قد
حفظ ونسینا لان الادنی متروک یا لاعلی یعنے تم مولانا حسن سے
پوچھو کیونکہ مگر اُنہوں نے یاد رکھا ہے۔ اور ہم بھول گئے جبکہ
حقائق میں مشغول ہوئے تو شرائع خاطر میں نہ رہی اگر کوئی شخص

معرفت وحقائق سے پوچھنا تو فی الحال بیان کر دیتے اس لئے کہ اس کے اہل تھے۔ فالعلم ثلثۃ علم الاقوال ھو الشریعۃ وعلم الافعال ھو الطریقۃ وعلم الاحوال ھو الحقیقۃ کما نطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی یعنی علم تین قسم ہے ایک تو علم اقوال یہ شریعت ہے۔ دوسرا علم افعال یہ طریقت ہے تیسرا علم احوال یہ حقیقت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں۔ اور حقیقت میرے احوال ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر بابا۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ چند حدیثیں فضل عالم کے واسطے "کثیر فائدے کی یہاں لکھی جاتی ہیں اول (فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی) قال المناوی قال الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اراد العلماء باللہ (الحرث) بن اسامۃ (عن ابی سعید) الخدری رضی اللہ عنہ دوسری (فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ای نسبۃ شرف العالم الی شرف العابد کنسبۃ شرف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی ادنی شرف الصحابۃ ان اللہ عزوجل وملائکتہ

واهل السموات والارضين حتى النملة في جحرها وحتى الحوت في البحر ليصلون على معلم الناس الخير، ولا رتبة فوق رتبة من يرحمه الله وتشتغل الملائكة وجميع الخلق بالاستغفار والدعاء له (ت عن ابي امامة) وهو حديث حسن صحيح (فضل العالم العامل بعلمه وكذا يقال فيما قبله وما بعده (على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب) المراد بالفضل كثرة الثواب الشامل لما يعطيه الله للعبد في الآخرة من درجات الجنة ولذاتها ومآكلها ومشاربها ومناكحها وما يعطيه الله تعالى للعبد من مقامات القرب ولذة النظر اليه وسماع كلامه (حل عن معاذ) بن جبل بحرتي (فضل العالم على العابد سبعين درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والارض) لان نفعه متعد بخلاف العابد (ع عن عبد الرحمن بن عوف) باخبري فضل المومن العالم على المومن العابد سبعون درجة) فيه الحث على تعلم العلم والاخلاص فيه (ابن عبد البر عن ابن عباس) واسناده ضعيف حميدي (فضل العالم على غيره كفضل النبي على امته) لانه وارثه وقائم مقامه في التبليغ والهداية (خط عن انس) رضي الله تعالى عنه سانوبي (فضل العلم احب الي من فضل العبادة) قال المناوي اي نفل العلم افضل من نفل العمل كما ان فرض العلم افضل من فرض العمل

(وخیر دینکم الورع) ای من ارفع خصال دینکم الورع (البزار
طس ک عن حذیفة) بن الیمان (ک عن سعد) بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی آلحدیث
(العلماء ورثة الانبیاء یحبھم اهل السماء) ای سکانھا من
الملائکة (وتستغفر لھم الحیتان فی البحر اذا ماتوا الی
یوم القیامة) وفی حیاتھم ایضا (ابن النجار عن انس) رضی اللہ
عنہ انتہی من شرح جامع الصغیر المذکور ایضا فرمایا کہ ہنسنا
تین قسم ہے - القہقہة والضحک والتبسم اما القہقہة فما هو
مسموع له ولجیرانه فانه محرم من الکبائر واما الضحک فما هو
مسموع له دون جیرانه وهو مکروه واما التبسم ما لم یکن مسموعا
له ولا لجیرانه فانه مباح وسنة یعنی ایک قہقہہ دوسرا ضحک ہے
تیسرا تبسم ہے قہقہہ وہ ہنسی ہے کہ ہنسنے والے کو اور اس کے
پڑوسیوں کو سنائی دے سو یہ حرام ہے منجملہ کبائر ہے ضحک یہ ہے
کہ اس شخص کو سنائی دے اس کے پڑوسیوں کو سنائی نہ دے اور یہ
گناہ ہے اور تبسم یہ ہے کہ اس شخص کو اور اس کے پڑوسیوں کو
سنائی نہ دے پس یہ مباح اور سنت ہے - اسی اثنا میں اس فقیر
سے اور یاران دیگر سے پوچھا کہ صبح نزدیک ہو تو سونا نہ چاہیئے ورنہ
سو جاؤں تاکہ دل کو نیند تکلیف نہ دے صبح کے وقت اٹھنا نہ پڑے
ورد نہ پڑھ سکوں گا - قولہ علیہ الصلوۃ والسلام نوم الصبح یمنع الرزق

یعنے صبح کی نیند رزق کو روکتی ہے۔

بیسویں ماہ مذکور روز سہ شنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا عبدالرحمٰن ظفاری دعوات بونی کا سبق خدمت میں پڑھ رہا تھا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو حاضر جاننے اُس کو نہ چاہیئے کہ ہو ہو کہے یہ خطاب تو غائب کا ہے۔ اُس کو تو چاہیئے کہ انت انت کہے۔ کیونکہ یہ حاضر کا خطاب ہے۔ اسی اثنا میں زائر لوگ پہنچے بعض نے تعلق و پیوند کا التماس کیا۔ فرمایا سبق کو موقوف رکھو کہ میں اُن کو توبہ کی تلقین کردوں۔ میں نے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین سے سنا ہے کہ توبہ میں توقف نہ کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے تو توقف نہ کرے اُسی وقت اسلام پیش کرے۔ اسی طرح اُسی وقت تلقین کرے۔ مگر جبکہ فوت فریضہ کا خوف ہو۔ پس توقف نہ چاہیئے۔ سبق کو موقوف رکھا۔ توبہ کی تلقین کردی۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندمن بگیر بدہ۔

ایضاً تزکیہ نفس کا ذکر نکلا

فرمایا اگر کوئی شخص کسی عالم سے فوق بیٹھ جائے۔ تو وہ کیا کچھ حکم دے یہاں تک کہ اگر وہ فرماندہ یعنے حاکم ہو تو انتقام لے۔ تزکیہ نفس کا ایک یہ ہے کہ جس جگہ بیٹھ جائے صدر و نعال اُس کے دل میں برابر ہو

شیخ جمال الدین قدس سرہ ہمیشہ صف نعال میں بیٹھتے تھے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے کوئی اور بزرگ ان کی زیارت کو آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اُن کے پہلو میں ایک مست بیٹھا تھا۔ وہ اُٹھا اور چلا گیا۔ ان بزرگ نے کہا کہ تم نے اس مست کو نہی منکر کا وعظ کیوں نہیں کیا۔ اُن بزرگوار نے جواب دینا شروع کیا کہ ہم اس مست سے بھی زیادہ تر مست ہیں۔ وہ مست تو شراب کا مست ہے۔ ہم حب دنیا کے مست ہیں۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سر ہے سارے خطاؤں کا۔ اگرچہ اُس کو نہی منکر کیا تھا۔ اور وہ حب دنیا کا مست نہ تھا لیکن تواضع وانکسار کیا۔ بزرگی نہیں کی۔ کہ میں زاہد ہوں۔ کیونکہ تکبر صفت ہے شیطان کی۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے کہ ابیٰ واستکبر یعنے شیطان نے آدم علیہ السلام کے سجدے سے انکار اور تکبر کیا اور خلق کرنا صفت ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں یوں خبر دی ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اس میں تین تاکیدیں ہیں اول تاکید یہ ہے کہ شروع میں حرف اِنّ آیا جو کہ واسطے تحقیق وتاکید کے ہے دوسری تاکید یہ ہے کہ حرف علیٰ پر لام تاکید کا آیا تیسری تاکید یہ ہے کہ خلق کی صفت عظیم آئی یعنے بیشک تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ بڑے خلق پر ہو۔

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ

عرض کرتا ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ ، فانہ یوقع فی الشبہات ثم فی المکروہات ثم فی المحرمات قال الغزالی رحمہ اللہ تعالی وکما ان حبہا راس کل خطیئۃ فبغضہا راس کل حسنۃ رھب عن الحسن البصری رضی اللہ عنہ (مرسلا) انتہی من شرح الجامع الصغیر للعزیزی ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے۔ جواب فرمایا لایجوز خاتم الذھب للرجال الا ان تکون الفضۃ غالبۃ او کان من ضرب النقرۃ یعنے سونے کی انگوٹھی مردوں کے واسطے جائز نہیں ہے ، مگر یہ کہ چاندی غالب ہو یا خالص چاندی کی ہو جیسا کہ کتاب منتقی میں مذکور ہے ۔

خاتم الفضۃ لاباس بہ ۔۔۔ وترکہ جزلۃ فاتبعہ
وجاز للامیر والکُتّاب ۔۔۔ لحاجۃ الختم علی الکتاب
وخاتم الحدید والنحاس ۔۔۔ والعُفر مکروہ لکل الناس

او کان من ضرب الفضۃ خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالی قُیّدَ بالرجال حتی یخرج النساء وفی الخبر المشہور ان یوماً خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی الصحابۃ فاشار الی الذھب والابریسم فقال ھذان محرمان لذکور امتی وحل لاناثھم یعنے خبر مشہور ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر

نکلے پس آپ نے اشارہ کیا طرف سونے اور ریشم کے پھر فرمایا کہ یہ دونو حرام کئے گئے ہیں واسطے میری امت کے مردوں کے اور حلال ہیں واسطے ان کی عورتوں کے پھر فرمایا فرزندمن ان فائدوں کو لکھ لو۔

ایضاً بدھ کی رات تہجد کے وقت اکیسویں ماہ مذکور

کو یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا ایک عزیز خدمت میں قصیدۂ لامیہ کا سبق پڑھتا تھا۔ نظم اس باب میں تھی ؎

حساب الناس بعد البعث حق　　فکونوا بالتحرز عن وبال

الوبال ای العقوبۃ قولہ تعالی ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم یعنے حساب لوگوں کا بعد بعث یعنے دوبارہ زندہ کرنے کے ثابت و راست و استوار ہے۔ پس تم عذاب سے ڈرو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بیشک طرف ہمارے ہے بازگشت اُنکی پھر بیشک ہمارے اوپر ہے حساب اُن کا۔ بعد اسکے یہ نظم پڑھی ؎

وحق وزن اعمال وجری　　علی متن الصراط بلا انتحال

وفی نسخۃ بلا احتمال یعنے راست و درست ہے تولنا اعمال کا اور چلنا پشت پر پل صراط کے بدول محال اور بے احتمال کے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا

فی جواب الاعمال

انفسھم بما کانوا بایاتنا یظلمون یعنے تولنا اعمال کا اُس دن حق ہے۔ پس جس شخص کے موازین بھاری ہوتے۔ سو وہی لوگ ہیں خلاصی پانے والے، اور جس کے موازین ہلکے ہوئے پس وہ وہی لوگ ہیں کہ نقصان کیا اُنھوں نے اپنی جانوں کا بسبب اُس چیز کے کہ تھے ساتھ نشانیوں ہمارے کے ظلم کرتے۔ فرمایا کہ میں نے اعمال کا تلنا تین طرح سنا ہے احدھا یوزن صحائف اعمالہ کل ما کتبت کراما کاتبون من الخیر والشر والثانی للمیزان کفتان یسمی لاحدھما کفۃ الحسنۃ والاٰخر کفۃ السیئۃ وان ثقلت کفۃ الحسنۃ ورجحت فقد افلح وفاز وان خفت کفۃ الحسنۃ وثقلت کفۃ السیئۃ فقد ھلک وخسر والثالث المیزان کفۃ واحدۃ یجعل المرء فیھا ان ثقلت الکفۃ فقد فاز وان خفت الکفۃ خسر یعنے وزن اعمال کے تین طریق بیان فرماتے۔ ایک طریق یہ ہے کہ اُس کے نامۂ اعمال تولے جائیں گے۔ ہر وہ چیز کہ جس کو کراماً کاتبین نے لکھا ہے بھلائی اور بُرائی سے، اگر نیکی کے صحیفے بھاری ہوئے تو چھٹ گیا۔ اور اگر ہلکے نکلے تو زیان کار ہوا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ترازو کے دو پلّے ہیں جیسے کہ ہوتے ہیں ایک پلّے کو نیکی کا پلہ کہتے ہیں اور دوسرے کو بدی کا پلہ، اگر نیکی کا پلّہ بھاری ہوا تو نجات پائی اور اگر نیکی کا پلہ ہلکا ہوا اور بدی کا پلہ بھاری ہوا تو ہلاک وزیاں کار ہوا۔ تیسرا طریق یہ ہے کہ ترازو کا ایک ہی پلہ ہے

کہ آدمی اُس میں رکھا جائے گا۔ اگر وہی پلہ بھاری ہوا تو نجات پائی
اور اگر ہلکا ہوا تو خسارے میں رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں
فرماتا ہے فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ واما
من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ وما ادراک ما ھیہ نار حامیۃ
پھر یہ بیت پڑھی ؎

ویعطی الکتب بعضا نحو یمنی ۔۔۔ وبعضا نحو ظھر او شمال

فرمایا کہ بعضاً مفعول اول ہے۔ اور الکتب مفعول ثانی نظم کے
واسطے مفعول ثانی کو اول پر مقدم کر دیا ہے۔ تقدیر کلام کی یوں
ہوئی۔ یعطی بعضُ الکتبَ یعنی بعض لوگوں کو نامہ اعمال سیدھے
ہاتھ کی طرف دئے جاویں گے۔ اور بعض کو بائیں ہاتھ کی طرف یا
پیٹھ کے پیچھے فرمایا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دئیے
تو وہ ہاتھ آگے ہوگا۔ لیکن طوق و زنجیر میں کھچا ہوا اور جن لوگوں کو پیٹھ
کے پیچھے دیں گے تو ان کے ہاتھ پس پشت کھچے ہوئے ہوں گے
پس بضرورت نامہ اعمال کو ہاتھ پر لیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ
نے خبر دی ہے۔ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ھاؤم
اقرؤا کتابیہ انی ظننت وقولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ
بشمالہ الی قولہ فاسلکوہ وقولہ الآخر فاما من اوتی کتابہ بیمینہ
فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اھلہ مسرورا واما من اوتی
کتابہ وراء ظھرہ فسوف یدعو ثبورا ویصلی سعیرا یعنے جس شخص کو کہ

نامہ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیں گے تو اس کو بشارت بہشت کی ہے۔ اور اُس کا حساب آسان کریں اور لوٹے گا طرف اپنے گھر والوں کے خوش ہوتا ہوا۔ اور جس کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں یا پس پشت دیں گے تو اس کے گردن میں آگ کے طوق ڈالیں گے اور زنجیر آگ کی پاؤں پر رکھیں گے۔ جو کہ ستر گز کی ہوگی پھر دوزخ میں داخل کریں گے اور جزیٔ معطوف ہے وزن اعمال پر یعنے حق جری علی متن الصراط یعنے پل صراط کے پشت پر چلنا حق ہے۔ متن ظہر کو کہتے ہیں۔ یعنے پشت یہ پل درمیان دوزخ کے ہے۔ وذلک قولہ تعالیٰ فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جہنم جثیا الی قولہ جثیا یعنے نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر وہ دوزخ کا وارد ہونے والا ہے۔ یہ تمہارے رب پر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب واستوار ومضبوط کیا ہوا۔ اِن نافیہ ہے اسلئے کہ بعد اُس کے اِلا واقع ہوا ہے۔ ای ما منکم الا واردھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ متحیر رہ گئے اس کے بعد اُن کے تسکین خاطر کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین جثیا یعنے پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو کہ پرہیزگاری کی اور ڈرے اور تقوی اختیار کیا۔ اور چھوڑ دیں گے ہم اُس میں ظالموں کو اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ انبیا بھی اُس میں گزر کریں گے۔ جواب فرمایا کہ یہ خطاب اُن پر نہیں ہے۔ وہ دوسری

راہ جائیں گے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا کہ یہ فرزندمن یہ فائدہ لکھ لو
ایضاً نیز شب مذکور میں تہجد کے وقت یہ فقیر حجرے سے غایت
میں حاضر تھا۔ خواجہ محمد ظفاری بھی اپنے حجرے سے آتے چونکہ
وہ عربی تھے۔ انہوں نے عربی زبان میں عرض کیا کہا یَا مَخْدُوْمُ
كُنْتُ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اَذْكُرُ الْخَفِيَّ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ يَمِيْنِيْ فَقَالَ
لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ عِنْدَ رَاسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
شَجَرَةٌ ثَمَرُهَا يَا رَبِّ اَنْتَ اِلٰهٌ عَالِمٌ وَاَنَا عَبْدٌ جَاهِلٌ اَسْاَلُكَ
اَنْ تَرْزُقَنِيْ عِلْمًا نَافِعًا حَتّٰى اَعْبُدَكَ بِعِلْمِكَ وَاِلَّا هَلَكْتُ
وَقَالَ لِيْ قُلْ هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قَدْ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاَيُّ شَيْءٍ
تَاوِيْلُ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ يَا مَخْدُوْمُ جواب فرمایا یَا اَخِيْ سَيِّدِيْ
تَحْصِيْلِ الْعُلُوْمِ بِاِشَارَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى تَحْصِيْلِ
الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ تُحَصِّلُهَا یعنے اے مخدوم میں اس رات ذکر
خفی کرتا تھا۔ پس ایک مرد میرے داہنے طرف سے آیا۔ مجھ سے کہا
اے اللہ کے بندے نزدیک سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ایک درخت ہے۔ اُس کا پھل یہ دعا ہے۔ یعنے اے
رب تو معبود عالم ہے۔ اور میں بندہ جاہل ہوں میں تجھ سے اس بات
کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے علم نافع دے تا کہ میں تیری عبادت کروں
ساتھ علم تیرے کے، ورنہ میں ہلاک ہوجاؤنگا۔ اور مجھ سے کہا کہ اے
اللہ کے بندے تو اس کو کہہ مقرر اُس نے اس کو تین بار کہا۔ پس اے

مخدوم اس واقعے کی کیا تاویل ہے۔ جواب فرمایا کہ اے بڑے بھائی
اے میرے سید۔ تو علوم کی تحصیل کر ساتھ اشارے اس واقعے کے یہ
دلیل ہے علوم دینیہ کے حاصل کرنے پر۔ پس تو ان کو حاصل کر۔

اکیسویں تاریخ ماہ مذکور بدھ کے روز چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم عوارف
کا سبق خدمت میں پڑھتے تھے۔ گفتگو محبت میں تھی۔ فرمایا کہ اگر ایک
شخص محب ہو اور محبوب نہ ہو تو پریشان ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص
کسی معشوقہ پر عاشق ہو اور وہ اس کو دوست نہ رکھے۔ اور نہ اس کی
پرداخت کرے۔ تو وہ کس قدر پریشان ہوگا۔ اولیا نے اس سے
استعاذہ کیا ہے۔ یعنے اس بات سے پناہ مانگی ہے اور یہ نظم پڑھی

انت الحبیب ولکنی اعوذ بہ   من ان اکون محبا غیر محبوب

یعنے تو حبیب دوست ہے لیکن میں ساتھ اسکے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں
محب غیر محبوب ہوں یعنی میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تو تجھے چاہوں
اور تو مجھے نہ چاہے اور فرمایا کہ محبوبیت جو حاصل ہوتی ہے سو وہ نزدیک
مشائخ قدس سرہم کے پیروی کرنا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل
و حال یعنے گفتار و کردار و رفتار میں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ
غفور رحیم یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اگر ہو تم محبت

رکھتے ہو اللہ سے۔ تو تم میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا اور بخشش کرے گا واسطے تمہارے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔ بہت رحم کرنے والا، جو کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوےٰ کرے تو وہ اللہ کے پیغمبر کی پیروی اختیار فرمائے تا کہ محبوب ہو جائے۔ جو شخص اتباع پیغمبر کی تمنا نفت کرے قول و فعل و حال میں وہ ہرگز محبوب نہ ہوگا۔ یہ ایک اصل عظیم ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اشراق و چاشت و تہجد ہمیشہ پڑھا ہے۔ آپ پر فرض تھا۔ اور امت پر سنت ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فتهجد به نافلة لك اے زائدة لك علی خمس اوقات والنفل فی اللغة هو الزيادة وقيل نافلة لامتك پھر رشئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے۔ فرمایا فرزند من یہ فائدہ لکھ لو۔ ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی التوفيق جعل فعل العبد موافقا لرضاء الرب یعنے توفیق کر دینا بندے کے فعل کا ہے موافق واسطے خوشی پروردگار کے پس توفیق خیر میں ہے۔ شر میں نہیں ہے۔ کیونکہ رضا شر میں نہیں ہے اس فقیر کی طرف اشارہ کیا کہ فرزند من اس کو لو غریب ہے کم کوئی جانتا ہے سہ

مريد الخير والشر القبيح ولكن ليس يرضى بالمحال

اى بالمعاصى والقبا ئح ایضاً فرمایا حدیث صحاح ہے عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه

[illegible] متابعت مصطفیٰ

قال من قال اذا اصبح اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِیْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ
وَسِتْرٍ فَاَتِمَّ نِعْمَكَ عَلَيَّ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
ثلث مرات اذا اصبح واذا امسی كان حقًا علی الله عز وجل
ان يتم نعمته عليه يعنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے جبکہ صبح
کرے الٰہی بیشک میں نے صبح کی تیری طرف سے نعمت و عافیت وستر
میں سو تو پورا کر اپنے نعمتوں کو مجھ پر اور اپنی عافیت وستر کو دنیا و آخرت
میں۔ اس کو تین بار کہے جب صبح کرے اور جب شام کرے اور
اول و آخر درود شریف پڑھے۔ تو حق ہے اللہ عز وجل پر کہ تمام کرے
اپنی نعمت کو اس پر رات کو بجائے اصبحت کے امسیت کہے وعن
ابی سلام رضی اللہ عنہ قال مر بنا رجل طوال اشعث فقیل
هذا خادم رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم فقمت اليه
فقلت اخادمت النبی عليه السلام قال نعم فقلت حدثنی عنه
حديثا لم تيه احد الرجل بينه وبينك قال سمعت رسول الله
يقول من قال حين يصبح وحين يمسی ثلث مرات رَضِيْتُ بِاللّٰهِ
رَبًّا وَاحِدًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ
يُّرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يعنی ابو سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہا کہ گزر کیا ہم پر سے ایک مرد نے کہ اس کا دراز قد تھا اور بالوں کو

آگے ڈالے ہوئے تھا یعنی بالوں کی مانگ نکالی تھی پس کہا گیا کہ یہ خادم ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس میں طرف اُسکے کھڑا ہوا میں نے کہا
کیا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔
پس میں نے کہا کہ تو مجھے اُن سے ایسی حدیث کر کہ درمیان تیرے اور
درمیان اُنکے کوئی واسطہ نہو خاص تو نے ہی اُنکی زبان مبارک سے سُنی ہو
اُس نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے جو شخص کہے جبکہ صبح کرے اور جبکہ شام کرے تین بار یعنے اس دعا کو
تو حق ہے اللہ پر کہ وہ راضی کرے اُس کو قیامت کے دن۔ دعا کے
معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا میں ساتھ اللہ کے ایک پروردگار سمجھ کر اور
ساتھ اسلام کے دین جان کر اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نبی جان کر۔ فرمایا کہ حق اس جگہ بایں معنی ہیں کہ کرما وعدا لان
الالوہیتہ تنافی الوجوب یعنے یہ وعدہ بطریق کرم وعدل کے ہے
نہ بطریق واجب کے کیونکہ الوہیت وجوب کی منافی ہے اور مراد
صبح سے سورج کے طلوع ہونے سے ڈہلنے تک ہے اور مسا عبارت
ہے حاشیہ سے، یعنے دوگنا ہونا ہر چیز کا سایہ جب تک کہ شفق غائب ہو جائے

ان الغداء من طلوع الفجر — الی زوال الشمس قبل الظہر
اما العشاء من صلوۃ الظہر — الی انتصاف اللیل فاعلم فادر
ثم السحور من مضی الشطر — من اللیل الی طلوع الفجر

یعنے غدا فجر نکلنے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک ہے ظہر سے پہلے

فا۔ بیان غدا و عشا و سحور

اور عشا نماز ظہر سے لے کر آدھی رات تک ہے۔ تو اس بات کو خوب سمجھ بوجھ لے۔ پھر سحور ہے۔ آدھی رات گذرنے سے فجر نکلنے تک۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندمن ان فائدوں کو جو میں نے کہے لکھ لو۔ فرمایا کہ اول مبتدی سے خلوت کرائیں اور ذکر کا حکم دیں سنتیں اور فرض بجا لائے اور باقی جب فارغ ہو تو ذکر میں مشغول ہو جائے۔ یہاں تک کہ سارے ظلمانی حجاب دور ہو جائیں۔ پھر نورانی حجاب پیدا ہو جائے جب اس حجاب سے گزر جائیگا تو آگے وصال ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور ای حجاب ظلمات منا سب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو گازرون میں تھا۔ شیخ امین الدین گازرونی کی خانقاہ میں حجرے ہیں۔ اُن میں طالبین کو شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین نے مشغول کیا ہے۔ بعض ہندوستانی لوگ دہلی کے وہاں مشغول ہوئے ہیں۔ ایک دن ایک شخص انہیں خلوتیوں سے نزدیک شیخ امام الدین کے آیا اور عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ میرے آگے پیچھے نور ہے۔ شیخ نے فرمایا تو اس کو دفع کر آگے چل تو وہاں تک پہونچا ہے کہ نور الٰہی حجاب رہا ہے۔ شیخ نے اُس سے فرمایا کہ تو نزدیک پہونچ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وصال ہو جائے بعد اس کے فرمایا کہ بیچارہ وہ آدمی کہ اس کے پاس شیخ حاضر نہ ہو کہ اُس کو خلوت کا حکم دے۔ یا یہ کہ اُس نے علم سلوک نہ پڑھا ہو۔ تو وہ اس نور میں رہ جائے۔ جاننے

کہ میں پہونچ گیا اور یہ نور خود حجاب ہے۔ کام تو آگے ہے۔ پہلے مقام وصال سے باز رہ جاتے۔ حدیث صحاح ہے الزاهد بلا علم کالحمار فی الطاحون۔ یعنے زاہد بدوں علم کے مثل گدھے کے ہے چکی میں، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا بھائیو میں تم کو کہتا ہوں۔ کہ تم یہ طریق لو۔ اگر تمہارا کام بیشتر ہو جائے تو تم دعا گو کے پاس آؤ۔ کہونا کہ میں تم کو خبر کردوں۔ اور آگاہ کروں یہ سب لئے قدم بوسی کی بعد اس کے فرمایا کہ جس طرح سر کی آنکھ میں سیاہی کے اندر پتلی ہے۔ اسی طرح دل کی آنکھ میں بھی پتلی ہے۔ تصفیہ باطن سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان چیزوں سے باطن کو پاک کرے غل و غش و بغض و غضب و کینہ و کبر و حسد و حقد۔ و حقار و جاہ و حب دنیا و طلب دنیا و قبول خلق و مدح خلق و ریا و عجب اور مانند ان کے جب تک کہ ان سے پاک نہ ہوگا۔ تب تک وہ پتلی روشن نہ ہوگی کہ جس سے اللہ عز و جل کو دیکھتے ہیں۔ مثلاً اگر ظاہر کی آنکھ کو خوار رکھے گا اور اس کی تیمارداری نہ کریگا تو وہ زنگ پکڑ جائے گی۔ اندھی ہو جائیگی۔ پس سالک کو چاہیئے کہ چشم باطن کی تیمارداری کرے۔ کیونکہ وہ بھی پتلی رکھتی ہے۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ذکر کا ذکر نکلا

فرمایا کہ مشائخ مریدوں کو کثرت ذکر کا حکم دیتے ہیں ذکر خفیہ کلمہ لا الہ الا اللہ

---

[1] من بائے کیا ہوتے جوگی نہ من کی آس جوں تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس

کا یوں کرے کہ لاالہ نفی میں مد کرے بائیں طرف سے داہنے طرف لے جائے پھر اثبات بائیں جانب کرے دل سے نفی کرے اور دل ہی سے پھر اثبات کا القا کرے۔ کیونکہ دل بائیں طرف مائل ہے اور حرکت ذکر خفی کی ویسی ہی ہے کہ جیسے ذکر جہر کی حرکت ہوتی ہے جیسا کہ میں نے بھائیوں کو تلقین کیا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران خلوتیاں دیگر کے لائے۔ فرمایا کہ ذکر جہری واسطے تصفیہ نفس کے ہے۔ اور تصفیہ باطن کا عام تر ہے اور ذکر خفیہ مخصوص ہے ساتھ تصفیہ باطن کے ذکر بضم الذال ذکر الباطن اعنی القلب بالخفیۃ وذکر بکسر الذال عام یتناول الظاہر والباطن بالتصفیۃ جبکہ مرید یعنے طالب صادق خلوت وجلوت میں ذکر کی مداومت وہمیشگی کرے تو اُس کے دل کا دروازہ کشادہ ہو جاتے۔ آواز دیکھے اور اُس کے سارے اعضا میں خلق صوت ہو جائے۔ وہ بھی ہمراہ اُس کے ذکر میں موافقت کریں۔ ذکر میں ہو جائیں۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی۔ کہ قاضی شمس الدینؒ برادر قتلغ خان کعبہ مبارک کے مجاور ہو گئے تھے۔ اُن دنوں میں دعا گو وہیں تھا۔ جب وہ سوتے تو ان کے سینے سے بسبب کثرت استعمال ذکر کے ذکر کی آواز نکلتی تھی۔ جس وقت انہوں نے انتقال کیا تو دعا گو ان کے جنازے پر حاضر تھا۔ اور شیخ عبداللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی حاضر تھے۔ اور مشائخ دیگر بھی حاضر تھے۔ جنازے میں اُن کے وجود سے ذکر نکلتا تھا۔ سب لوگ سنتے تھے۔ اور سارے

فیض آواز ذکر از جنازہ

مشائخ و آئمہ دھادر خلائق دیگر ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اور جنازے سے
ویسا ہی ذکر نکلتا تھا۔ یہ ہے تاثیر ذکر کی۔ پھر قاضی شمس الدین کو دعا گو
کے حوالے کیا۔ کیونکہ وہ تیری ولایت سے ہیں۔ تو گورغریباں میں لے جا
دفن کریں ان کو گورستان غریباں میں لایا۔ اُم المومنین حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا اپنی دادی کے پائینتی نزدیک قبر حضرت ابراہیم ادھم
رضی اللہ عنہ کے دفن کیا بعد اس کے فرمایا کہ صحابہ کرام مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خلوت کی حاجت نہ تھی۔ وہ تو صحبت مبارک نبوی کے
ملازم ومصاحب رہے ہیں۔ وہ اُن لوگوں سے بہتر ہیں جو کہ خلوت اختیار
کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس خطاب سے مشرف ہوئے اصحابی کالنجوم
بایھم اقتدیتم اھتدیتم وان ابیتم غویتم یعنے میرے اصحاب
مثل ستاروں کے ہیں۔ تم نے اُن میں سے جس کسی کا اقتدا کیا راہ پالی
اور اگر انکار کرو گے اور ان کی مخالفت اختیار کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے
صحابہ کی ستاروں کی طرف نسبت کی۔ اس لئے کہ قافلہ شب کے چلنے
والے ستاروں سے راہ کی سمت پاتے ہیں اور دریا میں بادبان باندھتے
ہیں۔ اسی طرح اُمت کے لوگ دنیا کی تاریکی میں جو کہ رات کے مشابہ
ہے۔ حاجز رہے ہوئے ہیں۔ اگر ان دین کی ستاروں سے رستہ
لیں تو کبھی بے راہ نہ ہوں گے اسی طرح اگر کوئی مرید اپنے پیر کی
صحبت اختیار کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ خلوت کرے۔ اس
صحبت سے ہاتھ آئے گا جو کچھ کہ آئے گا۔ پھر روئے مبارک طرف اس

ف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خلوت کی حاجت نہ تھی

ف۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مثل ستاروں کے ہیں

فقیر کے اور دیگر یاران مصاحب کے لئے فرمایا چاہیے کہ یہ بھائی لوگ صحبت دعاگو کے مصاحب رہتے ہیں اور ہمیشہ میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور وہ مجھ سے طریقت اخذ کرتے ہیں۔ دوسروں کو واجب ہے کہ اُن کا اقتدار کریں تاکہ راہ پائیں ورنہ وہ لوگ کہ جنہوں نے دعاگو سے تعلق و پیوند کیا ہے۔ لاکھوں سے گزر گئے ہیں لیکن مرید بھی چند نفر ہیں کہ جنہوں نے صحبت اختیار کی ہے ہم نے خدمت کی یعنے تسلیم عرض کی

ایضاً اکیسویں ماہ مذکور کو بعد نماز ظہر کے

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین خدمت میں عوارف پڑھتے تھے اور ہم چند یار ملازم سامع تھے۔ بات اس میں تھی کہ بعض لوگ جب سلوک میں پہنچتے ہیں تو سنن و فرائض کے ساتھ کفایت کرتے ہیں اور نوافل و مستحبات کا ترک اختیار کرتے ہیں یہ نقصان ہے۔ کمال یہ ہے کہ جتنی قربت زیادہ تر ہو تو طاعت و عبادت بھی زیادہ ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ کا کام جس وقت کمال قرب کو پہنچا تو انہوں نے زیادہ تر عمل کیا۔ یہاں تک کہ دعاگو نے دیکھا ہے کہ تحجد کے وقت سے دوپہر تک مشغول رہتے تھے۔ بعد اس کے گھر میں جاتے کچھ فتور نہیں ہوتا تھا جس طرح کہ فرشتوں کو فتور نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والملائکۃ یسبحونہ ولا یفترون یعنے فرشتے اس کی تسبیحا

کی تسبیح کرتے ہیں اور سست نہیں ہوتے ہیں۔

ایضاً بائیسویں ماہ مذکور جمعرات کے دن

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھتے تھے بات اس میں تھی کہ سالک کو چاہیئے کہ کتاب و سنت یعنے قرآن مجید و حدیث شریف پر عمل کرے۔ اور ادب کی محافظت کو نگاہ رکھے۔ کیونکہ بے ادب کسی جگہ نہیں پہونچتا ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ کسی شہر میں ایک عزیز مشہور ہو گیا تھا۔ شیخ ابویزید بسطامی قدس سرہ نے مع یاروں کے اُس کے زیارت کا قصد کیا۔ چنانچہ ایک دن وہ عزیز گھر سے واسطے کسی مصلحت کے باہر آیا تھا اس نے کعبہ مکرمہ کے جانب تھوک دیا۔ امام ابویزید اُس وقت مع یاروں کے لوٹ گئے۔ اور اُس کی ملاقات نہ کی۔ یاروں نے پوچھا کہ آپ نے اُس کی زیارت کا قصد فرمایا۔ اور اُس سے ملاقات نہ کی۔ جواب دیا کہ میں نے اُس سے سنت کی مخالفت دیکھی۔ پوچھا وہ کیا مخالفت تھی۔ فرمایا کہ اُس نے کعبے کی طرف تھوک ڈالا۔ اگر وہ ولی ہوتا تو ہرگز سنت کی مخالفت نہ کرتا ولایکون ولیا ما لم یکن متبعا لنبیہ قولا وفعلا و حالا یعنے آدمی ولی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے نبی کا گفتار و کردار و رفتار میں پیرو نہ ہو مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت امام شافعی قدس سرہ کی موت نزدیک پہونچی تو ان کے ہاتھ پاؤں سست

ہو گئے اُٹھنے کی قوت نہ رہی اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید نماز کا وقت آگیا ایک بار ہے فرمایا کہ مجھ کو وضو کرا دے۔ جب اُس لے وضو کرائی تو داڑھی میں خلال کرنا اس کو یاد نہ آیا امام شبلی اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی کے نزدیک لے گئے اور اُس کی انگلیوں کو داڑھی میں گھسایا ہلایا داڑھی کا خلال ہو گیا۔ سنت کا احتیاط ایسا کرنا چاہیئے۔ موت کی حالت میں بھی سنت کے ضائع کرنے کو روا نہیں رکھتے مناقب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ مخدوم بزرگ والد میرے اُس رات کہ انتقال کریں گے دعا گو خدمت میں حاضر تھا۔ اور اُس رات عشا کی نماز وقت مستحب میں نہ پڑھ سکے جب آدھی رات ہوئی۔ تو مجھے بلایا۔ پورا وضو کیا عشا کی نماز اور وتر پورا ادا کیا۔ ویسے ہی قبلے کی طرف منہ کر کے جان بحق تسلیم کی۔ اُس جگہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ یاران اعلی نے بھی چشم پُر آب کی۔ ایک وقت تھا فرمایا ایسے بندے ہوئے ہیں۔ اور بعض لوگ خود ہی سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور باک نہیں رکھتے ہیں اور اُس کو قربت جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے من ترک سنتی لم ینل شفاعتی جس شخص نے میری سنت کو ترک کیا وہ میری شفاعت کو نہ پائیگا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول فان اللہ

هو الغنی الحمید۔ اسوۃ حسنۃ ای اقتداء حسن یعنی البتہ مقرر ہے خاص واسطے تمہارے اللہ کے پیغمبر میں اقتدائے نیک واسطے اس شخص کے کہ وہ اُمید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو شخص کہ منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی ہے بے نیاز ستودہ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ تقریریں جو میں سنے کہیں سب کو لکھ لو ایضاً فرمایا سبق پڑھ۔ ترتیب اس میں تھی کہ جب سالک کو بسبب خلوت کے مداومت کا ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ بار بار سے ترقی ہو جاتی ہے تو اول یہ بات ہوتی ہے کہ زمین پر نظر پڑتی ہے۔ جو کچھ روئے زمین پر ہے اُس پر اُس کا مکاشفہ ہو جاتا ہے، بعد اس کے کشف قبور ہوتا ہے۔ قبروں میں دیکھتا ہے۔ کہ ہر ایک کا کیا احوال ہے بعد اس کے ارواح طیبہ انبیاء علیہم السلام کا مکاشفہ ہوتا ہے اور اُن کو دیکھتا ہے اور سب سے آخر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ اس کو مکاشفہ نہایت کہتے ہیں بعد اس کے اللہ سبحانہ کا وصال ہوتا ہے اُس کی ذات پاک کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اکثر نماز میں اور غیر نماز میں بھی مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو شیخ مکہ عبد اللہ یافعی قدس سرہ سے سماع رکھتا ہے۔ ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ منبر پر وعظ فرماتے تھے۔ عین وعظ میں منبر سے اُتر آئے اور آخر زینے پر بیٹھ گئے۔ اور مونہہ منبر کی طرف کیا اور پشت خلق کی طرف اور چپ رہے۔ تھوڑی

ماحضرات ... [illegible]

دیر کے بعد اُٹھے۔ خلق کہنے لگی کہ شاید شیخ دیوانے ہو گئے۔ ایک عزیز اُن کا معتقد تھا۔ اُس نے پوچھا کیا تھا کہ اثنائے وعظ میں آپ منبر پر سے اتر پڑے اور آخری زینے پر بیٹھ گئے اور ساکت رہے۔ کتنی بار آپ نے وعظ کہا یہ واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ خلق کہتی تھی کہ شیخ دیوانے ہو گئے۔ جواب فرمایا میں نے پیغمبر علیہ السلام کو دیکھا کہ منبر پر آئے اور بیٹھ گئے میری کیا مجال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل میں بیٹھا رہوں۔ میں اتر آیا۔ اُن کی طرف پشت کیونکر کروں۔ میری کیا طاقت تھی کہ آگے رسول علیہ السلام کے بات کروں اور وعظ کہوں۔ اس سبب سے میں چپ رہا۔ بعد ازاں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جن دنوں میں دعا گو گازرون میں خانقاہ شیخ امین الدین میں تھا تو ان کے بھائی شیخ امام الدین کے پاس چند طالبین ہندوستان کے اور دوسرے ملکوں کے خلوت میں مشغول تھے۔ ایک عزیز جوان عراقی خلوتی حجرۂ خلوت سے خدمت میں شیخ امام الدین کے آیا۔ اور عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ شیخ نے کہا کہ اب تو نزدیک پہنچ گیا ہے کہ مقام وصال ہو جائے جب وہ چلا گیا تو دعا گو اس کے حجرے میں گیا۔ میں نے پوچھا۔ عزیزی تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا یا بیداری میں اُس نے کہا میں نے بیداری میں دیکھا۔ عین معاینہ کیا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجم الدین صفائی

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ بیداری میں دیکھا۔ اور التماس کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو کوئی دعا سکھائیں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھ تو خدا کی طرف پہنچے گا۔ اُن بزرگوار نے اس دعا کو مشہور کر دیا ہے۔ اُن کے خلیفہ نے وہ دعا دعا گو کو لکھ کر دی اور خرقہ پہنایا اور اجازت پہنانے کی بطور وکالت کے دی پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرزند من یہ دعا پڑھو اور لکھو ایضاً آہستہ فرمایا کہ اس فقیر نے اور چند دیگر خلوتی یاروں نے سن لیا کہ دعا گو کو سنوایا ہے کہ تو اپنے یاروں کے واسطے دعا کرتا ہے۔ یارب اجعل اصحابی من المقربین لدیک والواصلین الیک ان سے کہہ دے کہ وہ اوراد کو نگاہ رکھیں تاکہ اس کی برکت سے مقرب و واصل ہو جائیں کیونکہ لا وجد لمن لا ورد لہ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ فرماتے تھے کہ اس زمانے میں مریدوں کو اوراد کا حکم دیتے ہیں تاکہ اس کی برکت سے واصل و مقرب ہو جائیں اور دعا گو بھی اسی کا حکم دیتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران خلوتی اعلیٰ کے لائے۔ فرمایا بھائیو اوراد کو نگاہ رکھو۔ مجھ کو حکم ہوا ہے۔ اس سبب سے میں تم کو کہتا ہوں۔ ہم سب نے قدمبوسی کی ایضاً ایک عزیز خدمت میں اوراد پڑھتا تھا۔ بات فجر کی سنت میں تھی۔ فرمایا کہ سنت فجر میں چار اذ سنت ہیں احدھا ان یصلی فی اول الصبح والثانی یصلی فی بیتہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام

سنت فجر

من صلى سنة الفجر فی بیته یوسع له فی رزقه ونقل المنازعة بینه وبین اهله ویختم له بالایمان والثالث یقرأ فیهما الم نشرح والم ترکیف اوقل یا ایها الکافرون والاخلاص والرابع ان لا تکلم بین هذه السنة وفریضة الفجر ولو تکلم فالافضل ان یعید یعنے فجر کی سنت میں چار سنتیں یہ ہیں۔ اول یہ ہے کہ فجر کی سنت شروع صبح میں ادا کرے تاکہ جو دعائیں کہ درمیان میں آئیں ہیں انکو پڑھ سکے۔ دوسری سنت یہ ہے کہ گھر میں پڑھے۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی صبح کی سنت گھر میں پڑھے تو فراخی کی جائے واسطے اُس کے روزی اُس کی میں۔ اور جھگڑا کم ہو درمیان اُس کے اور درمیان اُس کے بی بی کے اور ختم کا اُس کا ایمان پر ہو۔ یہ تین چیزیں اُس کو کرامت ہوں گی۔ حدیث صحاح کی ہے۔ تیسری سنت یہ ہے کہ معین سورتیں پڑھے۔ اول رکعت میں الم نشرح دوسری میں الم ترکیف (اور یہ بھی آیا ہے کہ پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللہ تا آخر آیہ اور دوسری میں امنا بما انزلت تا آخر آیہ پڑھے۔ تو خوب ہے) یا یہ کہ اول میں یا ایہا الکافرون اور دوسری میں اخلاص چوتھی سنت یہ ہے کہ درمیان سنت وفرض کے بات نہ کرے اور اگر بات کرے تو بہتر یہ ہے کہ پھر پڑھے ایضًا بائیسویں تاریخ ماہ مذکور روز پنجشنبہ کو یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ مصابیح کا سبق فرماتے ہے۔ حدیث شریف یہ تھی۔ قوله

علیہ الصلوۃ والسلام للولد علی الوالد حقوق احدھا ان یحسن
اسمہا ویحسن مرضعہا ویحسن تادیبہا یعنے اولاد کے والد پر
کئی حق ہیں ایک یہ ہے کہ اُس کا اچھا نام رکھے۔ کیونکہ حدیث صحاح
میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام خیر الاسماء ما عبد وحمد
یعنے بہترین نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم اور مانند ان کے ہیں
اور بہترین ناموں کا محمد یا احمد یا حامد یا حماد یا حمید ہے یہ بہترین نام
ہیں دوسرا حق یہ ہے کہ اُس کی دودھ پلانے والی نیک رکھے۔ میں
سماع رکھتا ہوں کہ اگر دایہ خرید کرے تو چاہیئے کہ صالح و نیک ہو
دوسرے یہ کہ دودھ بہت ہو کہ برا دیئے۔ اور یہ بات ظاہر ہی ہے
تیسری بات یہ ہے کہ دودھ پلانے والے کو برادر رکھے یعنے اچھی طرح
سے رکھے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ بچوں کی تادیب اچھی طرح سے کرے
پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے بیان کئے ان کو لکھ لو
غریب ہیں بعد سبق مصابیح کے عوارف کا سبق شروع ہوا گفتگو ادب
میں تھی۔ یہ سبق مصابیح کے سبق کے ساتھ مناسب ہے۔ اور مسکرائے
العبد بالطاعۃ یصل الی الجنۃ وبادبہ فیہا یصل الی اللہ تعالیٰ
یعنے بندہ بسبب طاعت و عبادت کے بہشت میں پہنچتا ہے۔ اور
طاعت میں ادب نگاہ رکھنے سے خدا کی طرف پہنچتا ہے۔ نماز کا ادب
یہ ہے کہ دائیں بائیں طرف التفات نہ کرے۔ حضور کے ساتھ ادا
کرے۔ یہ ادب وصول کا سبب ہوتا ہے کیونکہ حدیث صحاح میں ہے

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو علم المصلی بمن یناجی ما التفت والمصلے یناجی ربہ یعنے اگر نماز پڑھنے والا جان لے کہ کس کے ساتھ مناجات کرتا ہے کس سے سرگوشی کرتا ہے کس سے بھید کہتا ہے۔ تو وہ دائیں بائیں طرف التفات نہ کرے اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ اور نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ اور فرمایا ادب النفس خیر من ادب الدرس یعنے ادب درس کا تو ایک وقت ہے اور ادب نفس کا ہر حال میں ہے۔ پس بالضرور بہتر ہوگا اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو نے عوارف کو شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے سنا ہے میں نے اُس کو اُن سے پڑھا ہے۔ ہر روز بعد تہجد کے حجرہ دعاگو میں خود آتے ایک ہاتھ میں چراغ اور دوسرے ہاتھ میں کھانا۔ میں نے ان سے عربی زبان میں کہا یا شیخ انا اجیٔ الیک انت المخدوم وانت استاذی یعنے اے شیخ میں تمہارے پاس آؤں آپ مخدوم ہو۔ اور آپ میرے اُستاد ہو۔ انہوں نے فرمایا لا تجیٔ انت قط بل انا اجی الیک واعلمك انت ولد رسول اللہ یعنے تو ہرگز مت آبلکہ میں خود تیرے پاس آؤنگا۔ اور تجھے تعلیم کروں گا۔ تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دعاگو ایک سال اُن کی صحبت کا ملازم رہا۔ میں نے پورے عوارف پڑھے دعاگو مدینہ مبارک مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معتکف ہوا وہاں کسی کو معتکف اربعین نہیں ہونے دیتے ہیں۔ اخیر عشرے میں ہر ستون کے پاس معتکف ہوتے ہیں۔ کسی ستون کو مانع

نہیں کرتے ہیں کیونکہ الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان سنۃ مؤکدۃ وقیل واجب یعنے عشرۂ اخیر رمضان میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے کسی نے کہا واجب ہے۔ لیکن میں لقوت شیخ مدینہ کے اربعین کا معتکف ہوا۔ اور ایک عزیز اور تھا۔ پس شیخ مدینہ وقت افطار کے میرے واسطے دو قرص لاتے اور کھلاتے۔ اُس وقت جانتے۔ دعاگو نے عرض کیا یا شیخ ھذا خلوۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیوکل قلیلا یعنے اے شیخ یہ تو خلوت ہے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پس کھانا کم کھایا جائے وہ یوں کہنے لگے یا ولد رسول اللہ لک زوجۃ ولک والد ولک الاقرباء وانت تروح الیھم فقد ضعف بدنک فی الطریق فکل یعنے اے فرزند رسول اللہ کے۔ تیری بی بی ہے اور تیرا والد ہے اور تیرے رشتہ دار ہیں اور تو طرف اُن کے جائیگا سو راہ میں تیرا بدن مقرر ضعیف و کمزور ہوجائیگا پس تو کھا۔ اس سے تیرا دین ضعیف نہ ہوگا۔ بلکہ قوی ہوجائیگا۔ ایسی تسلیتیں فرماتے تھے۔ بعنایت خدائے تعالیٰ ان کی برکت سے وہ دو قرص کچھ تشویش نہ دیتے تھے۔ اور طاعت میں مقوی ہوتے۔ فرمایا کہ ایک دن مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز کے وقت امام حاضر نہ تھا۔ دعاگو نے امامت کی جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصلے تھا۔ میں اُس سے بقدر ایک صف کے پیچھے کھڑا ہوا اور نماز شروع کی۔ چونکہ شیخ عبداللہ مطری حاضر تھے انہوں نے مجھ سے یہ ادب

ملاحظہ کیا۔ تو تحسین کی اور دعا فرمائی اور کہا ما رایت قط ھذا الادب الامنک یا ولدی رسول اللہ یعنے اے فرزند رسول اللہ کے میں نے یہ ادب کبھی کسی سے نہیں دیکھا مگر تجھ سے کہ تو نے اس کو نگاہ رکھا ایضاً فرمایا کہ جس وقت دعا گو مدینے سے مکہ مبارک میں آیا تو شیخ مکہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تربیتیں فرمائیں۔ اور مصلے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین کا اور مصلے شیخ نصیر الدین کا بتایا۔ شیخ رکن الدین کا مصلا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلے کے متصل دیوار کعبہ سے متصل ہے اور مصلا شیخ نصیر الدین کا اُس سے اس قدر پیچھے ہے کہ چار آدمی کھڑے ہوں۔ ایک عزیز نے پوچھا کیا حکمت ہے۔ کہ مصلے شیخ نصیر الدین کا پیچھے ہے۔ جواب فرمایا کہ شیخ رکن الدین قریب تر تھے۔ پس شیخ مکہ عبداللہ یافعی نزدیک مصلے کے لے گئے اور فرمایا صل ھھنا واشتغل یعنے تو یہاں نماز پڑھ اور مشغول ہو۔ دعا گو دونوں مصلوں کے پیچھے مشغول ہوا۔ میری کیا مجال ہے کہ اُن کی جگہ میں نماز پڑھوں۔ جبکہ شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ نے مجھ سے یہ ادب دیکھا تو تحسین کی اور دعا فرمائی اسلئے کہ میں نے ادب کو نگاہ رکھا اور فرمایا کہ جن دنوں میں دعا گو واسطے تحصیل علم کے اوچہ سے ملتان میں آیا۔ تو نزدیک شیخ رکن الدین کے گیا۔ شیخ رکن الدین نے مجھ کو مدرسہ میں اُتارا اسلئے کہ واسطے تحصیل علم کے آیا ہے۔ خانقاہ میں نہیں اُتارا۔ جہاں میں اُترا تھا۔ وہ ایک مقام تھا۔ دہلیز کے اوپر دعا گو کے واسطے ہر روز چار قرص اور ایک پیالہ آش شام کا پہنچاتے تھے پر شیخ نے

بیٹے کی ماں سے فرمایا تھا۔ کہ ایک پیالہ آش شام کا جو میرے واسطے بنلاتے ہو سید کے واسطے بھی وہی بھیجو۔ چند قسم کے میوے اس میں ہوتے دودھ یا روغن میں جوش دیتے تھے۔ ہر روز وہی بھیجتے۔ میں نے کسی وقت ویسا نہیں کھایا۔ خادموں سے کہا کہ تم میرے واسطے ایسا نہیں بناتے ہو اور مسکرائے لیکن چند تنکہ چاہیئے تنہا کیونکر کھاؤں۔ ملعون من اکل وحدہٗ یعنے جو شخص تنہا کھائے وہ ملعون ہے بعد اس کے فرمایا کہ جن دنوں میں سلطان محمد نے دعا گو کو شیخ الاسلام کیا تو چالیس خانقاہیں میرے تصرف میں کردیں میں نے شیخ رکن الدین کو واقعہ میں دیکھا فرمایا کہ تو چلا جا ہلاک و غرق ہو جائیگا۔ حج کو جا۔ میں نے ترک کیا۔ اور حسب فرمودہ شیخ چلا گیا۔ کتنی سعادتیں پائیں۔ روئے مبارک طرف ہمارے لائے تم جانتے ہو کتنا تکبر ہوتا اس زمانے میں اگر کسی کے واسطے ایک خانقاہ ہو جاتی ہے تو کتنا پندار ہو جاتا ہے۔ خاص کر میری ملک تو چالیس خانقاہیں تھیں۔ میں نے سب کو ترک کیا۔ اور حسب فرمودۂ شیخ چلا گیا۔ میں نے کتنی سعادتیں پائیں چھ برس مجاور رہا۔ اور صحبت مشائخ کی ملازمت کی۔ جیسے شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ و شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ اسرارہما اور کتب صحاح کی قرات کی ساتویں برس عدن میں واسطے زیارت فقیہ بصال قطب عدن قدس سرہ کے آیا انہوں نے دعا گو سے فرمایا یا ولد رسول اللہ ارجع الی مکۃ ولا تخرج من مکۃ حتی یاذن لک من ارسلک وھو الشیخ قطب

العالم رکن الحق والدین یعنے اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو طرف مکے کے لوٹ جا۔ اور مکے سے مت نکل یہاں تک کہ تجھے اذن دے وہ شخص کہ جس نے تجھ کو بھیجا ہے۔ اور وہ شیخ قطب عالم رکن الدین ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ ان کو اس حال کی کس نے خبر دی پھر میں نے کہا کہ کرامت سے دریافت کیا ہوگا۔ بعد چند دن کے فقیہ بصال نے وفات پائی وہ بیمار تھے میں نے جو اُن کو پایا تو وہ بستر بیماری پر تھے۔ میں نے تیسری رات وفات فقیہ بصال سے شیخ رکن الدین کو واقعہ میں دیکھا کہ انھوں نے میرے سر پہ خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا کہ کل فقیہ بصال کی وفات کو تیسرا دن ہے۔ تو یہ خرقہ فقیہ بصال کے چھوٹے بیٹے کو پہنا دینا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ ٹوپی آگے پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ خرقہ جو کہ شیخ رکن الدین نے پہنایا میں نے اس کو بعینہ اپنے سر پہ پایا۔ تیسرے دن واسطے زیارت فقیہ بصال کے حاضر ہوا سارے مشائخ و ائمہ وصدور واکابر وخلائق حاضر تھے۔ ایک بزرگ اُٹھے اور خاص دعا گو سے کہا سیدی البس الخرقۃ التی البسہا لک الشیخ قطب العالم رکن الحق والدین فی الواقعۃ وعینہا لہذا الصغیر یعنے اے سید تو پہنا دے وہ خرقہ کہ جس کو تجھے شیخ قطب عالم رکن الحق والدین نے واقعے میں پہنایا ہے۔ اور اس کو واسطے اس چھوٹے لڑکے کے معین کیا ہے میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ عزیز تو اس جگہ حاضر نہ تھا اس واقعہ

کی کس نے خبر کی میں نے کہا کہ کرامت سے جان لیا ہوگا۔ پس میں
نزدیک اس چھوٹے لڑکے کے گیا اور وہ خرقہ میں نے سر سے اتارا اور
اُس کو پہنا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اُسی وقت اُس کے بڑے بھائی دست
بستہ ہوئے۔ اور کہا کہ ہم خادمی کریں گے۔ اُس دن وہ لڑکا بالغ
تھا۔ اور اب تو وہ شیخ کامل ہو گیا ہے۔ مشائخ و ائمہ چاہتے تھے کہ
بڑے بیٹے کو سجادے پر بٹھا ئیں۔ دعا گو نے چھوٹے بیٹے کو سجادہ
پر بٹھا دیا۔ ایک یار نے پوچھا کہ وہ مرید مخدوم کا ہوگا۔ جواب فرمایا
کہ میں شیخ نہیں ہوں۔ وکیل ہوں۔ دعا گو کے واسطے سے شیخ رکن الدین
کا مرید ہوا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو سے فقیہ بھال نے کہا تھا ادجع
الی مکۃ ولا تخرج منھا حتی باذن لک من ارسلک دعا گو عدن سے
مکے کو لوٹ گیا ایک سال اور رہا۔ سات برسیں ہوگئیں۔ ان اللہ
وتر یحب الوتر بیشک اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے
اور اس ایک سال میں شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ ہر
رات تہجد کے وقت نزدیک دعا گو کے آتے۔ ایک ہاتھ میں چراغ
اور دوسرے میں کھانا۔ یہاں تک کہ اگر دعا گو کے تہجد سے کچھ باقی
رہ جاتا تو نہ آتے جب تک کہ میں پورا نہ کر لیتا۔ صاحب کشف تھے۔
یہاں تک کہ جب میں تہجد سے فارغ ہو جاتا تو وہ دعا گو کے مقام
میں آتے۔ اور سبق کتب صحاح احادیث کا اور عوارف و رسائل سلوک
کا دیتے۔ دعا گو نے پورے عوارف ان کے روبرو عرض کی ہے۔

ایسی شفقت رکھتے اور تربیت کرتے تھے اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ مدینہ لڑکا نہیں رکھتے تھے کہ خود کھانا لاتے۔ جواب فرمایا کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا شیخ انت استاذی انا اجی الیک یعنے اے شیخ آپ میرے اُستاذ ہیں میں ہی آپ کے پاس آؤں تو فرماتے لا تجی قط بل انا اجئ وا علمک انت ولد رسول اللہ یعنے تو ہرگز مت آبلکہ میں خود آؤں اور تجھے تعلیم کروں تو تو فرزند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد اس کے شیخ رکن الدین کو مَیں نے واقعہ میں دیکھا۔ فرمایا تو گھر جا۔ تیرے والد تیرا اشتیاق رکھتے ہیں۔ پس میں رخصت ہوا شیخ مدینہ و شیخ مکہ اور دیگر مشائخ نے بھی دعاگو سے کہا کہ زمین عراق شہر شوکارہ میں خلیفہ شیخ الشیوخ شیخ معمر شرف الدین محمود شاہ تستری قدس اللہ روحہ باقی رہے ہیں تو ان سے ملاقات کر وہ بھی تجھے خرقہ پہنائیں گے۔ اور قطب عالم کی طرف سے پہنانے کی اجازت دیں گے تاکہ تو دوسروں کو پہنائے! پس دعاگو لوٹا۔ ویسا ہی زمین عراق میں پہونچا۔ شوکارہ نام شہر میں اُن بزرگوں کو پایا۔ وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے۔ اُن کا نام شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری تھا۔ قدس اللہ سرہ جس دن کہ میں نے ان کو پایا ایک سو تیس برس کے تھے۔ جامع مسجد میں عصا ہاتھ میں لے کر پیادہ جاتے تھے۔ دعاگو نے پورے عوارف اُن پر عرض کی ہے۔ درمیان میرے اور اسکے مصنف شیخ شیوخ کے وہی ایک واسطہ ہیں جو شخص دعاگو سے

سے تو وہ واسطے ہوں گے۔ پس انہوں نے دعا گو کو خرقہ پہنایا اور اجازت دی۔ اور روانہ کیا۔ بعد اس کے میں نزدیک خلیفہ شیخ رکن الدین کے آیا میں نے اُن کو پایا نام ان کا شیخ قوام الدین تھا۔ انہوں نے بھی دعا گو کو خرقہ پہنایا اور پہنانے کا اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا ایضاً فرمایا کہ فتاوی کامل میں ایک مسئلہ ہے ولوان واحدا ایقعد ویشد المتکا فیا خذہ سنۃ او نوم لا ینقض وضوءہ لان مقعدہ متصل علی الارض وھذا القول ھو الاصح ولونام بغیر ھذا الطریق ینقض وضوءہ یعنے اگر کوئی شخص بیٹھے اور متکا باندھے پھر وہ اونگھے یا سو جائے تو اُس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ کیونکہ اُس کی دبر زمین سے متصل ہے اور یہ قول صحیح تر ہے۔ اور اگر بغیر اس طریق کے سو جائے گا یعنی اُس کی دبر زمین سے چپکی ہوتی نہ ہو گی تو اُس کا وضو ٹوٹ جائیگا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند میں اس مسئلے کو لکھ لو غریب ہے۔

ایضاً چوبیسویں تاریخ ماہ ذیقعدہ روز شنبہ

بعد اشراق کے یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر ہوا زائر لوگ پہنچے تھے۔ ہر ایک شخص زیارت کرتا تھا۔ فرمایا کہ جس وقت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین دامت برکاتہ دہلی میں سوار ہوتے تو ہر دو دست مبارک اپنے باہر کر دیتے تھے۔ خلق دست بوسی کرتے تھے اور فرماتے کہ شاید

بیان مسئلہ درباب نقض وضو

کسی مغفور کا ہاتھ مجھ سے لگ جائے تو میں بھی مغفور ہو جاؤں لان من زار مغفوراً صار مغفوراً یعنے جو کوئی بخشے ہوئے کی زیارت کرنے تو وہ بھی بخشا ہوا ہو جاتا ہے یہ فرمایا یعنے حضرت مخدوم لے کہ برادرم حاجی محمد ظفاری کہتے تھے کہ شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ کے فرزند باین عبارت کہتے تھے کہ خلق اللہ الکعبة فی مکة یزار وخلق فی الشام بیت المقدس یزار وخلق فی المدینة روضة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزار وخلق الشیخ جلال الدین فی الھند یزار یعنے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو مکے میں پیدا کیا ہے کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور شام میں بیت المقدس کو پیدا کیا کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور مدینے میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا ہے کہ وہ زیارت کیا جاتا ہے۔ اور شیخ جلال الدین کو ہند میں پیدا کیا کہ اُن کی زیارت کی جاتی ہے۔ اسی جگہ فرمایا کہ جس وقت شیخ مکہ عبداللہ یافعی اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری نے وفات پائی تو اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ تم نزدیک شیخ قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ کے جاکر سلوک سیکھو وہ ایک سالک عظیم تھے۔ انہوں نے وفات پائی قدس اللہ اسرارہم ایضاً عوارف کا سبق فرما رہے تھے بات فقر وتصوف میں تھی۔ حدیث شریف یہ کہی قال علیہ الصلوٰة والسلام یدخل الجنة فقراء امتی قبل الاغنیاء بخمسمائة عام وکل یوم منھا الف سنة من الدنیا قولہ تعالیٰ وان یوما عند

ربك كالف سنة مما تعدون وروی انس ابن مالك رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انه قال اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین فقالت عائشة رضی الله عنها لم یا رسول الله قال انهم یدخلون الجنة قبل اغنیائهم باربعین خریفا یا عائشة لا تردی المساکین ولو بشق تمرة یا عائشة احبی المساکین وقربیهم فان الله یقربك یوم القیامة اخرجه الترمذی یعنے داخل ہوں گے جنت میں میری امت کے فقیر پہلے تونگروں سے پانسو برس، اور ہر دن اُس میں کا دنیا کے ہزار برس کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور بیشک ایک دن نزدیک تیرے رب کے مثل ہزار برس کے ہے۔ اُس چیز سے کہ تم شمار کرتے ہو فرمایا کہ درویش صوفی کو چاہیئے کہ نظر ثواب پر نہ کرے کہ ذنب حال اہل طریقت کا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہیں۔ ثواب تو خود حاصل ہے۔ براہ کرم وعدہ اگرچہ اذا وعد وفا یعنے کریم جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔ چاہیئے کہ فقر کو واسطے خدا کے اختیار کرے نہ واسطے ثواب کے بعض لوگ تصوف کا فقر سے مرتبہ بالا رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فقر تو تصوف میں داخل ہے نہ تصوف فقر میں۔ اسلئے کہ بعض فقرا ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو تصوف نہیں ہوتا محتاج در بدر پھرتے ہیں اور شاکی رہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقر تصوف

دونوں شخص واحد کی صفت ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر فقر ہے تو تصوف رکھتا
ہے اسلیئے کہ تصوف کمل پہننا ہے اور کمل پوشش ہے فقرا کی نہ پوشش
اغنیا کی اور اس آیت سے تمسک کرتے ہیں قولہ تعالیٰ للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم
الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسألون الناس
الحافا فی التفسیر الحاحا فاما سمعت فی الیمن ای حیاء من اللہ
وھو الیق قال المفسرون کلھم من اھل الشام المتصوفون نزلت
ھذہ الآیۃ فی صفۃ اصحاب الصفۃ فانھم کانوا فقراء المتصوفین
مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کی صفت میں اتری ہے۔
اسلیئے کہ وہ فقیر متصوف تھے۔

ایضاً ذکر ادب کا نکلا

فرمایا حدیث صحاح ہے کان رجل یصلی عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یعبث بثوبہ وبدنہ فقال علیہ السلام ان کان فی قلبہ
ادب لادب جوارحہ یعنی ایک آدمی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے نماز پڑھتا تھا اور اپنے جامہ و تن سے کھیلتا تھا۔ پس
آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں ادب ہوتا تو اپنے اعضا کو
با ادب کرتا ادب ظاہر علامت ہے ادب باطن کی کل اناء یترشح
بما فیہ حج می تراود ابجز در آوند من ست۔ عربی کے معنی اس مصرع

میں ہیں یعنے برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

ایضاً ذکر توکل کا نکلا

فرمایا کہ بعض درویش خدا سے بھی کچھ نہیں مانگتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں وما من دابۃ فی الارض الا علے اللہ رزقہا یعنے نہیں ہے کوئی چلنے والا حرکت کرنے والا زمین میں مگر اللہ پر ہے روزی اسکی فرمایا کہ مراد رزق سے یہی طعام و شراب نہیں ہے بلکہ جو کچھ طرف سے خدا کے پہونچتا ہے اُس کو روزی کہتے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا و علے اللہ فلیتوکل المؤمنون یعنے تم کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہرگز نہ پہونچے گی ہم کو مگر وہی چیز کہ جس کو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ ہے، اور اللہ ہی پر پس چاہیئے کہ بھروسہ کریں مومن لفظ عام ہے قل کل من عند اللہ یعنے تو کہہ دے کہ ہر ایک چیز اللہ کے نزدیک سے ہے اور یہ نظم پڑھی ؎

الرزق مقسوم فلا ترحل لہ　　والموت محتوم فلا تحتل بہ

الرزق یاتینا وان لم نأتہ　　ویصیبنا المقدر فی میقاتہ

یعنے رزق قسمت کیا ہوا ہے۔ پس تو واسطے اُس کے سفر نہ کر اور موت یقینی ہے پس تو اُس کے ساتھ حیلہ مت کر۔ رزق ہمارے پاس آئیگا اگرچہ ہم اُس کے پاس نہ آئیں اور پہونچیگا ہم کو مقدر اپنے وقت

مفزرہیں حج رزقت چو مقدرست مخور چندیں غم۔ روی عمر الفاروق رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لوانکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما ترزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا اخرجہ الترمذی یعنے اگر تم توکل کرو اللہ پر جیسا کہ حق ہے اس پر توکل کرنے کا تو البتہ وہ تم کو رزق دے، جیسے کہ پرندے رزق دئیے جاتے ہیں۔ کہ صبح کو پیٹ خالی جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں۔ ایضاً ایک بوڑھا آدمی مولانا صفی الدین علیہ الرحمۃ کے مریدوں میں سے خدمت میں آیا خرقے کا التماس کیا۔ فرمایا کہ میں نے اس کے پیر کے پیر شیخ نجم الدین صفاہانی قدس اللہ روحہ سے خرقہ پہنا ہے اور پہنانے کی اجازت رکھتا ہوں۔ پھر اس کو خرقہ پہنایا۔ اسی درمیان میں شیخ نجم الدین کی صفت فرمائی کہ جس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتے تو سلام کا جواب سنتے تھے۔ ایک دن دعا گو خدمت میں شیخ مذنبہ عبداللہ مطری قدس اللہ سرہ کے حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عین مجلس میں اٹھے اور کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا یا شیخ ایش قمت یعنے اے شیخ آپ کیوں کھڑے ہو گئے کہا شیخ نجم الدین یسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسمع رد السلام یعنے شیخ نجم الدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کر رہے ہیں اور سلام کا جواب سن رہے ہیں۔ ایسا مرتبہ رکھتے تھے۔ اسی اثنا میں ایسا آہستہ فرمایا کہ ہم چند یا خلوتی

سلام کا جواب سننا

سنے سن لیا کہ دعا گو جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہے تو سلام کا جواب پاتا ہے ایک بار ہے کہ وہ بھی یہ جواب سنتا ہے **ایضًا** ایک زائر خدمت میں آیا اور التماس کیا کہ ایک شخص نے غیبت میں شیخ شرف الدین سے پیوند کیا اور انہوں نے اس جگہ سے خرقہ بھیجا۔ جس کے واسطے بھیجا اس نے نہ پہنا ویسا ہی رکھ چھوڑا۔ چند مدت گزری یہاں تک کہ ایک دن ایک درویش کے پاس گیا اس کا نام علی غلوتی ہے۔ اُس سے اپنا واقعہ کہا۔ علی غلوتی نے کہا کہ بیعت غیبت کی روا نہیں ہے اپنی ٹوپی اُس کو پہنائی اور یہ شخص کارہ یعنی ناخوش تھا۔ جواب فرمایا کہ بیعت غیبت کی اور خرقہ غیبت کا روا ہے۔ دعا گو نے کتاب میں پڑھا ہے اور میں ایسا ہی کرتا ہوں دعا گو کا خرقہ بغیب کہاں کہاں عرب و شام و یمن و خراسان و ہندوستان کو لے جاتے ہیں۔ اور میں قبول کرتا ہوں۔ اسلئے کہ اصل قبول شیخ کا شرط ہے لیکن اُس نے تو فساد طریقت کیا ہے۔ ایسے آدمی کو مرتد طریقت کہتے ہیں۔ اس وقت اُسے چاہیئے کہ کسی شیخ کامل کے پاس جائے کہ جس کا وہ معتقد ہو۔ از سر نو توبہ کرے اور بیعت و پیوند کرے **ایضًا** فرمایا طالب کو چاہیئے کہ جس شیخ سے بیعت کی ہو اسی کو موصل بحق جانے نہ اس کے غیر کو، اور اگر کسی دوسرے کی زیارت کو جائے تو روا ہے اور اگر خرقہ تبرک لیوے تو اس کو بھی جائز رکھا ہے۔ پس جس وقت طالب کمال کو پہونچتا ہے تو سوا خدا کے کوئی اور دل میں نہیں رہتا ہے

بیعت غیبت

اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شیخ کا نام ہزار وصد بار ورد کرے۔ جواب فرمایا خیر ایں نیست ربط قلب با شیخ امداد می طلبد یعنے مدد خواہد وہمیں کلمہ لا الہ الا اللہ با مدگوید محمد رسول اللہ اثبات رسالت کردہ است چوں ایمان آوردہ است وہمیں یکبار فریضہ است تا غیر شاغل نیفتد جہاں کہ پیغمبر کے ذکر کو شامل نہیں وہاں شیخ کے نام کہنے کو کب فرمائیں گے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بدآسی درمیان میں ایک عزیز سندھ سے واسطے پیوند کے آیا اور بغایت عامی تھا کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ استغفار و توبہ کہنا زبان پر نہیں آتا تھا۔ بہزار وشواری سندی زبان میں تلقین کی مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ دعاگو قطب عالم رکن الدین قدس اللہ سرہ سے سماع رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے آدمیوں کو توبہ واستغفار تلقین کرنا کیا ہے۔ حاجت نہیں ہے یہی کلاہ دے دیں وہ اسی کلاہ لینے کو توبہ جانتے ہیں۔ **ایضاً** فرمایا فرزند من سبق پڑھ سبق میں ترتیب یہ تھی ینبغی للسالک ان لا یغتر باجتماع الناس علیہ وقبولھم لہ لان تسخیر السموات ومافیھا اعلی الملائکۃ فضل من تسخیر الناس وقبولھم لہ یعنے سالک کو چاہیئے کہ مغرور نہ ہو بسبب جمع ہونے لوگوں کے اُس پر اور بسبب قبول کرنے ان کیلئے اُس کو، اسلیئے کہ مسخر ہونا آسمانوں کا اور جو کچھ کہ ان میں ہے یعنے فرشتے فاضل تر ہے لوگوں کے مسخر ہونے سے اور اُن کے قبول کرنے سے

مناسب ایک حکایت بیان فرمائی کہ جب کسی ولی کو اولیاء اللہ سے آسمانوں کی ترقی ہوتی ہے تو وہ اوپر چلا جاتا ہے اور ساتوں آسمانوں کو طے کر جاتا ہے بہشت میں پہنچتا ہے لحظہ بھر میں اتنے ہزار برس کی راہ سے لوٹ آتا ہے جس وقت وہ لوٹتا ہے تو خلق پر نظر پڑتی ہے اطلاع پاتا ہے کہ ہر ایک دنیا و سود و سودا میں مشغول ہو رہا ہے۔ اور اس درجے سے محروم رہا ہے۔ کہ جس کو وہ ولی پہونچا ہے براہ شفقت کہتا ہے کہ بیچارے لوگ کس چیز میں مشغول ہوتے ہیں ان فاخر نعمتوں اور ان وافر درجوں سے باز رہے ہیں۔ ان کو ملامت نہیں کرتا ہے بلکہ شفقت کرتا ہے یہ واقعہ دعا گو نے دیکھا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو بچہ تھا ایک دن اپنی دادی کی بہن کے گھر گیا۔ ذرا دیر بیٹھا کہ ان کے خاوند عبدالرحمن نام آ گئے سے اوپر گئے پھر آ گئے دادی کی بہن نے اپنے خاوند سے پوچھا اے فلاں تم کہاں گئے تھے۔ دروازہ و کنڈی ویسی ہی بند ہے اگر تم کہہ دو تو میں تم کو پھر بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آسمان میں لے گئے تھے بلکہ میں بہشت میں گیا۔ اپنے محل میں تخت پر بیٹھا اور تمہارے واسطے بشارت لایا ہوں۔ کہا کہ تو مع اپنی بی بی کے اس محل میں رہیگا یہ تقریر دعا گو کے روبرو ہوئی ہے میں بچہ تھا مجھ سے نہ چھپایا ایضاً فرمایا بعض اولیا سے سورج چاند ستارے باتیں کرتے ہیں۔ ایک غلوتی یار نے پوچھا کہ وہ تو جماد نہیں۔ وہ کیونکر باتیں کرتے

[illegible]

ہیں۔ جواب فرمایا کہ میں اس باب میں دو وجہیں سماع لکھتا ہوں ایک وجہ یہ ہے کہ یخلق اللہ لھن الصوت والھد فینطقون والثانی تنطق الملائکۃ الذین ھم مسلطون علیھن ویجرونھن یعنے اللہ تعالیٰ اُن کے واسطے آواز پیدا کرتا ہے اور الہام فرماتا ہے۔ پس وہ بولتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ جو فرشتے ان پر مسلط ہیں اور اُن کو کھینچتے ہیں وہ بولتے ہیں ورنہ وہ تو جماد ہیں۔ لیکن وجہ اول پر اکثر لوگ ہیں اسی جہت سے مکروہ لکھا ہے کہ سورج چاند کے مقابل پاخانہ پھرنا نہ چاہیئے کیونکہ فرشتوں کے محاذی و برابر بیٹھے گا۔ یہ کراہت واسطے تعظیم فرشتوں کی ہے نہ واسطے تعظیم سورج چاند کے القعود فی المستراح الی الشمس والقمر مکروہ لتعظیم الملائکۃ الذین ھم مسلطون معھن یعنے پاخانے میں سورج چاند کی طرف بیٹھنا مکروہ ہے واسطے تعظیم فرشتوں کے، جو اُن کے ساتھ مسلط ہیں اتنی درمیان میں رُوئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران خلوتی کے لائے فرمایا۔ بھائیو اگر تمہارے درمیان میں کسی کو ترقی ہو جائے تو چاہیئے کہ دعا گو کے پاس آؤ۔ اور پایش کرو تا کہ میں تعلیم کروں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم سب بے ادبی کی جہت سے نہیں کہہ سکتے ہیں فرمایا کہ کہو۔ اور اسی طرح بعض خلوتیوں کو کہ میرے ساتھ خلوت میں بیٹھے ہیں ترقی ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ مزید علیہ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب نے قدمبوسی کی ایک اچھا وقت تھا۔ اس طرح دعائیں کیں الٰھی اسألک الذین اتخذ وامعی خلوۃ واعتکافا

ان تجعلهم من المقربین لدیک والواصلین الیک وان تختم امورهم بالایمان وان تجعل عاقبتهم بالخیر یعنے اے اللہ میں تجھ سے اُن لوگوں کے واسطے سوال کرتا ہوں۔ کہ جنھوں نے میرے ساتھ خلوت واعتکاف کیا اس بات کا کہ تو ان کو اپنے مقربوں واصلوں سے کر دے اور اُن کے کاموں کا ایمان پر خاتمہ کرے اور ان کی عاقبت بخیر فرمائے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور فقیہہ بعد نماز ظہر کے

چوبیسویں ماہ مذکور ذیقعدہ کو یہ فقیر حجرے سے خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرما رہے تھے۔ بات اس میں تھی کہ سالک کو دو طریق چاہئیں۔ اگر کچھ پہنچے تو خرچ کر ڈالے اور نہ پہنچے تو سکون اختیار کرے۔ جیسا کہ کہا ہے بذل الموجود وعدم طلب المفقود یعنے شے موجود کا خرچ کر ڈالنا اور مفقود کا طلب نہ کرنا اگر سالک کو وسعت ہو جائے تو طرف سے اللہ تعالیٰ کے جانے۔ کارہ نہ ہو و ترک کند وایثار۔ جیسے ہمارے مخدوم لوگ کہ جو کچھ ہوتا قبول کرتے وسعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے تھے۔ یہاں تک کہ چند گاؤں اپنے ملک سے خریدے اور خانقاہ میں وقف کرتے تھے وہ اب تک ہیں یہ بات بلندی مرید کو نہ چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

اور دوست رکھتا ہے اور منتہی کو ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین نے آخر عمر میں گاؤں قبول کیا۔ ان سے پوچھا کہ آپ نے آخر عمر میں گاؤں قبول کیا اب تک قبول نہ کیا تھا۔ شیخ نے جواب دیا۔ تاکہ مخدوموں کے طریقے کو نگاہ رکھوں اور اُن کی سیرت یعنے چال چلن پر جاؤں۔ بعد چندے وفات پائی۔ اب تک گاؤں کی میراث سے اُن کے فرزندوں کو پہنچتا ہے۔ لیکن مبتدی مرید کہے کہ ہمارے پیروں نے قبول کیا ہے میں بھی قبول کروں۔ زیادہ سعی کریگا تو وہ منتہی نہ ہوگا بلکہ جب دنیا میں پیچھے چلا جائیگا۔ اور وہ منتہی ہوئے ہیں۔ اُس وقت قبول کیا ہے۔ اور ہونا نہ ہونا دونوں اُن کو برابر تھا۔ پھر روئے مبارک طرف ہمارے لائے۔ فرمایا۔ جیسے کہ تم عوارف سنتے ہو امید کا محل ہے کہ اُس کے ثمرات دیوے انشاء اللہ تعالیٰ اور اُس پر عمل کرو۔ ہم میں سے ہر ایک نے قدمبوسی کی۔ ایک خوش وقت تھا۔ انواع و اقسام کی دعائیں کیں بعد اس کے فرمایا اگرچہ کسی شخص کا پیر نہ ہو وہ اگر عوارف پڑھے اور اُس پر عمل کرے تو ولی ہو جائے خاص کر تم تو اُس عوارف کو پیر سے سنتے ہو۔ امید ہے کہ ثمرہ دیوے۔

ایضاً روز مذکور چھبیسویں ماہ ذیقعدہ

کو شکم مبارک زحمت دیتا تھا۔ دو تین بار واسطے وضو کے اُٹھے آہستہ فرمایا

ایسا کہ ہم چند خلوتی یاروں نے سُن لیا کہ دعا گو نے واقعہ میں دیکھا کہ آج طعام ثرید لائے ہیں۔ اور مجھ کو کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ثرید بہشت کا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو میں پیٹ کی زحمت میں بہت تخفیف دیکھتا ہوں۔ مقوی پڑا فرمایا مسئلہ ہے وان الصائم یری فی رؤیاہ ان یاکل شیئا لا یفطر وکذلک اذا احتلم وجامع فی رؤیاہ لا یفطر مالم ینزل المنی لا یجب علیہ الغسل یعنے اگر روزہ دار اپنے خواب میں دیکھے کہ گویا وہ کوئی چیز کھاتا ہے۔ تو وہ افطار نہ کرے روزہ اُس کا قائم ہے۔ اور اسی طرح جس وقت وہ محتلم ہوا اور اپنے خواب میں جماع کرے تو بھی اُس کا روزہ درست ہے۔ جب تک کہ بیداری میں نہ کرے اور جب تک منی نہ نکلے گی تب تک اُس پر غسل واجب نہ ہوگا اور اس جگہ بھی جب تک کہ بیداری میں نہ کھائیگا تب تک اُس کا روزہ تباہ نہ ہوگا یہ بات اس واسطے فرمائی کہ آپ بسبب اعتکاف کے روزہ دار تھے۔ طعام ثرید کا فائدہ بیان فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بالثرید ای الزموہ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لازم پکڑو ثرید کو حسن خادم نے عرض کیا کہ کبھی کبھی واسطے مخدوم کے ثرید بنائیں فرمایا کہ جو کچھ یار لوگ کھائیں گے ہم بھی وہی کھائیں گے۔ پھر روتے منہ طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من اس مسئلے کو اور اس حدیث و فائدے کو جو میں نے بیان کیا لکھ لے غریب ہے۔

فائدہ: (margin) فائدہ حدیث

ایضاً پچیسویں ماہ ذیقعدہ روز یکشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا بات اس میں تھی کہ علم سلوک طریقت کے اصول ہیں۔ شریعت سے مستخرج ہیں۔ جیسے کہ دودھ سے خالص گھی۔ جب تک دودھ نہ ہوگا تب تک گھی کیونکر ہوگا۔ اول دودھ چاہیئے بعد اسکے گھی طریقت ایسا ن من وبات ہے۔ یعنے مستحبات کا ادا کرنا اور مباحات کا ترک کرنا کہ جن کے حاجت نہیں ہے۔ اگرچہ حاجت باشد اعراض نمایند۔ اس کو طریقت کہتے ہیں۔ شریعت میں رخصت وحیلہ روا ہے۔ اور طریقت میں حیلہ ورخصت روا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے سبب سے ارباب طریقت کو ترقی سے وقوف ہو جاتا ہے۔ اور یہ وصول کا مانع پڑتا ہے۔ اور ان کا ذنب حال ہوتا ہے۔ اصحاب شریعت کو ابرار کہتے ہیں۔ اور ارباب طریقت کو مقربین بولتے ہیں یہ اس معنی کا ہے جو کہ کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین اگر کسی مسئلے میں حیلہ ورخصت ہو تو اس کو حسنہ شریعت کہتے ہیں اور سیئہ طریقت بولتے ہیں۔ اسلیے کہ ان کو ترقی سے وقوف پڑجاتا ہے۔ اور وصول سے مانع ہوتا ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر با۔ ایضاً شیخ جمال الدین اچی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب میں فرمایا کہ اگر کچھ شبہ کی وجہ فتوح پہونچتے تو ذرا دیر سر جھکاتے۔ یہاں تک کہ آواز سنتے ملکتک یعنے میں نے یہ تیری ملک کردی پس قبول کرلیتے

ایک عزیز نے پوچھا کہ جو چیز شبہ کی ہے وہ بے شبہ کیونکر ہو جائیگی
جواب فرمایا العبد وما فی یدہٖ مالك لمولاہ یعنی بندہ اور جو کچھ کہ اس
کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اُس کے مالک کے مالک ہے تب اس کے فرمایا
کہ اوصاف شیخ جمال الدین کے جو کہ دعاگو نے اُس طرف مشائخ سے
سنے ہیں اگر اُن کو لکھے تو دفتر ہو جائیں۔ بڑے معظم مرد تھے میں نے
اُس طرف کے مشائخ صوفیہ سے سنا ہے۔ جیسے شیخ امام عبد اللہ یافعی
و شیخ مدینہ عبد اللہ مطری قدس اللہ اسرارہم کو یہ مرتبہ جو کہ درمیان
مشائخ صوفیہ کے شیخ جمال الدین رکھتے ہیں ہمارے زمانے میں
کوئی آدمی نہیں رکھتا ہے۔ اور میں نے اُس طرف مشائخ سے یہ بھی
سنا ہے کہ شیخ جمال الدین کی لونڈی سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ ان
کے وفات کے بعد شیخ کے فرزند شبہ کرتے تھے۔ دعاگو نے اس
طرف سنا کہ یہ شیخ کا صحیح فرزند ہے میں نے اُن کے فرزندوں سے کہہ دیا
اُس وقت سے پھر وہ اُس کو دوست رکھتے ہیں اور بھائی کہتے ہیں۔

ایضاً پیر کی رات چھبیسویں ماہ مذکور تہجد کے وقت

یہ فقیر حجرے سے خدمت میں حاضر تھا۔ ایک عزیز اس جگہ سے قصیدہ لامیہ
کا سبق پڑھتا تھا ؎

ومرجو شفاعۃ اھل خیر لاصحاب الکبائر کالجبال

ای شفاعۃ المتطھرین حق ومقبول للمذنبین یعنی بے گناہ لوگوں

شفاعت اہل کبائر

کی شفاعت واسطے گناہگاروں کے حق و مقبول ہے گو بڑے بڑے
مثل پہاڑوں کے ہوں۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعتی لاھل
الکبائر من امتی وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللّٰہ لیدخل
الجنۃ لاھل الکبائر بشفاعۃ الصالحین یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت واسطے کبیرہ گناہ والوں کے ہے
میری امت سے اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
البتہ داخل کرے گا بہشت میں کبیرہ گناہ والوں کو بسبب شفاعت
نیک مردوں کے۔ بعد اس کے یہ نظم پڑھی ؎

وللدعوات تاثیر بلیغ وقد ینفیہ اصحاب الضلال

دعوات جمع دعوۃ اسے للدعوات اثر کلی یعنے واسطے دعاؤں کے
اثر کلی ہے دعا گو نے اس طرف سنا ہے کہ الدعوات مستجابۃ
فی صرف قضاء المعلق دون المبرم ای المحکم یعنے دعائیں مستجاب
ہیں پھیرنے میں قضائے معلق کے۔ نہ محکم کے کیونکہ محکم کے واسطے
پھیرنا نہیں ہے۔ لا راد لما قضیت یعنے اس چیز کا کوئی رد کرنے والا
نہیں ہے کہ جس کو تو جاری کر چکا ہے۔ بد مذہب لوگ کہتے ہیں کہ دعا
کے واسطے اثر نہیں ہے۔ اور اثر کے منکر ہیں۔ اور جف القلم بما ھو
کائن سے تمسک کرتے ہیں یعنی جو چیز ہونے والی ہے اس سے قلم
سوکھ گئے۔ یعنے اب کچھ نہیں ہوتا جو ہونا تھا سو ہو چکا یہ قول صحیح نہیں
ہے۔ قول صحیح اہل سنت وجماعت ہی کا ہے کہ لا یرد القضاء الا الدعاء

یعنے قضا کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا والدعاء واجب لون الامر یدل
علی الوجوب قولہ تعالی وقال ربکم ادعونی استجب لکم وقال واذا سالک
عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا الی
ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یعنے دعا واجب ہے۔ اسلئے کہ امر
دلالت کرتا ہے وجوب پر اور کہا رب تمہارے نے۔ تم پکارو مجھ کو
ساتھ دعا کے۔ میں قبول کرونگا تمہاری دعا کو۔ اور جس وقت پوچھیں
تم سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے مجھ سے تو بیشک میں
نزدیک ہوں۔ قبول کرتا ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کو۔ جس
وقت کہ اس نے مجھے پکارا۔ پس چاہیئے کہ مجھ سے قبولیت چاہیں
اور چاہیئے کہ میرے ساتھ ایمان لائیں۔ تا بندہ ہدایت پائیں بعض سب
لوگ دعا سے منکر ہیں جیسے معتزلہ اور کہتے ہیں جف القلم بما ہو کائن
اس گروہ کا قول باطل ہے۔ صحیح قول مذہب سنت وجماعت کا ہے
بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ودینا ناحدیث والھیولی ھدیر الکون فاسمع یا جنا الی
ای الدنیا والھیولے لمحدث وھو اصل کل شئی۔ ہیولی اصل اشیا
کو کہتے ہیں کہ جس سے خداوند تعالی اشیا کو وجود میں لایا ہے۔ اور وہ
قدیم نہیں ہے محدث ہے۔ جیسے کہ چوب نسبت کرسی کے اور گیہوں اور
آٹا نسبت روٹی کے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہیولی قدیم ہے اور وہ کلی
ہے کہ حق تعالی نے سارے اشیا کو اس سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ گروہ

اور اس کا قول باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس ہیولی کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہیولی ایک شے ہے۔ واللہ تعالیٰ خالق کل شی یعنے اللہ تعالیٰ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ باری تعالیٰ سارے اشیا کو کتم عدم سے طرف وجود کے باہر لایا ہے۔ وقولہ تعالیٰ وقد خلقتك من قبل ولم تك شیئا بعد اسکے یہ بیت پڑھی ؎

وللجنات والنیران کون　　　علیها مرّ احوالٍ خوالِ

ای الجنات الثمانیۃ والنیران السبعۃ وجود وهما مخلوقان وموجودان یعنے آٹھ بہشت اور سات دوزخ مخلوق و موجود ہیں۔ فرمایا مر احوال مصدر مضاف و مضاف الیہ ہے۔ مر مصدر ہے اور احوال حول کی جمع بمعنی سال ہے بہشت و دوزخ پر گزرنا برسوں کا ہے جیسے کہ ہم پر برسیں گزرتی ہیں قولہ تعالیٰ وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها السموات والارض اعدت للمتقین وانا اعتدنا للظالمین نارا ذکر بلفظ الماضی وهو یدل علی الوجود یعنے جنت و نار کو بلفظ ماضی ذکر فرمایا اور ماضی وجود پر دلالت کرتی ہے بعض اولیاء خدا معاینۃ دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن دعا گو نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ اوپر گئے اور ذرا دیر میں پھر آگئے۔ میں نے پوچھا تم کہاں گئے تھے۔ کہا واسطے کسی مصلحت کے بہشت میں گیا تھا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خطاب کیا طرف بہشت کے پس وہ موجود ہے قولہ تعالیٰ یا آدم اسکن انت وزوجك الجنۃ وکلا

و جنت و نار بالفعل موجود ہیں

منہار غداً یعنی اے آدم تو ساکن ہو قرار پکڑ اور تیرا جوڑا بہشت عنبر سرشت
ہیں اور کھاؤ تم اُس سے جو کچھ چاہو بعد اسکے یہ بیت پڑھی ~

ولا تفنی المجید ولا الجنان   وما اھلوھما اھل انتقال

یعنی دوزخ و بہشت فنا نہ ہوں گے اور نہ مومن بعد دخول بہشت کے
اور نہ کافر بعد دخول دوزخ کے فنا ہوں گے۔ طائفہ جہمیہ بد مذہب
اس کے بھی منکر ہیں۔ اُن کا قول درست نہیں ہے۔ باطل ہے قولہ تعالیٰ
خالدین فیھا ابداً یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے بسیں گے ایک
عزیز نے اس آیت شریف کا پوچھا۔ کل شئی ھالک الا وجھہ جواب
فرمایا کہ اُس طرف سنا ہے کبھی ہندوستان میں نہ سنا تھا۔ ای جہۃ ابقائہ
یعنی جس کو وہ باقی رکھے وذلک قولہ تعالیٰ واذا نفخ فی الصور فصعق
من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ای ھلک من فی السمٰوٰت
یعنی جس وقت صور میں پھونکا جائیگا تو ہلاک ہو جائیں گے وہ لوگ کہ
آسمانوں میں ہیں۔ اور وہ لوگ کہ زمین میں ہیں مگر جس کو چاہے اللہ
یعنی سارے آسمان والے اور زمین والے ہلاک ہو جائیں گے مگر
جس کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا پروردگار چاہے اور وہ چھ چیزیں
ہیں بہشت و دوزخ و عرش و کرسی و لوح و قلم اور یہ بات حدیث مشہور
میں ثابت ہے۔ بعد اسکے یہ بیت پڑھی ~

وذو الایمان لا یبقی مقیما   بشوم الذنب فی دار اشتعال

فرمایا کہ شوم کو ہمزے سے پڑھتے ہیں۔ اور اشتعال شعلہ برافروختن آتش

ما۔ بہ عربی۔ بہشت اور دوزخ اور اہل

کو کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایمان پہ مر جائے اور شومی گناہ سے دوزخ
میں جائے تو پھر کبھی اس کو نکالیں گے اور بہشت جاوداں میں لے جائینگے
یہ بیت پڑھی ؎

از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من — تا خود بکدام رہ بود منزل من

قولہ تعالی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر

ایضاً ۲۶ ماہ مذکور ذیقعدہ روز دوشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر خلوت کے حجرے سے خدمت میں حاضر ہوا عوارف کا سبق ہوتا تھا
بات ادب میں تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ ان رجلا فی یوم رائی غلام رجل
حسن وضا الغلام کان ولیا من اولیاء اللہ عزوجل فقال لھذا الرجل قد
بلغک ھنا ای عقوبۃ منذ ستین سنۃ فنسیت القرآن وکنت حافظا
یعنے ایک مرد نے کسی دن ایک شخص کے غلام کو نظر بے ادبی دیکھا اور
مالک اس غلام کا ایک ولی تھا۔ اولیائے اللہ عزوجل سے۔ پس اس
ولی نے اس مرد سے کہا کہ مقرر تجھ کو برسوں کے بعد اس نظر کی عقوبت
پہنچے گی جو کہ تو نے اس غلام پر کی۔ اس مرد نے کہا کہ اس بزرگ کی بات
نے بعد ساٹھ برس کے اثر کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ میں قرآن شریف بھول گیا۔
حالانکہ میں حافظ تھا۔ فرمایا کہ مشائخ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم اگر راہ میں
جاتے ہیں جس وقت کوئی مرد سامنے آتا ہے تو آستین آنکھ پر رکھ لیتے
ہیں یا آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ اور نیچے نظر کر کے گذر کر لیتے ہیں۔ اگرچہ انکی

وہ نظر نہیں ہے۔ شیطان لعین گھات میں ہے۔ بلا میں پڑ جاتے اور اتنے لوگ پڑ گئے ہیں۔ پس سالک کو بلکہ سب مومنوں کو چاہیئے کہ سب حال میں ادب کو نگاہ رکھیں۔ خاصکر سالک۔ اسلیئے کہ المؤمن بطاعته یصل الی الجنة وادبه فیها یصل الی اللہ یعنے مومن بسبب اپنی طاعت کے بہشت میں پہنچتا ہے اور طاعت میں ادب نگاہ رکھنے سے خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ واصلین مقربین سے ہو جاتا ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ مسجد میں پاؤں نہ پھیلا کے نہ سوئے خاصکر معتکف۔ فتاوی کامل میں ہے یکرہ للمعتکف فی المسجد مدّ رجلیه یعنے مکروہ ہے واسطے معتکف کے مسجد میں دراز کرنا اپنے پاؤں کا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ مسئلہ اور یہ فوائد جو میں نے بیان کئے لکھ رہ . . .

غریب ہیں مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ مسجد کے محراب میں مشغول تھے۔ بعد کچھ دیر کے بیٹھ گئے اور پاؤں لمبا کیا۔ آواز سُنا اے بے ادب کیا ادب ہے شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب سے انہوں نے یہ آواز سُنی پھر پاؤں لمبا نہیں کیا نہ سوئے اور ادب یہ ہے کہ بے وضو نہ لیٹے۔ خاصکر وہ شخص کہ بے وضو سوتے اسکے واسطے تہدید و وعید ہے۔ من نام بلا طہارة لا نفتح له الباب فی السلوك قط یعنے جو شخص کہ بے وضو سوتے ہرگز اسکے واسطے سلوک میں فتح باب نہ ہوتے اور اُس کے سبب سے دروازہ سلوک کا اُس پر بند ہو جاتے اسی اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کسی وقت بسبب

کسی عذر کے مانع ہو تو کیا کرے جواب فرمایا تیمم کرلے لیکن بے طہارت نہ سوتے۔ کیونکہ تیمم طہارت ہے سونے کے واسطے اور واسطے بیداری کے خواب سے اور واسطے مسجد میں داخل ہونے کے اور واسطے جواب دینے سلام کے اور واسطے لینے قرآن شریف اور کتاب کے اور واسطے لکھنے پڑھنے وغیرہ کے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اثنائے راہ میں۔ تو آپ نے پورا وضو کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے تیمم کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ اسلیئے کہ سلام اسما تے صفات سے ہے السلام اسم من اسماء اللہ تعالی یعنے سلام ایک نام ہے اللہ سبحانہ کے اسماء مبارک سے مناسب اس کے حکایت شیخ جمال الدین قدس سرہٗ کے مناقب بیان فرمائی کہ وہ کسی وقت روانہ رکھتے کہ بے وضو رہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ مسجد میں ہوتے اور وضو کی حاجت ہوتی تو طشت و آفتابہ لاتے۔ وضو کرتے۔ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن شیخ جمال الدین کے گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ شیخ نیند سے جاگے۔ تہجد کی نماز میں مشغول ہو گئے۔ پھر یہ نام ایک عزیز شیخ کا مرید گستاخ تھا۔ اُس نے ملتانی زبان میں کہا خوند شیخ تم نیند سے جاگے بے وضو نماز پڑھتے ہو۔ ہم کہ تمہارے مرید ہیں ہرگز بے وضو نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ کیا سبب ہے کہ تم یہ کرتے ہو۔ شیخ نے اُس کو نزدیک بلایا اور ملتانی زبان میں کہا کہ گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ میں آب باب میں گیا وضو کر آیا اُن دنوں

میں آبیاب اوچہ سے دُور تھی۔ اب اُوچہ کے نیچے بہتی ہے۔ اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ جب وہ یعنے اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں تو اس دلی کی جگہ خالی رہتی ہے یا کیا ہوتا ہے۔ جواب فرمایا کہ خدائے تعالیٰ بصورت اُس ولی کے ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ وہ آتا ہے اُس کی جگہ بیٹھتا ہے۔ ساکت رہتا ہے۔ یہاں تک کہ دوآجائے پھر پوچھا کہ اگر کوئی شخص پوچھے تو جواب وہ دیتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں کوئی اُس کی زبان سے کہتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ شیخ جمال الدین قدس اللہ روحہ علی الدوام سبق ہدایہ و بزدوی و مشارق و مصابیح و عوارف وغیرہ کا اور جو کچھ کوئی پڑھتا پڑھاتے تھے۔ انہوں نے آخر عمر تک پڑھایا ہے۔ دعاگو سبق پڑھانے میں اُن کے طریقے کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور اُن کی خدمت میں شیخ قاری مولانا شمس الدین تھے اور شریک شیخ فخر الدین گازرونی تھے۔ ایک سرفرد بزرگ تھے اور ہم سامع تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن اثنائے سبق میں شیخ نے سر نیچا کر لیا۔ ذرا دیر تقریر سے باز رہے۔ پھر سر اونچا کیا۔ اور فرمایا پڑھو۔ قاری سبق نے پوچھا مخدوم یہ دافعہ سر نیچا کرنے کا کیا تھا۔ شیخ نے کہا تم تو پڑھو تم کہاں پڑے ہو سبق کو بیٹھو۔ وہ بولا ہم نہ پڑھیں گے جب تک آپ نہ فرمائیں گے۔ شیخ نے کہا طالب العلم لعنت کردہ ہیں۔ لو سنو نزدیک عدن کے دریا میں جہاز غرق ہوتا تھا اور اس میں فقیر کے احباب تھے انہوں نے اس درویش کو یاد کیا۔ میں نے اس جہاز کو کھینچا آستین

پانی سے بھیگی ہوئی دکھائی۔ تاریخ و وقت و ساعت لکھ لی۔ واقعہ ویسا
ہی تھا۔ دعاگو سے اُس طرف کے مشائخ نے جیسے شیخ یکہ عبداللہ
یافعی و شیخ مدینہ عبداللہ مطری اور مشائخ دیگر نے جیسے فقیہ
جمال قطب عدن نے کہا کہ جب کسی وقت اُس طرف شیخ
جمال الدین آتے تو اس جگہ دریا میں وضو کرتے۔ عدن کا کنارہ اور
وہ جگہ بتائی۔ دعاگو نے دیکھی ہے اس کو طے الارض مطلق کہتے ہیں
زمین کو لپیٹ دیتے ہیں۔ اور کوتاہ کر دیتے ہیں مثل صحن گھر کے۔
دعاگو نے جو چیزیں کہ شیخ جمال الدین کے مناقب میں ہیں مشائخ
سے اُن کو سنا ہے۔ اگر لکھے تو دفتر ہو جائیں اور میں نے یہ بھی مشائخ
سے سنا ہے کہ اُس زمانے میں مثل شیخ کے مرتبے میں دوسرا نہ تھا
اسی درمیان میں حسن خادم نے شروع کیا کہ میں نے سنا ہے کہ مرتبہ
مخدوم کا شیخ جمال الدین سے بالاتر ہے۔ وہ قطب نہ تھے اور مخدوم
قطب عالم ہیں۔ فرمایا میں کون ہوں میں اُن کے نزدیک کہاں
پہونچوں۔ میں تو اُن کے تشبہ کو نگاہ رکھتا ہوں حکایت بعد اسکے
فرمایا کہ ایک دن اوچہ میں ملک مردان کا بیٹا دعاگو کے پاس آیا
کہا آپ دعا کریں ملک پر میں نے بادشاہ کی خفگی سنی ہے۔ ایک
یار عزیز میرے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ مکاشف ہے اور اُس نے
بواسطہ دعاگو کے شیخ کبیر کا خرقہ پہنا ہے۔ اور اوراد کو نگاہ رکھتا ہے
اس نے دعاگو سے کہا کہ مخدوم میں دیکھتا ہوں کہ ملک مردان پر رحمت

بادشاہ کی بہت ہے۔ اور اس وقت اُس نے خاص صحناک پائی ہے
اور بادشاہ نے اپنے کپڑے اُس کو دیئے ہیں۔ دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہے
جیسے کہ کوئی شخص گھر کے صحن میں اشارہ کرتا ہے۔ کہاں دہلی اور
کہاں اوچہ کی بُعد مسافت۔ بلکہ واسطے اولیائے خدا کے یہاں تک
ہوجاتا ہے کہ سارے عالم کا مقدار اُن کے گھر کے صحن کا ہوتا ہے
پس دعاگو نے مردان کی بیٹی کو بلایا اور کہا کہ کسی نے جھوٹ کہا ہے
اور میں نے کہا کہ ایک درویش نے دعاگو سے واقعہ ایسا کہا ہے۔
کہ ملک پر بادشاہ کی مرحمت ہے۔ اُسنے صحناک خاص اور کپڑے پائے
ہیں۔ اُنھوں نے تاریخ وقت ساعت و روز لکھا۔ واقعہ ایسا ہی تھا۔
اور وہ بار بھی اسی جگہ نزدیک دعاگو کے ہے۔ لیکن اُس نے مجھ کو منع
کردیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں میرا نام کسی سے مت کہو۔
ایسا پوشیدہ رکھتے ہیں ایضًا اس فقیر سے فرمایا فرزند من سبق پڑھو ترتیب
اس میں تھی الطہور نصف الایمان فرمایا کہ یہ سبق عوارف کے سبق
کا مؤید ہے۔ وضو کے بیان میں فرمایا کہ الطُّهور بضمہ الطاء الطہارۃ
وبفتح الطاء صفۃ الماء قال اللہ تعالیٰ وانزل من السماء ماء
طهورًا ای طاهرًا ومطهرًا یعنی طہور لضم طا سے بمعنی طہارت ہے
یعنی پاکی اور بفتح طا رپانی کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
اور اُتارا آسمان سے پانی پاک اور پاک کرنے والا طہارت نصف
الیمان کیوں ہے۔ دعاگو نے اس طرف حاذق سے سنا ہے کبھی متاز ستان

سید بر بیان ... سماع

میں نہیں سُنا تھا معنی یہ ہیں کہ جس وقت کوئی کافر ایمان لاتا ہے تو دو چیزیں اُس سے محو کر دیتے ہیں۔ ایک تو کفر دوسرے گناہ الکفار مخاطبون بالامور الشرائع فی حق الاخرۃ اتفاقاً یعنی کفار امور شرائع کے ساتھ مخاطب ہیں۔ حق آخرت میں باتفاق۔ پس جب مومن وضو کرتا ہے تو اُس کے سارے گناہ گر جاتے ہیں۔ اور وہ کفر نہیں رکھتا ہے۔ پس بالضرور اُس کو آدھا ایمان لانے کا ثواب دینگے کہ کافر ایمان آور باید معنی اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین وضو والوں کو مرد کہتے ہیں۔ یعنے مرد ہیں کہ وہ دوست رکھتے ہیں کہ باوضو باطہارت رہیں۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے باوضو رہنے والوں کو فرمایا کہ یہ آیت شریف اتاری گئی ہے حق میں صفت اصحاب صفہ کے اور جس جگہ کہ وہ وضو کرتے تھے یا مدینہ مبارک میں دعا گو نے اُس کو دیکھا ہے۔ اور اُس کی زیارت کی ہے۔ وحق متابعان ایشاں نیز دوست آید پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرزند من ایں تقریرا کہ گفتم غریب است بگیرید ایضاً سبق فقیر کا اس جگہ پہنچا جس وقت سالک کا فتح باب ہو جاتا ہے اور سلوک کا دروازہ اس پہ کھول دیتے ہیں۔ تو انوار اُس کے باطن میں وارد ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُس انوار کا عکس ظاہر بھی پیدا ہوتا ہے۔ منہ اور ناک اور آنکھ اور کان سے باہر آتا ہے جن چیزوں کو کہ دن میں نہیں دیکھتا تھا ان کو

اندھیری رات میں دیکھتا ہے۔ اور یہ ویسی بات ہے کہ جیسے کوئی شخص آئینہ دیکھے تو اپنی صورت کو آئینے میں دیکھتا ہے۔ اس جگہ بھی نور کے عکس کو جو کہ اس میں ہے دیکھتا ہے۔ اور یہ بات وہ آدمی جانتا ہے کہ اس کو واقع ہے۔ ہر آدمی کیا جانے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ کبیر قدس اللہ سرہ کے خانقاہ میں ایک شخص خلوت میں مشغول تھے اور خانقاہ کے حجرے میں چراغ نہ تھا فراش آیا چاہتا تھا کہ چراغ لے جائے۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ نے فراش کو منع کیا۔ کہا کہ تو چراغ مت لے جا فراش نے عرض کیا کیونکر نہ لے جاؤں۔ حجرہ تو تاریک ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ ان کا نور عکس ایسا طالع ہوا ہے کہ اس نے سارے حجرے کو گھیر لیا ہے۔ تو مت جا تو بے ہوش ہو جائیگا تاب نہ لاسکے گا۔ وہ نور خدا کا ہے اگر بال کا تار یا سوئی گم ہو جائے تو فی الحال اس کو دیکھ لے۔ اور لے لے۔ فرمایا کہ خانقاہ عہد شیخ رکن الدین میں ایسے خلوتی لوگ ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ نزدیک دعا گو کے ہزار نفر سے زیادہ وظیفہ دار ہوں گے سب کو وظیفہ پہونچتا ہے[1]۔ خدائے عزوجل کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔ اس نے بادشاہ کے دل میں ڈال دیا ہے وجہ خوب سے اس نے تعین کر دیا ہے۔ ہر ماہ کے اتنے ہزار ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک جو پانی کہ ہے۔ برتن سے خالی ہو جاتا ہے اور ذخیرہ نہیں رہتا ہے۔ جو کچھ پہونچتا ہے بانٹ دیا جاتا ہے واقع

---

[1] مناقب حضرت شاہ رکن الدین صاحب عالم

یہی ایسا ہی تھا۔ کیونکہ درویش کو ذخیرہ نہیں چاہیئے یوم جدید ورزق جدید نیا دن نئی روزی قوت القلوب میں ذکر کیا ہے
لا تجوز الذخیرۃ للسالک الا لاجل نفقۃ عیالہ او لاجل قضاء دیونہ یعنی سالک کے واسطے ذخیرہ کرنا جائز نہیں ہے مگر واسطے خرچ عیال کے یا واسطے ادائے قرض کے ذخیرہ کرنے کے باب میں وعید قرآنی ہے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون یعنی جو لوگ کہ خزانہ کرتے ہیں سونے اور چاندی کو، اور خرچ نہیں کرتے ہیں اسکو اللہ کی راہ میں پس تو خوشخبری دے اُن کو ساتھ عذاب دردناک کے جب دن قیامت کا ہوگا تو اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کریں گے پھر اُس سے اُن کی پیشانیوں کو داغ دیں گے۔ وہ سوراخ کردیگا۔ گدی کے پیچھے سے نکلے گا۔ اور اُن کے پہلو پر رکھیں گے۔ سوراخ کردیگا۔ دوسرے پہلو سے نکلے گا۔ اور اُن کی پیٹھ پر رکھیں گے سینہ و شکم کی طرف نکل آئے گا۔ ایسی عقوبت چکھائیں گے۔ فرشتے کہیں گے یہ خزانہ ہے کہ جس کو تم نے اپنی جانوں کے واسطے ذخیرہ کیا تھا پس تم چکھو عقوبت اس چیز کی کہ جس کو تم خزانہ کرتے تھے وہ کیا فائدہ رکھتا ہے۔ مناسب اس کے حکایت شیخ

جمال الدین احی قدس سرہ کے مناقب کی بیان فرمائی کہ وہ کچھ ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ جو کچھ پہنچتا ہے خرچ کر ڈالتے۔ نگاہ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن اُن کے گھر میں فاقہ گذرا۔ یہاں تک کہ رات آگئی۔ شیخ کی قوم نے کہنا شروع کیا کہ تو اہل ہے۔ تو شیخ ہے ان چھوٹے بچوں کا کیا حال کرے گا۔ وہ بھوک کے مارے ہلاک ہو جائیں گے ملتانی زبان میں تقریر فرمائی۔ کہ دروازے کے آگے جاؤ اور دروازہ کھولو۔ شیخ کی قوم نے کہا کہ نوبت بجادی ہے۔ پہر رات گزر چکی ہے میں کہاں جاؤں۔ شیخ نے فرمایا جاؤ۔ تو جب گئے تو دیکھتے ہیں۔ کہ چند عورتیں کھانے کا خوان لائے ہیں۔ اور اندر آئیں اور کہا کہ ہم نے شیخ کے واسطے نذر کی تھی۔ جبکہ ہماری حاجت روا ہو گئی تو ہم نے اپنی نذر وفا کی۔ شیخ نے فرمایا بچوں کو بیدار کرنا کہ کھالیں خدائے عزوجل کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔ لیکن ہر وہ چیز کہ موقوف ہے جب اُس کا وقت ہو جاتا ہے تو وہ چیز موجود ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو کہ ہرگز ہم کو نہ پہنچے گی مگر وہ چیز کہ جس کو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ ہے اور اللہ ہی پر بس چاہیئے کہ بھروسہ کریں بھروسا کرنے والے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بایا لقمہ ایک عزیز نے پوچھا کہ کل مدع کذاب حدیث ہے جواب فرمایا

حدیث ہے پھر پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں اور لفظ کل کا احاطہ
ہر افراد کا ہے فرمایا من ادعی نفسہ قولہ تعالیٰ ان النفس لامارۃ
بالسوء اگر وہ کسی چیز پاس ہوتا تو ہرگز دعوے نہ کرتا بلکہ انکسار و شکستگی
بہت کریں جیسا کہ کہا ہے "اگر یافتی دم مزن اگر نیافتی فریاد چیست"
یعنے اگر تو نے پایا ہے تو دم مت مار اور اگر نہیں پایا ہے تو فریاد
کیوں ہے پھر بھی پوچھا کہ الا کل شئ ما خلا اللہ باطل حدیث ہے
جواب فرمایا حدیث ہے یعنے جو چیز کہ سوا خدا کے ہے اور انکا دل
خدا کے ذکر سے غافل ہے تو وہ باطل ہے پھر روئے منبر طرف فقیر
کے ہوئے فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا ترتیب اس
میں تھی۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ما من احد یصلے الفجر ثم یقول
حین ینصرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حِیْلَۃَ وَلَا اِحْتِیَالَ
وَلَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ سبع مرات الا دفع
اللہ عنہ سبعین نوعًا من البلایا اس فقیر نے پوچھا حین
ینصرف کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا ای حین یفرغ اور یہ بھی
میں نے پوچھا کہ حیلہ و احتیال ایک معنی ہیں تکرار کیوں ہے
جواب فرمایا کہ احتیال ابلغ ہے یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے نہیں ہے
کوئی شخص کہ پڑھے نماز فجر کی، پھر کہے جبکہ فارغ ہو جائے دعا ئے

مذکور کو سات بار اگر اللہ عز وجل دفع کرے اس سے ستر قسم کی بلا
کو مامن احد میں من زائدہ ہے ای ما احد ما نفی کا ہے۔ احد
اسم ہے ما کا یفعل فعل مستقبل خبر ہے ما کی رو سے مبارک طرف اس
فقیر کے اسے اور یاران دیگر کے فرمایا کہا یہ اس دعا کو یاد کر لو لیے
ناغہ پڑھو۔ ہر صبح کو بعد فراغ کے فرض سے سات بار پڑھو۔ دس
بلاؤں کو دفع کریگا۔ سات کو دس میں ضرب دو ستر ہوتے ہیں بہا
عظیم دعا ہے کہا یہ دعا کو یاد دلا دو لیا اس حدیث شریف کے سبق
اس فقیر کا اس حدیث شریف میں پہنچا عن انس بن مالک رضی اللہ
عنہ انہ قال من قال فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ
وَرَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَلَہُ النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
مَرَّۃً وَاحِدَۃً ثم قال اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَھَا لِوَالِدَیَّ لم یبق
لِوَالِدَیْہِ عَلَیْہِ حَقٌّ اِلَّا اَدّٰی اِلَیْھِمَا وَاَتَمَّ بِرَّھُمَا فَاِنْ قَالَھَا ثَلَاثَ
مرات وَجَعَلَ ثَوَابَھَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَدْخَلَ اللہ تعالیٰ
عَلَی الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُوَحِّدِیْنَ الضِّیَاءَ وَالنُّوْرَ وَالْفُسْحَۃَ وَمَنْ زَادَ
فَعَلٰی قَدْرِ ذٰلِکَ مِنَ الثَّوَابِ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی اس
دعا کے مذکور کو ایک بار پڑھے اور اس پڑھنے کا ثواب خاص بار

باپ کو بخشے زیادتی نہ لیوے گا واسطے اُس کے ماں باپ کے اُس پر کوئی حق مگر اس نے ادا کر دیا اس حق کو طرف ماں باپ کے، اور پورا کر دیا اُن کے تئیں کو اور جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے اور اسکے پڑھنے کا ثواب مومن مردوں اور عورتوں کو بخشے تو داخل کرے اللہ تعالیٰ اُن موحدوں کی قبروں پر مثل روشنی سورج اور چاند کے اسلیے کہ ضیاء عبارت ہے سورج سے اور نور عبارت ہے چاند سے اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے وجعل الشمس ضیاء والقمر نورا معنی ضیاء و نور کے ایک ہیں لیکن ضیاء ابلغ ہے اسلیے کہ یہ صفت ہے سورج کی اور سورج زیادہ تر روشن ہے چاند سے اور اُن موحدوں کی قبروں کو فراخ کر دے موحدین کی قید اسلیے لگائی تاکہ کفار خارج ہو جاویں کیونکہ اُن کو بھی قبر میں دفن کرتے ہیں اور جس کو قبر میں دفن نہیں کرتے ہیں تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ ہوا کو حکم دیتے ہیں کہ اُس خاک کو جمع کر دے پھر فرشتے قبر میں دفن کرتے ہیں۔ اسلیے کہ وعدہ بعث کا قبروں سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان اللہ یبعث من فی القبور یعنے بیشک اللہ اُٹھاویگا اُن لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔ اور جو کوئی اس دعا کو تین بار سے زیادہ پڑھے تو اُس کے اندازے پر ثواب ہوگا پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس دعا کو ایک بار تلقین کر کہ ہم پڑھیں ماں باپ کو ثواب بخشیں اور تین بار تلقین کر کہ سارے اہل اسلام

کو ثواب بخشیں۔ اسلئے کہ اُس طرف حدیث غائبت بیان کرتے ہیں،
چوں عامل می افتد تا عمل لمینکند بیشتر تمے درود دعا گو بھی اُن کے طریقہ
ورسم کو نگاہ رکھتا ہے پس اس فقیر نے تلقین کی ہم سب یاروں نے
پڑھا اور ثواب بخشا پھر روئے مبارک طرف یاروں کے لائے فرمایا
فرزندمن سید علاء الدین اہل علم ہے۔ نزدیک دعا گو کے مجاور رہتا ہے
یعنی خوب سعی و کوشش بجا لاتا ہے۔ اور دولو الیعین کا ہمارے پاس
اعتکاف کیا اور ملفوظ فوائد جمع کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ برادر ثمرہ دیگا
یہ فقیر اس امیر کے قدم مبارک میں گر پڑا فرمایا فرمایا۔ فرزند من۔

ایضاً ستائیسویں ماہ ذیقعدہ منگل کے دن چاشت کے وقت

یہ فقیر غایت کے حجرے سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق
ہوتا تھا بات تجلی میں تھی قولہ تعالیٰ وکان قاب قوسین او ادنی یہ
آیت حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے بواسطہ لامکان
کے ہے پس نسبت اس مکان کی طرف رسول خدا کی ہے نہ طرف
خدا کے یعنے قاب قوسین کے مکان سے خدا کو دیکھا لامکان
جبکہ مکان ممکن مخلوق ہے تو بالضرور مکان سے دیکھتا ہے اور
لامکان صفت ہے خداوند کی رایت ربی فی قلبی دسبق
البصیرۃ علی البصر بصیرت دل کی بینائی کو کہتے ہیں قولہ تعالیٰ
قل ھذا سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

اور بصر آنکھ کی بینائی کو کہتے ہیں وذلک قولہ تعالیٰ وما زاغ البصر
وما طغیٰ یعنی سر کی آنکھ کو سلایا۔ دل کی آنکھ سے دیکھا۔ ادب کو
نگاہ رکھا۔ پس سر کی آنکھ کو کھولا۔ جب یہ ادب نگاہ رکھا تو دوسرے
بار بھی دکھلایا وذلک قولہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ ای تارۃ
اخریٰ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوپر لے
جاتے تھے تو آپ پر ساری چیز دل کو پیش کرتے تھے۔ آپ اُن
کے تماشے میں مشغول نہ ہوئے یہاں تک کہ قاب قوسین کے
قرب میں پہنچے۔ خدائے تعالیٰ کو دیکھا جب پھرے تو جمالہ
اشیار کو کہ نہ دیکھا تھا بطفیل اُس کے دیکھا۔ مارے غایت رشک
کے یہ ہے علو ہمت قولہ تعالیٰ وما زاغ البصر وما طغیٰ فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابع و پیرو کو بھی چاہیئے کہ یہی ادب
نگاہ رکھے۔ جس وقت کہ اُس پر اشیا کا مکاشفہ معاینہ ہو جائے
تو نظر نہ کرے۔ ان کی طرف نہ دیکھے۔ یہاں تک کہ مشاہدہ کو پہنچے
پس بطفیل مشاہدہ کے دیکھے۔ جیسا کہ بعض مشائخ صوفیہ رضوان اللہ
علیہم نے فرمایا ہے۔ رایت اللہ قبل کل شئ یعنے میں نے خدا
کو ہر چیز سے پہلے دیکھا۔ یعنے رشک کے مارے اشیار کا مکاشفہ
ہوا تو ہم نے طرف اُن کے نظر نہ کی۔ یہاں تک کہ ہم نے وصال
پایا۔ پھر بطفیل اُس کے دیکھا۔ بعض درویشوں نے رشک کیا ہے
جب تک کہ بادشاہ کے پاس نہ پہنچیں۔ تب تک دہلیز و بارگاہ کی

طرف نہ دیکھیں بعد اس کے حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ
کا ذکر چلا کہ انہوں نے دیدار کی درخواست کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
رب ارنی انظر الیک یعنے اے پروردگار میرے تو مجھے دکھا
کہ میں طرف تیرے نظر کروں۔ غایت اشتیاق سے درخواست
کی جلدی فرمائی۔ ادب نگاہ نہ رکھا چونکہ قضا ویسے ہی تھی تو یہ
جواب سنا کہ لن ترانی ای فی الدنیا بعین الراس یعنے تم ہرگز
مجھے نہ دیکھے گا۔ دنیا میں سر کی آنکھ سے اگر کوئی سائل سوال
کرے کہ نفی تابید کی ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں ہوگی۔ تو ہم
جواب دیں گے کہ تابید دنیا میں ہے۔ آخرت میں نہیں ہے
جیسے کہ اس قول باری تعالیٰ میں ہے۔ فتمنوا الموت ان کنتم
صادقین ولن یتمنوہ ابدا یعنے بندے ہرگز موت کی تمنا نہ کرینگے
یہ دنیا میں ہے۔ رہی آخرت سو اس میں شدت عذاب کے
مارے موت کو طلب کریں گے۔ قول سے اللہ پاک کا یامالک
لیقض علینا ربک یعنے اے مالک تو کہہ کہ حکم کرے ہم پر موت
کا پروردگار تیرا ہم عقوبت کی تاب نہیں رکھتے ہیں۔ پس یہ نفی
تابید کی ہے۔ دنیا میں نہ آخرت میں پھر اس فقرے سے فرمایا فرزند
من بگیر یہ صحبت تمام ست نیز اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پیغمبر مرسل تھے۔ ان پر یہ امر خوب واضح
تھا کہ دیدار دنیا میں سر کی آنکھ سے نہیں ہے انہوں نے اسکی درخواست

کیوں کی تو اس کے جواب میں دو قول کہے ہیں ایک یہ ہے
کہ انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح وہ مجھ سے بات کرنے کا دریغ
نہیں کرتا ہے بے واسطہ مجھ سے بات چیت فرماتا ہے۔ اسی طرح
اگر میں اس سے دیدار کا سوال کروں تو شاید ارزانی فرمائے۔ دوسرا
جواب یہ ہے کہ حق کے ساتھ کلام کرتے ہیں ایسے مستغرق ہوئے
اور فرحت و بہجت ان میں پیدا ہوئی کہ انہوں نے جانا کہ یہ خوشی
دنیا میں تو نہیں ہوتی ہے۔ شاید میں بہشت میں پہونچ گیا اور
بہشت سے دیدار سر کی آنکھ کے ساتھ روا ہے۔ اسلئے درخواست
کی۔ یہاں تک کہ جواب لن ترانی سنا تو بیدار ہو گئے۔ سوچا کہ میں
تو دنیا میں ہوں پس بمعذرت و توبہ پیش آئے قال انی تبت
الیک وانا اول المؤمنین یعنے حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ
بیشک میں نے توبہ کی طرف تیرے اور میں اول ہوں مومنین کا
اگر کوئی سائل سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تو دیدار فاکمل الاوار نصیب ہوا یہ کیونکر ہے تو جواب دیں
کہ آپ نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ قاب قوسین سے دیکھا۔ اور
وہ نہ دنیا ہے نہ آخرت ہے۔ وہ مقام قرب کا ہے۔ کوئی شخص
اس جگہ پر نہیں پہونچتا ہے۔ مگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ
صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی
فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنے میرے لئے ساتھ خدائے تعالےٰ

کے ایک محل ہے کہ اُس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچتا ہے نہ کوئی پیغمبر مرسل وہ خاص مقام ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادب کو نگاہ رکھا اور قضائے حق تعالیٰ بھی ایسی ہی تھی تو آپ نے بار دیگر بھی دیکھا وذلک قولہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ای تارۃ اخریٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب لن ترانی کی حکمت یہ تھی کہ جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دیکھیں تب تک حضرت موسیٰ اور اُن کے سوا اور کوئی نہ دیکھے جیسا کہ کلمات قدسیہ میں آیا ہے لولاک لما خلقت الافلاک یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تو نہ ہوتا میں آسمانوں کو اور آسمان والوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی خدائی کو آشکارا کرتا۔ مناسب اس ادب کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ شیخ کبیر میں شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں ایک غریب درویش فروکش ہوئے۔ شیخ نے خادم کے ہاتھ اُن کے واسطے کھانا بھیجا خادم نے کہا کہ تم شیخ کو دیکھو گے وہ درویش کہنے لگے کہ میری کیا مجال ہے کہ میں شیخ کو دیکھ سکوں جب خادم لوٹ کر گیا تو اس نے یہ واقعہ شیخ سے عرض کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ ہم ان کے پاس جائیں گے جس وقت وہ درویش طعام سے فارغ ہوئے تو شیخ تشریف لے گئے اور ان سے

ملاقات فرمائی اور ذرا دیر میں اُن درویش کو طرف مقصود کے پہنچا دیا اور اُسی وقت رخصت فرما دیا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا۔ برادران بگیریدِ جہاں کہ مخلوق میں ادب کا یہ حال ہے تو خاص کر خالق کا بھی اسی پر قیاس کرو اور ادب کو نگاہ رکھو جب سالک بے ادبی کرتا ہے توفیق ہو جاتا ہے اُس سے زیادہ کہ بسط ہوا ہوئے وھذا نوع من الابعاد الی ان یتوب یعنے یہ ایک قسم ہے دوری کی یہاں تک کہ اُس سے رجوع کرے۔ بر سر ادب آئے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بر سر ادب آئے تبت الیک وانا اول المؤمنین کہا تو حکم ہوا کہ یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین یعنے اے موسیٰ بیشک میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر ساتھ اپنی رسالتوں کے۔ اور ساتھ اپنے کلام کے پس لے لے جو کچھ کہ میں تجھ کو دوں اور ہو شکر کرنے والوں سے اسی اثنا میں سادات عراق سے واسطے زیارت خدمت کے پہنچے اور ایک قطعہ جامے کا فتوح لائے قبول فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ خاص کر ہم بوجہ اشتیاق مخدوم کے آئے ان کا اکرام کیا۔ اور حسن خادم سے فرمایا کہ ان کے واسطے شیرینی لاؤ اور یہ حدیث شریف پڑھی من زار حیا ولم یذق منہ شیئا فکانما زار میتا

ملفوظ ۹ مجلس

یعنے جو شخص کہ کسی زندے آدمی کی ملاقات کرے اور اس سے کوئی
چیز نہ چکھے تو گویا اُس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ بعد اس
کے اُن سے فرمایا کہ تم کو دو ذوق حاصل ہو گئے ذوق معنوی تو یہ
ہے کہ تم نے عوارف کا سبق سنا اور ذوق صوری بھی حاصل ہوا
کہ تم نے شیرینی کھائی اور تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص روزہ دار نہو
وہ کھائے صائم نہ کھائے حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
الصائم اذا اکل عندہ استغفرت لہ الملائکۃ ما دام وا ما
کلون یعنے روزہ دار کہ جس وقت کھانا کھایا جائے نزدیک اُسکے
تو مغفرت مانگتے ہیں واسطے اُس کے فرشتے جب تک کہ وہ کھاتے
ہیں۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ اس کا کیا سبب ہے یہ ہے کہ اُس کا دل
تو چاہتا ہے اور وہ اُس کو روکتا ہے یہ ثواب بسبب روکنے کے
ہے ایضاً مولانا حسام الدین صوفی شیخ شیوخ قدس سرہ
کے اوراد خدمت میں پڑھتے تھے پوچھا کہ تم نے بواسطہ دعاگو
کے خرقہ پہنا ہے جواب دیا کہ میں نے چشتیوں سہروردیوں دونوں
کے پہنے ہیں فرمایا خوب نہیں ہے ایک جگہ تو بیعت کریں اور
دوسری جگہ خرقہ تبرک پہنیں وہ بولے کہ میں نے چشتیوں کا تو خرقہ
بیعت پہنا ہے اور سہروردیوں کا خرقہ تبرک فرمایا تم کو واجب ہے
کہ تم اُن کے اوراد کو نگاہ رکھو وہ بولے کہ میں چشتیوں کے اوراد
کو کتنا رسے پڑھتا ہوں فرمایا کہ جس شخص کے مرید ہوں اُسکے اوراد

کو کنارے پر ڈالیں انہوں نے عرض کیا کہ چشتیوں کے اوراد چھوٹے
ہیں فرمایا کہ وہ جس مقدار کے ہوں انہیں کو نگاہ رکھو اور اُن کی
رعایت کرو فارسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک لڑکا مراہق
یعنے قریب بلوغ تھا بالغ نہیں ہوا تھا۔ بیعت کے واسطے نزدیک
دعاگو کے آیا میں نے پوچھا جیسا پوچھتا ہوں کہ تو کس کا خرقہ پہنیگا
سہروردیوں کا یا چشتیوں کا تو اس لڑکے نے ہندی زبان میں کہا
فارسی نہیں جانتا تھا۔ تم مجھے اُس آدمی کا خرقہ دو کہ جس کے
اوراد بڑے ہوں میں نے دلیل کی کہ یہ لڑکا عالی ہمت ہوگا۔
میں نے اُس کو شیخ شیوخ کا خرقہ پہنایا اسلئے کہ ان کے اوراد
بڑے ہیں۔ **ایضاً** شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق
خدمت میں پڑھتا تھا۔ گفتگو صوف و صوفی میں تھی۔ قال
بعضھم سمی صوفیا للبسہ الصوف و بعضھم قالوا للبسھم
الصوفۃ و بعضھم قالوا لصفاء بواطنھم و بعضھم قالوا لنسبت
لاصحاب الصفۃ یعنے بعض نے کہا کہ صوفی کو صوفی اسلئے کہتے
ہیں کہ وہ صوف پہنتا ہے۔ یعنے گلیم کمل بعض نے کہا اسلئے کہتے ہیں
کہ وہ صوف پہنتے ہیں۔ اُن کی نسبت طرف صوفہ کے کرتے ہیں جیسے
کہ منسوب بکوفہ کو کوفی بولتے ہیں۔ عرب میں صوفہ پارۂ گلیم یعنے کمل
کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ فارسی صوفہ کی ژندہ ہے اور صوفی ژندہ
پوش ہوا۔ اور یہ اسی سے ماخوذ ہے کہ مرد دلہ گلیم ست یعنے وہ مقرب

ف۔ [illegible]

ف۔ تحقیق صوفی

ہے خود کو گاہے سے پوشیدہ رکھتا ہے بعض لوگ اُس کے اہل نہیں ہیں۔ اُس کو پہنچتے ہیں تا کہ تم جانو کہ وہ مثل اُس قوم کے ہیں
سے لیعرفنا من کان من جنسنا وکل الناس لنا منکر
یعنے ہر آئینہ پہچانتا ہے ہم کو وہ شخص کہ ہمارے جنس سے ہے۔ اگرچہ سارے لوگ ہمارے منکر ہیں۔ معنی صوفی و مقرب کے ایسا ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد دولت نہیں صوفی نہیں لکھتے تھے۔ مقرب بولتے تھے۔ یہ نام عہد تابعین رضی اللہ عنہم میں رکھا گیا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم بعض نے کہا کہ اُن کی صفائی باطن کی جہت سے صوفی کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ صوفی کو صفہ سے لیا ہے۔ یہ نسبت ہے طرف اصحاب صفہ کے ایک یار نے پوچھا کہ لفظ صفہ کا تو مضاعف ہے اور صوفی معتل عین ہے پس جہ اشتقاق کے کیونکر درست ہوگی جواب فرمایا کلام عرب میں رسم ہے کہ مضاعف کو حرف علت سے بدل کرتے ہیں۔ جیسے حظی کہ اصل میں حظظ تھا
قد افلح من زکیھا وقد خاب من دسیھا اصل میں دسسھا تھا۔ دوسرے سین کو حرف علت سے بدل کیا وھذا الا بدال صحیح لھا بروزۃ احد حرفیہ حرف العلۃ یعنے خاص اس مضاعف کو صحیح نہیں کہتے ہیں اسلئے کہ اس کے دو حرفوں میں سے ایک کو حرف علت سے بدل کرتے ہیں جیسے تقضی البازی کہ

اصل میں تتقضض تھا۔ حرف ثانی کو حرف علت سے بدل کر دیا
ومثل ھذا فی کلام العرب کثیر یعنی اس کے مثل کلام عرب
میں بہت ہے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید این تقریر لعل
اس کے فرمایا کہ صوفی کو صفہ سے لیا ہے اور اصحاب صفہ عہد دولت
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
کلام مجید میں ان کی صفت یوں بیان فرمائی ہے للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم
الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسألون
الناس الحافا تفاسیر میں بیان کیا ہے الحافا ای الحاحا۔
الحاح کہتے ہیں گڑگڑانے کو یعنی یہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم
فقیر تھے۔ نادان لوگ جانتے کہ وہ توانگر ہیں وہ خود کو لوگوں کی
نظر میں توانگر بتاتے تھے۔ اس لئے کہ ان اللہ یحب الفقیر الغنی
یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے درویش توانگر نما کو۔ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پہچانتے ہو انہیں اصحاب صفہ کو جو کہ
فقیر ہیں ان کے چہرے کے نشان سے وہ نہیں مانگتے ہیں
لوگوں سے بالحاح لیکن دعا گو سے اس طرف الحافا کے معنے
سنتے ہیں کہ ہرگز کبھی ہندوستان میں نہیں سنے تھے۔ اور نہ
کسی تفسیر میں ہیں وہ یہ ہیں کہ لا یسألون الناس الحاحا ای حیاء
من اللہ تعالیٰ یعنی ان اصحاب صفہ کی یہ صفت ہے کہ خدا تعالیٰ

ف۔ صفت اصحاب صفہ

کی شرم کے مارے لوگوں سے نہیں مانگتے ہیں تو نہیں دیکھتا ہے
کہ اس زمانے میں اگر بادشاہ مجازی کا کوئی بندہ ہوتا ہے تو وہ
شرم و ننگ کے مارے دوسرے سے نہیں مانگتا ہے۔ پس
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من ایں معنی
بگیر بایہ غریب است۔ پھر اصحاب صفہ کے باب میں فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ ان کے بیٹھتے اور اُن کے ساتھ
کھانا تناول فرماتے اور اگر فتوح آتی تو اس میں سے ان کو حصہ
دیتے۔ اور اگر اُن سے مصافحہ فرماتے تو اپنے دست مبارک کو نہ
کھینچتے یہاں تک کہ وہ نہ کھینچ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دن عرب
کے رئیس لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف
میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ آپ سب وقت انہیں ژندہ و دلق پوش
درویشوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ہم ان کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔ کوئی دن تو ایسا ہو کہ آپ
ہم کو اپنے نزدیک جگہ دیں اور ان کو پیچھے بٹھائیں ہم سے خوشبو
آتی ہے۔ ہم عطر ملتے ہیں اور اُن سے کمل د پسینے کی بدبو آتی ہے
ایسی بات چیت میں تھے کہ وحی نازل ہوئی جبرئیل امین علیہ السلام
یہ آیت شریف لائے۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ
والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شئی
وما من حسابک علیھم من شئی فتطردھم فتکون من الظالمین
یعنے اے محمد تم ان مٹھی بھر لوگوں کو ان امیروں کے کہنے سے میری دوستوں کو

مت ہنکالو جو کہ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام اور
چاہتے ہیں اُسی کی ذات خاص کو نہ دنیا ان کی نظر میں آتی ہے
نہ عقبیٰ۔ نہ تم پر ۱۱۰ کے حساب سے ہے کچھ نہ تمہارے حساب
سے ہے اُن پر کچھ ۔ اگر تم اُن کو ہنکالو گے تو ظالموں ستمگاروں
سے ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تم ہرگز ستمگاروں سے نہیں ہو ولا تطع
من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ یعنے تم اطاعت مت
کرو اُن لوگوں کی کہ جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل
کردیا ہے۔ اور انہوں نے اپنی ہوا کی پیروی کی ہے یعنے تم
ان غافل دل والوں کا کہا مت مانو کیونکہ وہ تو ہوا کے پیرو ہیں۔
اور ہوا کے بندے ہیں افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنے کیا
پس دیکھا تو نے اُس شخص کو کہ ٹھہرایا اس نے معبود اپنا اپنی ہوا کو
ے اذیں مشتِ ریاست چو نے رعنا ہیچ نکشاید
مسلمانی نہ مسلم جو ئے در دین نہ نون در دا
ے من ملك النفس فحر ما ھو والعبد من یملکہ ھواہ
یعنے جو شخص کہ اپنے نفس کا مالک ہے وہ مرد آزاد وہی ہے۔ اور غلام
وہ ہے کہ جس کی ہوا اُس کی مالک ہوتی ہے۔ اس طائفہ اصحاب
صفہ کی صفت یہ ہے لا الی ضرع ولا الی زرع ولا الی تجارۃ
ویحملون الحطب ویاکلون التمر کانوا متوکلین علی اللہ و
مستغرقین فی اللہ یعنے نہ ان کی گائیں بکریاں تھیں کہ انکو دوہیں۔

نہ ان کی کھیتی تھی کہ اُس کو جوتیں بودیں۔ نہ ان کی تجارت تھی کہ اس سے قوت بسری کریں۔ بیشتر اوقات اپنا اپنا ہی آب لاتے اور کھجور کھاتے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے اور اُس کی ذات میں غرق رہتے تھے۔ اُن کا قوت خرما تھا۔ یہاں تک کہ بعض اصحاب صفہ آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ احرقتنا التمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا تعلمون ان التمر طعام المدینۃ فنرسل الیکم ما ناکل ثم صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر فقال والذی نفس محمد بیدہ ان فی بیتی شھرین لا یرفع فیھا الدخان فھو اولی بہ۔ یعنی اے رسول خدا کھجور نے ہم کو جلا دیا۔ یعنی اسلئے کہ کھجور گرم ہے۔ پس آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ کھجور کھانا ہے مدینے کا۔ یعنی اسی کو کھاتے ہیں دوسرا کھانا کمتر ہے۔ پس ہم بھی تمہارے طرف وہی بھیجتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ دوسرا کھانا کمتر ہے۔ پس ہم بھی تمہارے طرف وہی بھیجتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے۔ پس فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے دستِ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ بیشک دو مہینے ہیں کہ میرے گھر میں دھواں بلند نہیں ہوا ہے۔ فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا فقر تھا۔ فقر و فاقہ کا دھواں نکلتا تھا۔ کبھی کھجور پر کفایت فرماتے۔

پھر اصحاب صفہ کا عدد بیان فرمایا کہ وہ ایک سو چار نفر تھے گھر نہیں
رکھتے تھے مسجد میں رہتے بستے۔ انہیں کے حق میں ہے کہ المسجد
بیت کل تقی یعنے مسجد گھر ہے ہر پرہیزگار کا۔ کپڑے پورے اور
درست نہیں رکھتے تھے۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے۔ وقت
سے پہلے مستعد و تیار ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
قول پاک ہے کہ عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت وعجلوا بالتوبۃ
قبل الموت یعنے جلدی کرو تم نماز کی فوت سے پہلے اور جلدی کرو
توبہ کی موت کے پہلے انہیں اصحاب صفہ کا کپڑا ایسا ہوتا کہ زانو پر
بدشواری پہنچتا۔ یہاں تک کہ نماز میں درست نہیں باندھ سکتے پھر
کو زانو پر پکڑتے اور نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن اُن میں سے ایک
شخص نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا کچھ کام تھا۔
آپ گھر میں تشریف لے گئے۔ اُس کی پروا نہیں فرمائی تو عتاب
آیا۔ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت تشریف لائے عبس وتولی ان جاءہ
الاعمی یعنے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس لئے کہ اُس کے پاس
اندھا آیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے معذرت
کی اور فرمایا کہ تمہارے گروہ سے عتاب کی برق آئی اور یہی آیت
مذکور اُن پر پڑھی اور یہ آیت تشریف بھی انہیں کے حق میں ہے۔ ولا
تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ
اس جہت سے کہ وہ لوگ عالی ہمت ہیں۔ اس سے نہیں چاہتے ہیں مگر

اُسی کی ذات پاک کو دعا گو نے مدینہ مبارک میں ان کی زیارت کی ہے۔ نام ان کا معلوم ہے۔ قبر ان کی معلوم نہیں ہے انہیں اہل صوفہ و صوف پوش کے مناسب حکایت بیان فرمائی وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما کان علیہ جبۃ من الصوف ولہ القلنسوۃ من الصوف وکساء من الصوف یعنی جس وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ نے کلام کیا تھا تو اُن پر صوف کا جبہ صوف کی ٹوپی صوف کا کمل تھا۔ صوف کے معنے از روئے لغت کے گلیم پشم کے ہیں۔ یعنے کمل براون فرمایا کمۃ بالتاء القلنسوۃ وبغیر التاء آستین جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

ولا تطلب من الدنیا نصیبا سوی خبز الشعیر وکوز ماء
ولا تلبس لباسا دون صوف فان الصوف لبس الانبیاء

یعنی تو طلب مت کر دنیا سے کوئی حصہ مگر جو کی روٹی اور آبخورہ بھر پانی کا اور سوائے صوف کے اور کوئی لباس مت پہن کیونکہ صوف انبیاء علیہم السلام کا پہناوا ہے۔ یعنی وہ لوگ نزدیک خداوند تعالیٰ کے قرب رکھتے ہیں۔ اور مقرب لوگ اسی سے قرب پاتے ہیں۔ ولہذا قال الشیخ العارف صاحب عوارف المعارف الصوفی ھو المقرب یعنے صوفی مقرب کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد دولت میں مقرب کو کہتے تھے اور

یہ نام صوفی کا زمانہ تابعین میں رکھا گیا۔ وقال البعض تسمیۃ الصوفی لانھم کانوا فی الصف الاول بین یدی اللہ عزوجل یوم القیامۃ یعنی صوفی کا نام مقرب اسلئے رکھا ہے۔ کہ مقرب پہلی صف میں ہوں گے۔ روبرو اللہ عزوجل کے روز قیامت کو صوف یعنی صفیں ہوں گے جیسا کہ تفاسیر میں کہتے ہیں۔ ویصف الانبیاء ثم العلماء ای الصدیقون اولئک المقربون قولہ تعالیٰ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا والعالم ھو الصدیق لاجل ھذا قال ثم العلماء ثم الشھداء ثم الصلحاء ثم الامثل فالامثل یعنے پہلی صف پیغمبروں کی ہوگی پھر علماء صدیقین کے اسلئے کہ وہ مقرب صوفی ہیں، پھر شہداء ہوں گے۔ والمراد من الشھداء الحاضرون[1] بین یدی اللہ لا غائبون عنہ ساعۃ یعنے ان شہداء سے مراد وہ لوگ ہیں کہ حضرت رب العزت میں حاضر رہتے ہیں۔ گھڑی بھر اُس سے غائب نہیں ہوتے۔ یعنے رب حال میں خداوند تعالیٰ کو خود پر حاضر و ناظر و قادر و قاہر جانتے ہیں۔ ایک وقت بھی اُس کو غائب نہیں سمجھتے۔ قولہ تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو، اور ہم قریب تر ہیں طرف بندے کے اسکی رگِ جان سے پھر صالح نیک مرد لوگ ہوں گے ان کے بعد دوسرے

---

[1] شہداء کا عجیب معنی

مومن ہوں گے اور دانشمندان معنوی صدیقین ہیں اور یہ قول موافق قول خدائے عزوجل کے ہے اولئك الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا تمام اس کے فرمایا کہ اس طرف دعا گونے صدیق کی وجہ اشتقاق دوسنی ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہیں سُنی تھیں قال بعضھم الصدیق فعیل من الصداقۃ وھو المحبوبیۃ وفعیل للمبالغۃ وھو کثیر المحبۃ وشدتھا یعنی المحب للہ واللہ محبہ ای المحب والمحبوب وقال بعضھم من الصدق وھو کثرۃ التصدیق بان لا یشك فی شئ جاء من اللہ ونطق رسولہ وھذان الصفتان کانتا فی وجود ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ کان محبا ومحبوبا ومصدقا لما جاء من اللہ ونطق رسولہ یعنے ایک قول یہ ہے کہ صدیق صیغہ مبالغے کا ہے مشتق ہے صداقت سے، اسلئے کہ فعیل کا وزن واسطے مبالغے کے ہے اور صداقت کثرت محبت کو کہتے ہیں۔ یعنے وہ خدائے تعالیٰ کو بہت سخت دوست رکھتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اُس کو بہت سخت دوست رکھتا ہے یعنے وہ محب بھی ہوتا ہے اور محبوب بھی، اولیائے کرام نے محب غیر محبوب ہونے سے پناہ مانگی ہے ؎

انت الحبیب ولکنی اعوذ بہ   من ان اکون محبا غیر محبوب

یعنے تو دوست ہے لیکن پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں محب ہوں

اور محبوب نہ ہوں اس لیے کہ محب مثلاً اگر محبوب نہ ہوگا تو فتنے میں پڑیگا اور اسی لیے تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی عاشق کسی معشوقہ کا محب ہوگیا تو جب تک وہ معشوقہ اُس کو دوست نہ رکھے گی تب تک وہ پریشان رہے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صدیق مشتق ہے صدق سے اور صدق عبارت ہے کثرت تصدیق سے بایں طور کہ اصلاً شک نہ لائے کسی چیز میں جو کہ طرف سے اللہ تعالیٰ کے آئے۔ اور اُس کے رسول نے فرمائی۔ بوجھ سے اُس کو راست و درست جانے۔ اسلیے کہ صدیق صیغہ مبالغے کا ہے۔ یہ دونوں صفتیں وجود مبارک امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں۔ یعنی وہ محب و محبوب حق تھے اور مصدق بھی تھے پھر دستِ مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزندِ من یہ دو نوجہاںیں صدیق کی اور فوائد جو میں نے بیان کیے ان کو لکھ لو۔ عزیب ہیں میں نے اُس طرف سے ہیں ہرگز ہندوستان میں نہیں سنے تھے۔ ایضاً فرمایا کہ عسل یعنی شہد انگبین کو چاہیے کہ آب باراں کے ساتھ پئیں۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس و انزلنا من السماء ماء مبارکا یعنے نکلتی ہے شہد کی مکھی سے ایک شراب یعنے پینے کی چیز کہ جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں شفا ہے واسطے لوگوں کے اور اُتارا آسمان سے مبارک پانی پس شفا دو

برکت دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ساری خیریت ہے بھائیو! اس کو لو۔

اٹھائیسویں ماہ ذیقعد بدھ کے دن اشراق کے بعد

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ معظم حاجی دو بخارا سے خدمت میں پہنچے شرف پابوسی حاصل کیا۔ ان کی تعظیم و تکریم فرمائی۔ اُن کو بغل میں لیا بیٹھیں اور چند نفر ہمراہ تھے۔ خاص شیخ زادے سے پوچھا کہ کس مصلحت کے واسطے اس طرف قدم مبارک لائے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ خاص خدمت میں مخدوم کے آیا ہوں تاکہ شرف پابوسی حاصل کروں۔ اور تربیت پاؤں۔ فرمایا مبارک ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اول تم شیخ الاسلام کے پاس اترو وہ مخدوم زادے ہیں۔ اور جملہ مشائخ کے سردار ہیں۔ یہ بات میں ادب کی جہت سے کہتا ہوں نہ اسلئے کہ میں تم کو اپنے پاس سے ہٹکاتا ہوں۔ جہاں تمہارا انشراح خاطر ہو وہیں نزول فرماؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اسی جگہ زیر قدم مخدوم کے اُترونگا پس حسن خادم سے فرمایا کہ کچھ وجہ کرو اور ان کو دو ہم تو دوڑہ والے ہیں۔

ایضاً دعاؤں کا ذکر نکلا

فرمایا دعا استجاب ہے یعنی دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قول

پاک ہے قال ربکم ادعونی استجب لکم یعنے فرمایا تمہارے رب نے کہ تم مجھ کو پکارو یعنی دعا کرو۔ میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ لیکن دنیا میں تعجیل نہیں ہوتی ہے۔ اس میں ایک بھید ہے۔ اگر آدمی سالک ہے تو دعا حاجت دنیاوی کی دنیا میں اور دین میں بھی مزید ترقی درجات ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی خیریت ہے۔ اور اگر عامی آدمی ہے تو ذخیرہ کرتاہے اُس کو آخرت میں دینگے۔ قیامت کے دن ندا کریں گے۔ اور کہیں گے کہ فلاں فلاں کی بیٹی یہ تیری دعا ہے کہ تو نے دنیا میں کی تھی۔ ہم اُس کو قبول کر چکے تھے۔ اب تو لے یہاں باقی ہے۔ اور وہاں فنا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ادعونی استجب لکم یہ امر ہے واللام یدل علی الوجوب یعنے لام وجوب پر دلالت کرتا ہے پس دعا واجب ہے استجب جزا ہے امر ادعونی کی یعنی تمہاری طرف سے تو دعا ہے۔ اور ہماری طرف سے قبولیت پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر ایضاً اسی درمیان میں چند درویش پہنچے قدم بوسی کی بیعت کا التماس کیا۔ فرمایا کون خاندان میں۔ انہوں نے عرض کیا کہ سیدی احمد کبیرؒ کی خاندان ہیں۔ فرمایا کہ دعا گو نے ان کا خرقہ پہنا ہے اور پہنانے کی اجازت بھی رکھتا ہے۔ اور جس شخص سے کہ میں نے خرقہ پہنا ہے وہ مرد صوفی تھا بطریق سنت کپڑے پہنتا تھا۔ اور عرب کا تھا عرب کی رسم ہے کہ سیدی بزرگ کو کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سیدی احمد بھی صوفی تھے۔ مولہ نہ تھے ہم نہیں

جانتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہاں سے لیا ہے کہ سر کو لمٹ کرتے ہیں
یعنے سر کو لمڈے کی طرح بناتے ہیں۔ یہ غیر مشروع ہے امام شافعی
رحمتہ اللہ علیہ کے قول پر اُن کی جنابت ویسے ہی جنابت رہتی ہے
اور ہمارے قول پہ پاک ہو جاتی ہیں۔ جبکہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں۔
لیکن ایک شخص سیدی احمد کبیر کے پوتوں سے مجذوب دیوانہ تھا۔
اپنی خبر نہیں رکھتا تھا۔ اُس کا نام بھی دادا کا نام سیدی احمد کبیر تھا۔
اُس کے سر کے بال لمٹ ہو گئے تھے۔ چونکہ وہ خود سے بے خبر تھا۔
تو سر کون دہوئے، کنگھی کون کرے، سر کون منڈائے۔ وہ لوگ اس
کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ تو دیوانہ تھا یہ لوگ ہوشیار ہیں۔ وہ اپنے
اختیار سے سر کو لمٹ نہیں رکھتا تھا۔ المجانین والصغائر لایخاطبون
بالمخاطبات یعنے الاوامر والنواھی لانھم لا عقول لھم والخطاب
بالاوامر والنواھی انما ھو للعقلاء یعنے دیوانے اور بچے مخاطب
بخطاب نہیں ہیں۔ اسلئے کہ خطاب اوامر و نواہی کا خاص واسطے
عاقلوں کے ہے۔ اس بات کو لو۔ تم کو چاہیئے کہ دیوانے کا اتباع
نہ کرو وہ تو دیوانہ تھا۔ سنت کی پیرو ہونا چاہیئے اور ان درویشوں سے
فرمایا کہ تم کو چاہیئے کہ تم شریعت کا علم پڑھو۔ اور سنت پر رہو۔ اور
بدعت سے بچو اور دعا گو کی وصیت کو نگاہ رکھو۔ پھر توبہ کی تلقین کی اور
خرقہ پہنایا ایضاً اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند میں سبق پڑھ ترتیب اس میں
تھی ینبغی للسالک ان یکون عالی الھمم ولا ینظر بالمکاشفات

اذا کشف علیہ من عالم الملکوت السماویۃ وامثالہ لا یلتفت
لان مقصود السالک ومطلوبہ ھو اللہ تعالیٰ لقولہ علیہ السلام
ان اللہ یحب معالی الھمم وکان السلف مشغولین باللہ لا لاجل
المکاشفۃ وکانوا صادقین فی طلبہ وبطفیل صدقھم کوشف
لھم اذا زکت نفوسھم وصفت قلوبھم مثل المرآۃ من الصداء
یعنے سالک کو چاہیئے کہ عالی ہمت ہو مکاشفات کی طرف نظر نہ کرے
جبکہ اُس پر کشف کیا جائے۔ جیسے کشف قبور، وکشف ملکوت آسمان
وکشف ارواح اور مانند اس کے اُن پر کچھ التفات نہ کرے اسلئے
کہ اُس کا مطلوب ومقصود حق تعالیٰ ہے۔ جب وہ ان میں رہے گا
تو وصال کو کب پہنچے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اللہ تعالیٰ عالی ہمتوں کو دوست رکھتا ہے کیونکہ اُس کے سوا دوسرے
کی طرف ملتفت نہیں ہوتے ہیں۔ اور درویش سلف کے رضی اللہ
عنہم خدا کے واسطے مشغول ہوئے ہیں نہ واسطے مکاشفہ کے۔
اور اُس کے طلب میں صادق ہوتے ہیں۔ اس کے طفیل میں وہ
سب اُن کو حاصل ہوتا تھا۔ جبکہ اُن کے نفوس نے تزکیہ پایا
اور اُن کے دل مثل آئینے کے زنگ سے صاف پاک ہو گئے
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک ولی عورت سندھ
سے اُچہ میں دعا گو کے پاس واسطے زیارت کے آئی روتی اور
کہتی تھی زبان سندی میں کہ تو نے مجھے یہ تماشا کیا دکھاتا ہے میں کیا

کروں گی میں تو تیری فریفتہ ہوں نبے عالی ہمت اور یہ بیت پڑھی ؎
مراہمتے بیں بلند روندی کن، کہ ہیں من از تو تر اخواہم
جیسے اصحاب صفہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ
مصاحبت کرنے کا حکم فرمایا ہے واصبر نفسک مع الذین
یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یعنے تو
روک اپنی جان کو ہمراہ ان لوگوں کے کہ جو پکارتے ہیں اپنے رب
کو صبح وشام چاہتے ہیں اُس کی ذات کو نہ واسطے طمع جنت کے،
اور نہ واسطے خوف دوزخ کے، اُسی کی ذات کے واسطے اُسکی
طاعت کرتے ہیں ؎
چوں گلشن بہشت نیاید بچشم شاں کے سر درون گلخن دنیا در آورند
فرمایا ینبغی للمحب ان یراعی مخاطبات محبوبہ ای الاوامر والنواھی
ولا یقصر فیھا بنوع ما وان ادعی المحبۃ ولم یحافظ مخاطبات
محبوبہ لا یکون محبا قط یعنے محب کو چاہیئے کہ اپنے محبوب
کی مخاطبات سے یعنے اوامر ونواہی کو نگاہ رکھے اُن کی مراعات فرمائے
اُن کو بجا لائے کسی نوع کا ان میں قصور وفتور نہ کرے۔ اور اگر محبت
کا دعی ہو، اور اپنے محبوب کی مخاطبات کو بجا نہ لائے انکی محافظت
نہ کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کبھی محب نہ ہوگا مناسب
اس کے حکایت فرمائی کہ تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی کسی معشوقہ
کا عاشق ہو جائے تو جو کچھ معشوقہ نے کہی کرے۔ اگر وہ اُس کے

کہے کو نہ سنے گا تو معاملہ قطع ہو جائیگا۔ اور اگر وہ معشوقہ کنارہ کرگئی خصوصاً باری تعالیٰ کا محب و دوست کہ جس کی عبادت ہم پر واجب ہے۔ اگر ہم نہ کریں تو لائق عقوبت کے ہو جائیں وہ تو ہمارا خداوند ہے۔ اور ہم اس کے گندے بندے ہیں قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اے لیطیعونی حذف الیاء لدلالۃ الکسر علی حذفہا مثل یا رب یا قوم کان فی الاصل یا ربی ویا قومی ومثل ہذا اکثیر فی کلام العرب یعنی نہیں پیدا کیا میں نے جن و انس کو مگر اسلئے کہ وہ میری طاعت و فرمانبرداری عبادت و بندگی کریں۔ اس نے ہم کو اپنے کرم سے دوست کیا ورنہ ہم کیا اس کے لائق ہیں۔ ان اولیاؤہ الا المتقون ان نافیۃ بمعنی ما النافیۃ بدلالۃ استثناء الا یعنی اسکے دوست نہیں ہیں۔ مگر متقی پرہیزگار لوگ، فرمایا کہ ایک مخاطبات سے یہ ہے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ بالفرائض والواجبات واطیعوا الرسول بالسنن والمستحبات واطیعوا اولی الامر بالشرائع والمعاملات حتی لو امر اولو الامر غیر مشروع لا یطاع وفی التفسیر فی اولی الامر قولان فی قول الفقہاء وفی قول الولاۃ حتی ان من لا یطیع اللہ ولا یطیع رسولہ لا یقبل منہ طاعۃ ولا یطیع الرسول ولا یطیع اولی الامر علی وفق الشرائع لا یقبل منہ طاعۃ اللہ وطاعۃ رسولہ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند

ف: اولو الامر سے مراد علماء و حکام

من یہ تقریر غریب ہے۔ اس کو لو۔ یعنے تم اطاعت و فرمانبرداری
کرو اللہ کی فرائض و واجبات ہیں اور تخلق باخلاق ہیں یہ یعنے
اللہ سبحانہ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرو۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنے تم
اللہ تعالیٰ کے اخلاق و عادات کی عادت کرو اور اطاعت
کرو رسول کی سنن و مستحبات ہیں موافق اُن کے پیروی کے گفتار
و کردار و رفتار میں اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔ وما آتاکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنے جو کچھ کہ بجا لایا رسول تم اُس کو لو۔
اور جس چیز سے وہ باز رہا اور باز رکھا تم اس سے باز رہو اور باز
رکھو۔ قول ہے اللہ پاک کا والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم
وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ
شدید القوی ای ورب النجم یعنے قسم ہے خداوند پروردگار ستارہ سے
کی کہ اسے یاران محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے راہ نہیں ہے
یار تمہارا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور وہ بات نہیں کرتا ہے
اپنی ہوا سے، نہیں ہے وہ مگر وحی جو وحی کی جاتی ہے تعلیم کیا
اس کو سخت قوت والے نے اور اطاعت کرو اولی الامر کی موافق
شریعت و معاملت کے، یہاں تک کہ اگر اولوالامر غیر مشروع حکم فرمائے
تو اس کو نہ کریں، اگر کرینگے تو لائق عقوبت کے ہوں گے۔ اس لئے
کہ اولوالامر معصوم نہیں ہے۔ اور پیغمبر معصوم تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

یہاں تک کہ اگر کوئی شخص خالق کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور رسول کی اطاعت نہ کرے تو اُس کی وہ اطاعت قبول نہیں ہے اور اگر ایک شخص خدا کی اطاعت کرے اور رسول کی اطاعت کرے اور اولوا الامر کی اطاعت نہ کرے تو وہ سب اُس سے قبول نہ ہو فائدہ عطف قرینہ کا یہ ہے کہ عطف معنی میں مثل معطوف علیہ کے ہے سب کے مطیع ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس ساری طاعت میں خدا کی اطاعت ہے۔ کیونکہ اسی کا فرمودہ ہے۔ کتاب تفسیر میں ہے کہ مفسرین نے اولوا الامر میں دو قول کہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ فقہا مراد ہیں یعنے علمائے فقیہ، دوسرا قول یہ ہے کہ ولاۃ مراد ہیں یعنی والی حاکم لوگ اور ایک قول میں فقہا بھی مراد ہیں اور ولاۃ بھی وقال بعضھم من امر بالمعروف ونھی عن المنکر فھو اولوا الامر یعنے بعض نے کہا کہ جو شخص نیک بات کا حکم کرے اور بُری بات سے منع فرمائے تو وہ اولوا الامر ہے۔ مناسب اُس کے حکایت بیان فرمائی کہ جس زمانے میں دعاگو مکہ مبارکہ سے شیراز میں پہونچا تو ہر آدمی دعاگو کے پاس سبق پڑھتا تھا۔ بات اولوا الامر میں پہونچی یہ وجوہات بادشاہ شیراز کو پہنچا ئیں کہ سید جلال الدین کی سے ٹوٹتا ہے۔ اور یہ وجوہات تقریر کرتا ہے۔ بادشاہ واسطے زیارت دعاگو کے آیا دو طشت چاندی کے فتوح لایا۔ ایک طشت تنکھائی زر سے اور دوسرا تنکھائے نقرہ سے بھرا ہوا تھا۔ اور کہا کہ بیت المال سے تمہارا حق ہے۔

قبول فرماؤ۔ معذرت کی تو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اُس بادشاہ نے کہا یہ تقریریات وجوہات جو میں نے تم سے سنایں کسی وقت ہرگز ہم سے نہیں سنی تھیں غریب ہیں دعاگو نے کہا یہ وجوہات جو میں نے تقریر کئے ان کو میں نے مکہ مبارکہ میں مفسرین و فقہا و مشائخ سے سنا ہے۔ پھر وہ بادشاہ لوٹ گیا۔ میں نے اس کی تعظیم و تکریم کی اُس دن خادم دعاگو کا برادر اوودی تھا۔ سید شمس الدین خوش ہوتے ہوئے اُٹھے کہ ان تنکوں کو جمع کریں۔ اتنے میں سید شمس الدین مسعود کے والد سید حمید الدین آئے اور دعاگو سے کہا کہ ایک سید ہے اُس نے کہا کہ مجھ پر چار سو تنکہ کا قرض ہے چار سو تنکہ تو اس کو دئے۔ باقی کو خود لے گئے۔ اور دعاگو سے کہا کہ تم کو بہت فتوح پہنچے گی۔ واقع میں اس برادر بزرگوار کی برکت ویسی ہی ہے کہ اب تک بہت فتوحات پہنچتی ہے۔ ایضاً اس فقیر سے فرمایا فرزند من سبق پڑھ ترتیب اس میں لکھی ینبغی للسالک ان یصلی الصلوات الخمس اجماعا واتفاقا فی الفرائض یعنی سالک کو چاہیے کہ پانچوں نمازیں فرائض میں باتفاق واجماع پڑھے یعنی ایسی نماز پڑھے کہ چاروں مذاہب کے فرائض اس میں متفق ہو جائیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے مذہب کی کوئی سنت برعایت سنت اپنے مذہب کے ترک کردے تو روا ہے۔ جیسے کہ نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑنا

نماز میں سنت ہے اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزد
ہرنزدل کو اٹھیں فرمایا ختا وی کابل میں مسطور ہے یجوز فی العبادات
ان یعمل فی مذہب غیرہ ختیر اتفاقا وفی المعاملات
لا یجوز الا فی مذہبہ یعنی عبادات میں جائز ہے کہ اپنے غیر
کے مذاہب میں عمل کرے تاکہ اتفاق ہو جائے اور معاملات
میں روا نہیں ہے کہ دوسرے کے مذہب میں عمل کرے مگر
اپنے مذہب میں یہ نظم کتاب متفق کی پڑھی ہے

وکل ما وجوہ مختلف فعلہ اولی ولا یخلف
کی یخرج المرء بلا ارتیاب عن عہدۃ التکلیف والایجاب

یعنی عبادت میں روا ہے کہ اختلاف کو اتفاق کر لے تو نہیں
دیکھتا ہے کہ دعا کو اسی جہت سے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہوں
اور فرمایا کہ عوارف میں ایک دعا درمیان فاتحہ اور ضم سورت
کے مروی ہے اس کو اتنی دیر میں پڑھیں کہ فاتحہ پڑھ سکیں کیونکہ
قرآن کا سننا واجب ہے۔ امام اگرچہ رکوع میں چلا جاتا ہے
میں جب تک فاتحہ کو تمام نہیں پڑھ لیتا ہوں تب تک رکوع نہیں
کرتا ہوں یہ مسعود درویش دیوانہ ہے وہ نہیں جانتا ہے سمجھتا ہے
کہ دعا گو کو امام کے حال کی خبر نہیں ہے بآواز بلند کہتا ہے کہ
میں سن لوں تو رکوع کروں۔ اس کو اس حال کی خبر نہیں ہے کہ جب
تک میں فاتحہ پوری نہیں پڑھ لیتا ہوں رکوع نہیں کرتا ہوں جس وقت

لوگ نماز سے فارغ ہوجاتے ہیں اُس وقت مسعود دیوانہ کہتا ہے کہ اس کی کیا عقل ہے۔ دعویٰ تحقیق کا کرتا ہے اور اتنی غفلت وہ بیچارہ نہیں جانتا ہے اور تسلیم کرتے تھے فرمایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر پوری سورت مع سورۃ فاتحہ کے نماز میں فرض ہے اور اس حدیث صحاح سے تمسک کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وضم سورۃ معہا یعنے نماز نہیں ہے مگر ساتھ فاتحہ کے اور ملانے ایک سورت کے ساتھ اُس کے دعا کرنے امام کو حکم دیا ہے کہ نماز میں سورۃ مع فاتحہ کے پڑھے تاکہ جواز نماز کا باتفاق ہوجائے اور ہمارے نزدیک اولی یہ ہے کہ سورۃ کو فاتحہ کے ساتھ ملائے۔ کتب فقہ میں ہے ویقرأ الفاتحۃ ویضم سورۃ مع الفاتحۃ او ثلاث ایات من ای سورۃ شاء والاول اولی لان ثلاث ایات ملحق بضم سورۃ ومعطوف علیہ وقال الشافعی فاتحۃ الکتاب فی الصلوٰۃ فرض للمقتدی وللمقتدی وفی روایۃ عندنا قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام مستحق کما قال فی المتفق ؎

وکل ما وجہ مختلف ۔ ففعلہ اولی ولا یختلف

یعنے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور ایک سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملائی جائے یا تین آیتیں جس سورۃ سے چاہے، اور قول اول اولی ہے اسلیے کہ تین آیتیں ملحق ہیں ساتھ ملانے سورت کے اور معطوف ہیں

اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب نماز میں فرض ہے۔ امام و مقتدی دونوں پر اور ایک روایت میں نزدیک ہمارے پڑھنا فاتحہ کا پیچھے امام کے لائق ہے۔ جیسا کہ متفق میں کہا ہے۔ ہر وہ چیز کہ اُس کا وجوب مختلف فیہ ہے پس کرنا اس کا بہتر ہے۔ یعنی جو فعل کہ عبادت میں مختلف فیہ ہے تو اسکا بجالانا اولیٰ ہے۔ یہ بھی چاہیئے کہ اتفاق اوقات کو نگاہ رکھے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ان فائدہ دل کو لو۔ اور چاہیئے کہ ہر چار دل مذہب پر با تفاق عمل کرو دعا گو بھی اتفاق کی رعایت کرتا ہے۔ کیف یقبل تطوع مالم تکن فرائضہم اتفاقا یعنی لوگوں کے نوافل کیونکر قبول ہوں جب تک کہ ان کے فرائض کا جواز با تفاق نہ ہو۔ نمازی جس وقت نماز کا وقت آتا ہے تو ہزار کام چھوڑتا ہے۔ احتیاط سے استنجا کرتا ہے۔ احتیاط سے وضو کرتا ہے۔ پس نماز بھی ایسی ادا کرے کہ جیسا کہ اُس کو حکم دیا ہے۔ الضمار سالکیہ کے سبق میں گفتگو تقلیل طعام میں تھی۔ ینبغی للسالک تقلیل الطعام یعنے سالک کو کھانا کم کھانا چاہیئے فرمایا کہ اس تقلیل سے وسط مراد ہے یعنے نہ زیادہ کھائے نہ کم، اوسط درجہ کھائے۔ اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے خیر الامور اوساطہا یعنے بہترین کاموں کے میانہ کام ہیں۔ نہ تو نہایت تھوڑا کھائے نہ نہایت کھائے

اگر تھوڑا کھائیگا تو گراں ہو جائیگا عبادت نہ کر سکے گا۔ پس حرج کریگا اور اگر بہت کھائیگا تو بھی گراں ہو جائیگا۔ کاہل و سستی لائیگا۔ آسودگی ہوگی۔ عبادت نہ کر سکے گا۔ پس اسراف کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لایحب المسرفین یعنے تم کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو۔ بیشک اللہ نہیں چاہتا ہے اسراف کرنے والوں کو یعنی کھانے پینے میں حد سے مت بڑھ جاؤ۔ اس میں کئی قول ہیں ایک یہ ہے کہ ایسا نہ کھائے کہ ڈکار آئے دوسرا یہ ہے کہ اگر تین روٹی کی اشتہا ہے تو دو کھائے تیسرا یہ ہے کہ ایسا نہ کھائے کہ کاہلی لائے اور بُری لائے۔ اوسط درجہ کھائے اسلئے کہ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الحکمۃ لفی قلب جائع ولو کان کافرا لاسیما اھل الایمان یعنے بیشک حکمت ہر بھوکے دل میں ہے۔ اگرچہ وہ کافر ہو۔ خاصکر ایمان والے یعنی ایمان دار لوگ جن کے دل گرسنہ رہتے ہیں ان میں تو حکمت بالخصوص ہوگی فرمایا سالک کو چاہیئے کہ اکثر احوال میں روزہ دار رہے کیونکہ روزے کی فضیلت حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہٗ سے حکایت فرماتے ہیں کہ بیشک روزہ واسطے میرے ہے۔ اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔ حضرت مخدوم دونوں آنکھیں جس وقت حدیث شریف اور کلمات فائدہ آتے ہیں تو اس طرف متوجہ ہو کر با ادب

بیٹھتے ہیں اور یاروں سے کہتے ہیں اُرکعوا رکابکم تعظیما لکلمات القدسیۃ لانہا حکایۃ عن اللّٰہ تعالیٰ یعنی تم اپنے گھٹنوں کو بیجا کر کے بیٹھو واسطے تعظیم کلمات قدسیہ کے اسلئے کہ وہ حکایت ہے طرف سے اللہ تعالیٰ کے چنانچہ دوبیست نفر طالب العلم اُستاد کے پیچھے باادب بیٹھتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں۔ دعاگو بھی ان کا طریقہ نگاہ رکھتا ہے دعاگو نے اُس طرف محدثوں سے اس حدیث شریف کے معنی سنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ خاص واسطے میرے ہے اور خاصہ میرا ہے لام تخصیص کا ہے۔ اور میں اُس کی جزا ہوں۔ یعنی ذات میری نہ جنت وغیرہ اور اگر یہ معنی ہیں کہ میں جزا دونگا تو سارے اعمال کی وہی جزا دیگا۔ یہ تخصیص کیوں ہے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے فرمایا یہ معنی لو۔ کیونکہ اُس طرف محدث کہتے ہیں والمعنی ھذا فی الحدیث لاغیر یعنے معنی یہی ہیں حدیث میں نہ غیر اسکے، اور جو کچھ محدث کہتے ہیں اُس کا اثبات کرتے ہیں۔ کیونکہ محدث عن عن کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اسناد رکھتے ہیں۔ فرمایا اسی جہت سے کہ روزہ رکھنا میری صفت نہیں ہے جبکہ کم خوار ہو جائیگا تو کم خوار ہوگا۔ اور میری صفت لے گا۔ تخلقوا باخلاق اللّٰہ اور حدیث صحاح کی اجیعوا بطونکم واظمئوا اکبادکم وعاروا اجسادکم لعل قلوبکم ترے ربکم عیانا فرمایا میں محدثوں سے سماع رکھتا ہوں عیانا ای دنیا یعنے

القلب یعنی دنیا ہی میں خدائے تعالیٰ کی ذات کو دل کی آنکھ سے
دیکھے گا۔ ایک عزیز نے یاروں میں سے پوچھا عین ذات کو دیکھنا
ہے تسلیم کیا۔ اللہ عین ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ میں نے حدیث صحاح میں
کہا اور یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ الرؤیۃ بعین القلب حق ای ثابت
یعنی اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا ثابت ہے بعد اس کے
فرمایا کہ بالکل ترک طعام نہ کرے اسلئے کہ ترقی سے وقوف ہو جائیگا
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ عماد الدین کا ایک
مرید تھا۔ چار برس اس نے کچھ نہ کھایا۔ اس کے پیر شیخ عماد الدین
کو اس کی خبر پہنچی انہوں نے کہا کہ وہ بیچارہ کیا کرے گا ترقی سے
رہ گیا۔ لیکن لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا کہ چار برس اس کو ترقی سے
وقوف ہو جائیگا۔ بعد چوتھے برس کے پیر اس کو بلائے گا اور
کھانا کھلائے گا۔ جس وقت اس نے کھانا کھا لیا تو اسی دم ترقی
کا حاکم ہوا ایک یار نے یاروں میں سے پوچھا کہ روٹی نہ کھانا تو
فرشتوں کی صفت ہے۔ جواب فرمایا کہ اس مرتبے سے ایک
اور عالی مرتبہ ہے۔ وہی جو میں نے کہا۔ تم اس کو اپنا مراد نہ
دیکھو۔ مثلاً اگر چار روٹیاں کھاتا ہے تو وہ کھائے۔ اگر ایک کھائیگا
اور حرج ہوگا تو ضعیف ہو جائیگا۔ کام سے رہ جائیگا۔ مگر وہ آدمی
کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت ہو گی تو اس کو اتنا کھانا ضعف
نہ لائیگا۔ آج کی رات میں نے سحری میں چند لقمے زیادہ کھائے

اس جہت سے کہ افطار کے وقت میں نے تھوڑا کھایا تھا اگر ہوا تو نہ ہو جائے۔ جبر نقصان ہو گیا اور یہ بھی چاہیے کہ رسوم میں اس کو زیادہ نہ ہو بلکہ ساری عبادات وطاعات میں اخلاص واجب ہے کیونکہ عبادت بمنزلہ درخت کے اور اخلاص بمنزلہ ثمر کے ہے ورنہ درخت بے ثمر ہو گا۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے اعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اخلاص میں عجب نہیں ہوتا ہے۔ وآنچہ باید ماند کہ بند۔ اور من حیث مخلصم اخلاص حی ورزم تا مبطل عمل نگردد۔ سب حال میں سب طاعتوں میں توفیق من اللہ جانے۔ کیونکہ اگر توفیق نہ ہوتی تو بندے سے کچھ نہ بنتا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران عالی کے لائے فرمایا تکبیر۔ ایضًا

بعد ظہر کی نماز کے جمعہ کے دن اٹھائیسویں ماہ ذیقعدہ

کو یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ اور یاران عالی بھی۔ سر مبارک پر پگڑی نہ تھی۔ ٹوپی پہنے ہوئے تھے خلوت کا وقت تھا۔ ہم جناب خلوتی تھے، روئے مبارک ہم پر لائے فرمایا تھا یہ ستر کیا تھا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں نے پگڑی دور کر دی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ ہم نے التماس کیا کہ آپ ہی فرمائیں۔ فرمایا کہ ایک عزیز اپنے لڑکے کو مکتب میں بٹھاتا تھا شروع کرنے کو میرے پاس لایا۔ میں نے تختی پر الف یا لکھ دیا اور تعلیم کر دی

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے یوں کہنا شروع کیا کہ خوندیاک
نجب پیر پہلو خانجہاں جس کے سو نفر داخل ہیں۔ یعنی سو آدمی اُس
کے متعلق ہیں۔ وہ شخص کپڑے لایا تھا۔ اس پر فرمایا کہ ہال میں سے
اُن کپڑوں میں سے پگڑی باندھ لی۔ تو یہ آواز سنی کہ ھذا احرام
الق من راسک یعنی یہ حرام ہے اس کو سر سے دور کر ڈال میں
نے دور کر ڈالی۔ اس سے پہلے جس شخص کی پگڑی تھی وہ لے گیا۔
برکت کے واسطے لایا تھا میں اس سبب سے بغیر پگڑی کے رہ
گیا اور فرمایا اگر کپڑے میں ایک تار حرام سے یا وجہ حرام سے
ہووے یا کھانے میں ایک لقمہ حرام سے ہووے تو اُس شخص
کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا کیونکہ قبولیت کے واسطے تقویٰ شرط ہے
وشرائط التقویٰ عظیمۃ قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین
ای لا یتقبل اللہ الا من المتقین یعنے تقویٰ کی شرطیں بڑی ہیں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ قبول نہیں کرتا ہے۔ مگر متقی پرہیزگار
لوگوں سے کلمۂ انما حصر کے واسطے ہے منجملہ یاران عالی کے ایک
یار نے پوچھا کہ یہ آواز جو سنتے ہیں اللہ کے طرف سے ہے جواب فرمایا
کہ میں نے دو طریق سنے ہیں۔ اگر تیرے واسطے اوپر سے آواز نکلے
تو بلے واسطہ تخلق صوت ہوگی اور اگر دائیں یا بائیں جانب سے نکلے
تو اس طرح کہا ہے کہ وہ شخص جس پیر کے نزدیک تعلق پیوند رکھتا ہے
یہ آواز اُس سے نکلتی ہے اور اگر آواز قریب سے نکلتی ہے تو اللہ

کی طرف سے ہے۔ قولہ تعالیٰ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم نزدیک تر ہیں طرف جان بندے کے رگ جان بندے سے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ من اللہ سے خلق صوت ہو جاتا ہے اکثر لوگ بھی اس پر ہیں کہ خلق اللہ صوتا یعنے اللہ پاک ایک آواز پیدا کر دیتا ہے۔ پھر پوچھا کہ جو کلام کہ ذات کے ساتھ قائم ہے اُسکے ساتھ بھی کسی سے باتیں کرتا ہے۔ **جواب** فرمایا کہ خدائے تعالیٰ حروف و اصوات سے منزہ ہے۔ خلق صوت ہو جاتا ہے۔ پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام کیا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما تو اس وقت ایک بات کی خلق صوت کر دیا۔ اسی جگہ ہم نے یہ بھی التماس کیا کہ مخدوم اُس آواز کو سنتے ہیں **جواب** فرمایا من اللہ تعالیٰ بے واسطہ پوچھا یہ کیونکر معلوم ہو کہ آواز اللہ کی طرف سے ایسی ہوتی ہے اور اُس کے غیر سے ایسی **جواب** فرمایا کہ جس شخص کا دل روشن ہے وہ معلوم کر لیتا ہے۔ اس کام کو تو لوگ جانتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ آواز من اللہ تیرا میں ہوتی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں شر معلوم ہو کیونکہ حضرت موسیٰ نے منع کیا اور واقع میں وہ کام خیر تھا جبکہ بیان کر دیا یعنے حضرت خضرؑ نے قولہ تعالیٰ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون **ایضاً** رسالہ مکیہ کا سبق فرما رہے تھے۔ ذکر اس بات میں تھا کہ ینبغی للمرید ان یعتقد

علی شیخہ ولا یعاد ان لہ موصلا الی اللہ غیرہ یعنے مرید کو چاہیے
کہ اپنے شیخ پر اعتقاد رکھے۔ اور غیر پیر کو موصل الی اللہ اپنا نہ جانے
اگر اپنے پیر کے سوا اور کوئی اس کا موصل ہو جائے تو بھی اس کو اپنے
پیر کی برکت سے جانے۔ اور اسی کو پیر و مرشد سمجھے۔ اس کا منکر
نہ ہو جائے۔ اگرچہ مرشد بہت ہوں ان کو بھی مرشد جانے اور اگر مرید
معتقد اپنے پیر کو خواب میں دیکھے تو کوئی شیطان نہ ہوگا اور اگر برعکس ہوگا
تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شیطان ہو۔ اصحاب خلوت میں سے ایک یار نے
پوچھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب
میں دیکھے تو کوئی شیطان نہ ہوگا۔ جواب فرمایا آپ یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دیکھنا برحق ہے۔ اس باب میں حدیث
صحاح وارد ہوئی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی
الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُوْرَتِیْ والمراد من الحق خلاف الباطل
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ کو
خواب میں دیکھے پس تحقیق اس نے مجھے سچ دیکھا ہے۔ کیونکہ
بیشک شیطان میری مثل و صورت نہیں ہو سکتا ہے۔ کلمۂ قد واسطے
تحقیق کے ہے۔ لیکن میں نے اس طرف کے محدثوں سے سنا ہے۔
ہندوستان میں کبھی نہ سنا تھا کہ شیطان اور صورت ہو سکتا ہے اور
کہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ لیکن مثل حلیۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ اسلئے واجب یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے حلیۂ مبارک کو حفظ رکھے یاد کرلے تاکہ سچ جھوٹ معلوم
ہوجائے اگر حلیۂ مبارک سے ایک بات بھی نہ ہوگی۔ تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں گے۔ کیونکہ شیطان قائم راہزن ہے
پھر اس فقیر سے اور یاران وغیرہ سے فرمایا۔ بھائیو جو میں نے بیان
کیا اس کو لو۔ نادر بات ہے اسی درمیان میں فرمایا کہ شیخ مدینہ
عبداللہ مطری نے اپنے بھائی کو اور شیخ عبداللہ یافعی رحمہما اللہ
تعالیٰ نے اپنے فرزند کو وقت انتقال کے یہ وصیت کی کہ ہم نے
تمہاری پوری تربیت نہیں کی ہے۔ تم کو چاہیے کہ تم دمشق میں شیخ
قطب الدین مصنف رسالہ مکیہ کے پاس جاؤ وہ تمہاری تربیت کریں گے
یہ شخص ایک مرشد عظیم تھے۔ ایک برس ہوا کہ انہوں نے بھی انتقال
کیا۔ یہ رسالہ پورا دعا گو کے پاس بھیجا قدس اللہ اسرارہم رسالہ مکیہ اسلئے
کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں اس کی تصنیف شروع کی تھی کچھ باقی رہ گیا تھا
جب دمشق میں گئے تو وہاں تمام کیا پھر روئے مبارک طرف اس
فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا ترتیب
اس باب میں تھی کہ حدیث صحاح ہے عن انس بن مالک رضی اللہ
عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من صوت
احب الی اللہ من صوت عبد مذنب تائب اذا قال یارب یقول
من فوق عرشہ لبیک عبدی سل تعط انت عبدی کبعض ملائکتی
انا عن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک سل تعط

اُشہِدُ کیا مالا مُشکی اَنّی قد غفرت لہ فرمایا کہ ما نفی کا ہے۔ من زائدہ ما اسم و خبر چاہتا ہے اپنے اسم کو رفع خبر کو نصب دیتا ہے صوت اسم ہے ما کا۔ احب خبر ہے ما کی، تقدیر یہ ہے ای ما صوت احب یعنے نہیں ہے کوئی آواز دوست تر طرف اللہ کے بندہ گنہگار تائب کی آواز سے۔ تائب یعنی گناہ سے رجوع کرنے والا جبکہ وہ کہتا ہے یا رب یعنی اے میرے خداوند پروردگار اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر سے فرماتا ہے۔ اور وہ مکان و جہات سے منزہ ہے کہتا ہے لبیک عبدی یعنے میں تیرے جواب کے واسطے کھڑا ہوں اے میرے بندے خلق صوت ہو جاتا ہے تو مانگ۔ تو کیا مانگتا ہے تاکہ دیا جائے۔ تو میرا بندہ ہے مثل بعض فرشتوں میرے کے ایک یار نے پوچھا کہ اس سے ملائکہ مقربین مراد ہیں یا عوام جواب فرمایا کہ مقرب فرشتے مراد ہیں۔ کیعضی ملا مُشکی فرمایا لان المحبوب ھو المقرب یعنے اللہ عز و جل نے دوست محبوب کہا اور محبوب مقرب فرمایا پس وہ مقرب فرشتوں سے ہوگا۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ جس شخص کی آواز جب دوست تر ہوتی ہے وہ محبوب ہوتا ہے وھذا یوافق قولہ تعالیٰ فی التنزیل ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین یعنے یہ بات موافق قرآن مجید کے ہے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگوں کو جو کہ گناہ سے پھرتے ہیں۔ اور پاک لوگوں کو جو کہ اصلاً گناہ پر قادر نہیں ہوتے ہیں اس فقیر نے پوچھا کیا نا عن یمینک و عن شمالک و من فوقک و من تحتک کیا

سے جواب فرمایا کہ اس سے حفظ علم مراد ہے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ
سے منزہ ہے یعنی انا حافظک و حارسک عن یمینک و عن شمالک و من
فوقک و من تحتک یعنی میں تیرا حافظ نگہبان ہوں تو اب اگر کچھ
دیا جائے تو کیا چاہتا ہے میں گواہ کرتا ہوں تم کو اے فرزند حرف
قد واسطے تحقیق کے ہے کہ بیشک میں نے تحقیق بخش دیا اسے
تمہارے کو پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند میں اس تقریر کو غریب سمجھے
اس کو میں نے اس طرف کے محدثوں سے سنا ہے یہ ساری رقت
آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ ایضاً

اونتیسویں ماہ مذکور ذی القعدہ روز چہارشنبہ چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا جلال الدین دیوانہ آیا اور بیٹھ کر
کفر کے کلمے بکنے لگا کہ گرد و اور خواہر برآمدن جلال بست فرمایا کہ
باہر کر دو جب باہر کر دیا تو چہرہ مبارک کو ہمارے طرف کیا کہ جہاں
کہیں جاہل بے علم مشغول ہو جاتا ہے تو اس کا یہ حال ہوتا ہے اس
اطراف میں مشائخ کبار جاہلوں کو مشغول نہیں کرتے ہیں۔ اور حجرہ معین
نہیں فرماتے ہیں کیونکہ وہ خراب ہو جائے گا جس وقت آنے والا
آتا ہے تعلق پیوند کرتا ہے اگر وہ عالم ہے تو حجرہ معین کرتے ہیں
مشغول فرماتے ہیں اور اوراد دیتے ہیں اور اگر عامی ہے تو خانقاہ میں
چاروں مذہب کے جاننے والے ہیں جو مذہب وہ رکھتا ہے اس کی

علم سیکھے۔ بعد اُس کے حجرہ دیتے ہیں۔ اور اورادمیں مشغول کرتے ہیں
اُس اطراف میں خواجگان بخارا کی خانقاہیں ہیں۔ وجہ حلال سے نہ
مال بادشاہوں کی جو کہ بیت المال ہے اور خانقاہ کے نیچے دکان
وقف کرتے ہیں۔ اسلئے کہ اول راہ سلوک کی لقمہ حلال ہے اگر کھانے
میں ایک لقمہ اور ایک تار کپڑے کا وجہ حرام سے ہوگا تو کوئی طاعت
قبول نہ ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین
ایضاً عوارف کا مسلک فرماتے ہے کہ گفتگو اس آیت کریمہ میں تھی
قولہ تعالیٰ مازاغ البصر وما طغی فرمایا لم یسبق البصر علی البصیرۃ
بصر اور بصیرت میں فرق ہے۔ بصر عبارت ہے سر کی آنکھ سے اور بصیرت
دل کی بینائی کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ پاک کے اس قول مبارک میں
ہے۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی فرمایا
یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ اول دل کی آنکھ
سے دیکھا بعد اس کے سر کی آنکھ سے دیدار فرمایا واسطے رعایت
ادب کے جیسا کہ حدیث صحاح میں آیا ہے۔ رایت ربی فی قلبی
یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا یعنی اول میں نے
اپنے خدا وند کا دیدار دل کی آنکھ میں کیا الہی۔ آپ کی امت کے
اولیاء کرام سو اُن کو بھی بصیرت ہوتی ہے یعنی اللہ عزوجل کی عین
ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور اکثر نماز میں ملاحظہ فرماتے
ہیں سر کی آنکھ سے آخرت میں دیکھیں گے۔ یہ فرق ہے درمیان نبی و ولی کے

شب معراج کا ذکر نکلا

فرمایا کہ براق نزدیک قدم رکھتی ہے اور اگر نظر دور پڑتی تو قدم وہاں رکھتی تھی ایسی باکرامت۔ فرمایا نیز واللہ براق تھی براق برق سے ماخوذ ہے یعنے جہندہ آپ وہاں تک پہنچے کہ سارے پیغمبروں کو دیکھا صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں رب ارنی انظر الیک پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق سے اترے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ ہر ایک مرحبا کہتا تھا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنے مرحبا ہے برادر صالح نیک مرد و پیغمبر نیک کو پھر ان سب نبیوں نے صف باندھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی اور نماز پڑھائی اسی جگہ سے آپ کو امام الانبیاء کہتے ہیں جیسا کہ لامیہ میں کہا ہے ؎

امام الانبیاء بلا اختلاف وتاج الاصفیاء بلا احتمال

یعنے آپ بالاتفاق سب نبیوں کے امام پیشوا ہیں اور بلا شک برگزیدہ لوگوں کے تاج ہیں پھر آپ وہاں سے چلتے رہے یہاں تک کہ عرش سے گزر گئے مقام قاب قوسین او ادنیٰ میں پہنچے یہاں تک کہ دولت وصال جمال جلال لایزال سے مشرف و مکرم ہوئے یہ اوہی قول ہے اللہ پاک کا ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ ای سبق البصیرۃ علی البصر یعنی دل کی بینائی آنکھ کی بینائی پر سابق ہو گئی جب

آپ نے بہ ادب نگاہ رکھا تو دوسری بار بھی مشرف ہوئے۔ وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ اسے دیکھا تو دیکھا بارہٗ اُخریٰ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس کو غریب کلام ہے بعد اس کے عوارف کی صفت میں فرمایا یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ گو پیر نہ ہو اور نہ پیر کو دیکھا ہو اگر اس پر عمل کرے تو بھی کتاب موصل ہو جائے۔ خاص کر وہ آدمی کہ اس کو پیر سے سنے اور اس پر عمل کرے تو جلد واصلین سے ہو جائے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران اعلیٰ کے لائے جیسے کہ تم عوارف کو سنتے ہو میں امید رکھتا ہوں کہ تم کو ثمرات دیگی سلوک کے باب میں نہایت موجہ کتاب ہے اور معتبر اعتقاد ہے۔ ہم سب سے قدمبوسی کی ایضاً فرمایا کہ ایک صوفی ہے دوسرا متصوف تیسرا متشبہ بمتصوف صوفی نام ہے مقرب کا وضم المقرب وترک ذکر الصوفی قولہ تعالیٰ فاما ان کان من المقربین ای من الصوفیین یعنے قرآن شریف میں مقرب سے مراد صوفی ہے متصوف نام ہے ابرار کا قریب اس کے ہے کہ صوفی یعنی مقرب ہو جائے متشبہ اس سے مراد تشبہ معنوی ہے جہت بیرنا سے نہ صوری یعنی صوفی کا کام کرتا ہے لیکن تمام نہیں کر سکتا ہے۔ قصور رکھتا ہے۔ اگر یہ متشبہ صادق سچا ہو جائے کوئی تقصیر نہ کرے۔ تو صوفی ہو جائے۔ یہ وہی قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ من تشبہ بقوم فھو

منهم یہ حدیث صحاح ہے میں نے اس طرف کے محدثوں سے سُنا ہے کہ اس سے معنوی تشبہ مراد ہے۔ بایں دلیل کہ آپ نے فھو منھم فرمایا۔ یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ اُسی قوم سے ہے اگر اس سے صوری تشبہ مراد ہوتا تو ہنا فقوں کو اخلاص ہوتا یہاں تشبہ معنوی مراد ہے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس تقریر کو لو غریب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صوفی نہیں کہتے تھے۔ صوفی کا نام زمانہ تابعین میں رکھا گیا وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے صوفی کہا۔ یا انہوں نے کسی کو صوفی کہا۔ راوی کا شک ہے۔ صحابہ کو صحابہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کا شرف حاصل ہے۔ یہ نسبت ان کے حق میں صوفی سے زیادہ تر اشرف ہے ولھذا افضل الخلائق بعد الانبیاء الصحابۃ یعنی چونکہ نسبت صحابیت اُن کا شرف ہے اسلئے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساری خلق سے بہتر صحابہ ٹھیرے والصحیح انہ من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرۃ واحدۃ فی الیقظۃ فھو من الصحابۃ ولزم ان یقال علیہ رضی اللہ عنہ یعنے فاضل ترین جملہ اولیاء جملہ خلائق کے بعد پیغمبروں کے صحابہ ہیں صحیح قول یہ ہے کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار بیداری میں یعنی حیات میں دیکھا وہ منجملہ صحابہ

ہے۔ اور واجب ہے کہ اُس پر رضی اللہ عنہ کہیں پھر اس فقیر سے
فرمایا فرزند من بگیر بابہ۔

ایضاً ترک و تجرید و محبت کا ذکر نکلا

فرمایا ترک و تجرید یہ ہے کہ درویش کے پاس اتنی فتوح پہونچتی ہے رات
تک کچھ نہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ پانی بھی نہیں رہتا ہے جیسا کہ تم
دیکھتے ہو وظیفہ دار لے جاتے ہیں۔ بار ہا قرض بھی کیا جاتا ہے اور یہی
ترک و تجرید دوستان دنیا کے مشام باطن میں محبت و دوستی کی بو
پہونچاتی ہے۔ ترک دنیا کے وقت سے مال و منال و جاہ کو بلکہ آخرت
کو نہیں چاہتی ہیں محض محبوب کی خواہاں ہوتی ہیں۔ اور خلق ظاہر اُن
کو دیوانہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے دنیا و منال کا ترک اختیار کیا ہے
اور فقر و مسکنت کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بات کا حدیث صحاح میں آیا
ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یکمل ایمان المرء حتی یظن الناس
انہ مجنون یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کامل نہیں
ہوتا ہے ایمان آدمی کا یہاں تک کہ لوگ اس بات کا گمان کریں کہ
وہ دیوانہ ہے یعنی دنیا کو ترک کیا ہے۔ آخرت پر متوجہ ہوا ہے دیوانہ ہے
جیسا کہ قائل نے کہا ہے ؎

یُعَرِّفُنَا مَن کانَ مِنْ جِنْسِنَا   وکُلُّ المنادِیِن لنا مُنْکِر
ہر آئینہ پہچانتا ہے ہم کو ہر وہ شخص جو ہمارے جنس سے ہے اور سارے

لوگ ہمارے منکر ہیں۔ اور اسی لئے تو نہیں دیکھتے ہے کہ حضرت یعقوب صلوات اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں پوتوں سے کہا کہ اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ یعنی جس وقت مشام یعقوب علیہ السلام میں بوئے یوسف علیہ السلام بہونچائی تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں پوتوں سے کہا کہ بیشک میں بوئے یوسفؑ پاتا ہوں۔ اگر تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔ اللہ پاک نے اُن کا جواب یوں نقل فرمایا کہ قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم یعنے قسم ہے اللہ کی اے دادا بیشک تم دیوانے ہوا اور پُرانی گمراہی میں ہو۔ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا وہ کہاں ہے کہ ہوا اُس کی بو لائی اور تم اُس کو پاؤ۔ تم کو تو ہوائے یوسف میں جو کچھ خوش آتا ہے وہ کہہ دیتے ہو تم اپنی خبر نہیں رکھتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو منسوب بدیوانگی کیا۔ یہاں تک کہ بشیر پیراہن یوسف علیہ السلام لایا اور خوشخبری دی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنی میں خوب جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے ہو۔ اس پر وہ معذرت پیش آئے کہ یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین قال سوف استغفر لکم ربی انہ ھو الغفور الرحیم یعنے اے ہمارے باپ تم ہمارے واسطے ہمارے گناہوں کی بخشش مانگو بیشک ہم تھے خطاکار۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مہر انجام کو میں تمہارے واسطے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ایضاً فرمایا کہ ایک عزیز دنیٰ لونڈیاں واسطے لونڈی بنانے کے

پانسو تنکہ فتوح لایا ہے حسن خادم سے فرمایا بحفاظت رکھنا تاکہ خانگی چور نہ دیکھے، ورنہ بالکل لے جائے گا یعنی میرا فرزند ظہیر الدین محمود درویش وظیفہ خوار ضائع رہ جائیں گے۔ اور وہ دونوں لونڈیاں ہیں اپنے واسطے رکھوں گا تاکہ استنجا وضو کرائیں میں ضعیف ہو گیا ہوں۔ فرمایا کچھ سیکھ لیں میں ان کو دیکھ نہ سکوں گا یا وہ مجھے دیکھ نہ سکیں گی اور بطور خوش طبعی مسکراتے تھے۔ شیخ زادہ فخر الدین گازرونی رخصت ہوا چاہتا ہے۔ روانہ ہوتا ہے وہ پانسو تنکہ اُس کو دے دوں گا کہ گھر تک پہنچ جائے۔ ایضاً ایک عزیز نے مسئلہ پوچھا کہ میں نے چوہا گرا پڑا دیکھا اور اُس کو کھینچ لیا اور میں ڈول چونکہ چوہے کے گرنے میں معین ہیں وہ بھی کھینچ ڈالے۔ پھر جب کھینچتے ہیں بال باہر آتے ہیں جواب فرمایا کہ کنواں پاک ہو گیا شعر المیتۃ وعظمہا طاھران ان لم یکن بھما دسومۃ یعنی مردار کے بال اور ہڈی دونوں پاک ہیں اگر اُس پر گوشت وچربی چپکی ہوئی نہ ہو۔

ایضاً تاثیر محبت کا ذکر نکلا

ان یوما جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی قیام الساعۃ فقال علیہ السلام ماذا اعددت للقیامۃ حتی تسأل عنہا فقال الرجل محبۃ اللہ تعالیٰ ومحبۃ رسولہ علیہ السلام فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المرءُ مع مَنْ اَحَبَّ او انت مع من

اجیبت بالخطاب شافہ راویت لیتے بیشک ایک دن ایک شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ قیامت
کب قائم ہوگی۔ آپ نے فرمایا اے شخص تو نے قیامت کی کیا
تیاری کی ہے کہ تو اس کو پوچھتا ہے اس نے عرض کیا کہ محبت
اللہ تعالیٰ کی اور محبت اس کے رسول کی، پس آپ نے فرمایا کہ
آدمی ہمراہ اس شخص کے ہے کہ جس کو اس نے دوست رکھا اُسے
شخص سے خطاب فرمایا کہ تو ہمراہ اس شخص کے ہے کہ جس کو تو نے
دوست رکھا اور کچھ شک نہیں ہے محبت کا ایسا اثر ہوتا ہے یہاں تک
کہ تم میں سے اگر کوئی شخص محبت کرے تو کس قدر تاثیر ہوگی۔ منجملہ
یاران ایک یار نے التماس کیا کہ یہاں معیت کے کیا معنی ہیں جواب
فرمایا کہ اس معیت سے قرب مراد ہے جس طرح کہتے ہیں کہ جاء
زید مع عمرو ای قربہ پھر اسی تعبیر سے فرمایا فرزندمن بگیرید الصفا
منجملہ اصحاب ایک یار غار ہی نے مسئلہ میں التماس کیا کہ اگر کوئی
شخص معتکف ہوا اور کپڑے دھلوانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو
تو وہ کیا کرے جواب فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ
کے قول پر ایک مسئلہ حیلے کا ہے بعض فتاویٰ میں لکھا ہے لو خرج
المعتکف للوضوء ثم عاد المریض او صلے الجنازۃ وامثال ذلک لا
یفسد اعتکافہ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وھذا حیلۃ وبعکس
ذلک یفسد الاعتکاف فی الحال ولو کان زمانا قلیلا وعندا ابی

یوسف ومحمد رضی اللہ عنھما لو خرج المعتکف وھو فی مصلحتہ اقل من نصف النہار لنصفہ لا یبطل اعتکافہ وان کان اکثر النہار یفسد بالاجماع ولکن الفتوی علی قول صاحب المذہب
یعنی اگر معتکف وضو کے واسطے باہر نکلے پھر بیمار کی بیمار پرسی کو لے یا جنازے کی نماز پڑھ لے اور مثل اس کے کوئی کام کر لے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے، اور یہ ایک حیلہ ہے اور اس کے عکس میں اگر بغیر نیت وضو کے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائیگا فی الحال گو زمانہ ذرا ہی سا کیوں نہ ہو اور نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اگر باہر نکلے واسطے کسی اپنی مصلحت کے نصف دن سے کمتر یا نصف دن تو اس کا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور اگر اکثر ہوگا تو بالاجماع فاسد ہو جائیگا۔ لیکن فتوی صاحب مذہب کے قول پر ہے یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پھر چشم مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند ان اس حیلے کو یاد رکھ لے نادر ہے۔

ایضاً آخر شب جمعہ اول شب ماہ ذیحجہ کو

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے نکل کر خدمت میں حاضر تھا لائے منہ طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لاتے پوچھا تھا جو کوئی شخص جانتا ہے کہ ہلال شفق سے پہلے غائب ہوا یا بعد شفق کے بعض یاروں نے کہا

کہ شفق کے بعد غائب ہوا۔ فرمایا کہ فتاوی کامل میں ایک مسئلہ ہے کہ
الهلال اذا غاب قبل الشفق فیحکم انہ من اول اللیل وان کان
یغیب بعد الشفق فیحکم انہ من اللیلۃ الماضیۃ یعنی جب ہلال شفق
سے پہلے غائب ہو جائے تو ہم حکم کریں گے کہ اول رات کا ہے
اور اگر بعد شفق کے غائب ہو جائے تو حکم کریں گے کہ شب گذشتہ
کا ہے۔ اور یہ بعد شفق کے غائب ہوا تو ہم نے حکم کیا کہ دوسری
رات کا ہے پھر اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس مسئلے کو لکھ لو غریب
ہے اسی رات نحی کے وقت یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں
حاضر تھا خواجہ محمد طفاری نے خدمت میں عرض کیا یا مخدوم
ارید ان اخذ الطی فی هذا العشر فرمایا یا سیدی من کان فی قلبه
محبة الدنیا لو طی اربعین لا یفیده ان لم یکن فی قلبه محبة الدنیا
فاکله و طیه سواء والاصل ترك الدنیا لقوله علیه الصلوٰة والسلام
ترك الدنیا راس كل عبادة وحب الدنیا راس كل خطيئة كل یا
سیدی ماتکون معنا یعنی خواجہ محمد طفاری نے التماس کیا اور اجازت
چاہی کہ عشرۂ ذی حجہ کو طے کرے یعنی شب و روز کا روزہ رکھے
فرمایا سیدی جس شخص کے دل میں محبت دنیا کی ہے اگر وہ ایک
چلہ طے کرے تو فائدہ نہ دیوے اور اگر محبت دنیا کی نہیں ہے
تو اس کا کھانا اور طے کرنا دونوں برابر ہے۔ اصل دنیا کا ترک ہے
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ترک دنیا

سر ہے ساری عبادت کا اور دوستی دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا کیونکہ فنا ہے پایداری، زکھا جب تک کہ تمہارے ساتھ ہے پس خواجہ محمد ظفاری نے سطے کی نیت فسخ کر ڈالی۔

ایضاً اسی رات اول ماہ ذی حجہ میں

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا جو دعا کہ تہجد کے بعد اوراد میں آئی ہے۔ اس کو پڑھتے تھے۔ اس جگہ پہنچے ما را از یاد خود معزول مگردان و ما را بقہر خود مخذول مگردان منجملہ اصحاب ایک یار نے پوچھا۔ یہ کیا عبادت ہے سب لوگ اس کی یاد میں ہیں جواب فرمایا کہ میں نے ایک عجیب چیز سنی ہے یہ خطاب بندے اللہ تعالیٰ کو مناجات کرتا ہے کہ خلا و ملا میں ہم کو اپنی یاد میں رکھ کہ ہم ایک لحظہ تیری یاد سے غافل نہ رہیں اور تیرے غیر کی یاد کو ترک کردیں۔ اسلیے کہ اللہ پاک نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے واذکر ربک اذا نسیت یعنے یاد کر اپنے رب کو جبکہ تو بھول جائے اور یہ مضمون مستنبط ہے حدیث قدسی سے جو کہ منجملہ صحاح سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں حکایت کیا ہے کہ من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہ یعنے جو شخص یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں یعنے خفیہ و آہستہ و تنہا یاد کروں میں اس کو اپنے

نفس میں یعنی خفیہ اور جو کوئی مجھ کو یاد کرے مجمع میں یاد کروں
اُس کو مجمع میں بلند جو کہ اُس سے بہتر ہے۔ یعنی ہمراہ فرشتوں
کے عرش سے فرش تک فرشتے کہتے ہیں خداوندا کون بندہ بلند
یاد کرتا ہے۔ وہ سب اللہ پاک کے واسطے اُس کی یاد میں ہو
جاتے ہیں یہ ذکر اُس ذکر سے بہتر ہے جو خفیہ کیا کرتا تھا پس
ذکر بلند اور مجمع کے ساتھ کیا بہتر ہے حدیث صحاح میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَخَیرُ الخیرِ
الخیر المتعدی یعنی بہترین خیر خیر متعدی ہے۔ یعنی وہ خیر جو
دوسرے کو پہونچائے، مذاکرہ ہوا اس کتاب کی حد کہاں ہے
معنی مذکورہ سے یہ مطلب ہے کہ ہم کو تو ہمراہ جماعت فرشتوں
کے یاد کرے کہ تو بھی یاد کرے اور مقرب فرشتے بھی یاد کریں
یہ ذکر ذکر خفی سے بہتر ہے والذکر بالجھر طرد الشیطان وجنودہ
یعنی بلند ذکر کرنا بھگاتا ہے شیطان کا اور اس کے لشکروں کا۔
جہاں تک ذکر کی آواز پہونچتی ہے وہاں تک شیطان اور اس
کے لشکر کو قدرت نہیں ہوتی ہے کہ گرد بھٹک سکے بعض نے کہا
ہے یہ بات کہ بندہ اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے اس کی یہ حکمت
ہے کہ اللہ عزوجل اُس کو یاد کرتا ہے قولہ تعالیٰ واذکرونی اذکرکم
یعنی یاد کرو تم مجھ کو تاکہ میں یاد کروں تم کو یعنی توفیق صاحب مناجات
کا مطلب و مقصود یہ ہے کہ تو مجھ کو توفیق کے ساتھ یاد کرتا کہ میں

مجھ کو ثنا کے ساتھ یاد کر دل پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور
یاران دیگر کے لائے فرمایا فرزند اور لکھا ہوا اس کو لو۔ جو ہیں نے
بیان کیا فرمایا یہ مناجات بعد تہجد کے اوراد شیخ کبیر میں ہے
اُس طرف بعض درویشوں نے اس کو یاد کر لیا ہے۔ فارسی میں
پڑھتے ہیں اس کو لکھ لیا ہے بعد تہجد کے پڑھا کرتے ہیں۔ اور
اُس طرف کہ مکہ مبارک و مدینہ مشرف ہیں درویش لوگ شیخ کبیر کے اوراد
کے تعمل رعایت کرتے ہیں اور معتبر جانتے ہیں۔ اسلیئے کہ یہ سب اوراد
حدیث شریف سے مستنبط ہیں۔ سارے ادعیہ وصلوات منقول
و مروی ہیں ان کی اوراد کی رعایت عمل کے ساتھ نہیں کرسکتا ہے
مگر وہی شخص جو کہ ولی ہوتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرمایا فرزند من ان اوراد کی رعایت کرو کثرات کلی رکھتے ہیں۔

ایضاً دوسری تاریخ ماہ ذی حجہ روز شنبہ وقت چاشت

کے یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا ایک سید خدمت میں
آیا ہوا تھا۔ اُس نے جامہ کفن کا التماس کیا۔ فرمایا کہ کپڑا موجود نہیں
ہے۔ اور درجہ یعنی دام بھی موجود نہیں ہیں۔ بستر کا کپڑا اُس کو عطا فرمایا
کہا کہ موسم سرما چلا گیا ہے، خادموں سے فرمایا کہ ردائی کھینچ لو۔
وظیفہ درویشاں واصحاب کے واسطے بھیج ڈالو اور کپڑا اُس کو دیدو
کیونکہ وہ کفن طلب کرتا ہے۔ خواجہ حسن خادم نے کہنا شروع کیا کہ ہے

قطب عالم کیا شفقت رکھتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ نے نماز شروع کر دی تھی۔ توڑ ڈالی اور فرمایا کہ یہ خاص حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے انہیں کو خطاب ہے آپ کی اولاد اس میں داخل نہیں ہے اللہ پاک نے وما ارسلناک واولادک نہیں فرمایا ہے حسن خادم نے عرض کیا کہ تم متابع پیغمبر کے ہو۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نزدیک حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے تھے۔ امیر المومنین امام زین العابدین خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور روتے جاتے تھے۔ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو امام حسن بصری نے عرض کیا یا ولد رسول اللہ بینک وبین جدک ابوک حسین بن علی رضوان اللہ علیہم فما یبکیک ولم تبکی فقال زین العابدین یا حسن انسیت القرآن فاذا نفخ فی الصور فلا انساب فسکت الحسن عن کلام یعنی اے فرزند شائستہ بیٹے رسول خدا آپ کیوں روتے ہو آپ کے درمیان اور آپ کے نانا کے درمیان جو کہ رسول خدا ہیں یہی آپ کے والد ماجد حسین بن علیؓ ہیں۔ پس امام زین العابدینؓ نے جواب دیا کہ اے حسنؒ کیا تو قرآن بھول گیا اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ یعنی جس وقت صور پھونکی جاوے گی تو کوئی نسب نفع نہ دے گا۔ پس امام حسن بصری بات کرنے سے ساکت

ہے اور مناسب اس کے حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کو پیچھے ڈالا اس کے عمل نے رہائی نہ دے گا اُس کو نسب اُس کا۔ فرمایا کہ اس آیت کریمہ اور اس حدیث شریف پر سادات کو چاہیئے کہ عمل کریں اس بات کا پندار اور گھمنڈ نہ کریں کہ ہم صحیح النسب ہیں۔ اپنے دادا امام زین العابدین رضی کی متابعت کریں تب اس کے حسن خادم نے یہ آیت کریمہ پڑھی قولہ تعالیٰ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یعنے جس شخص سے نفع وسود آدمیوں کا ہوتا ہے وہ زمین میں مکث کرتا ہے یعنے دیر تک رہتا ہے دراز عمر پاتا ہے فرمایا کہ بہت جینا کیا مصلحت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جلد تر وفات پائیں اور یہ حدیث صحاح پڑھی قولہ علیہ السلام الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنے موت ایک پل ہے کہ پہنچا دیتا ہے دوست کو طرف دوست کے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جب شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ روحہ پر رحلت کی زحمت پڑی تو آخر کو خادم پوچھنے کو آیا کہ کچھ تصدقہ کریں جس طرح کہ ہر بار صدقہ دیتے تھے۔ بحالت زحمت میں بھی خادم برسم قدیم آیا شیخ نے فرمایا اسے خادم چند فراق کشیم نہیں باقی یعنے کب تک فراق کے صدمے سہیں کچھ صدقے کا حکم نہ دیا۔ آخر کو اسی زحمت میں رحلت فرمائی۔ اس جگہ چشم پر آب کی

اور اصحاب اعلیٰ بھی روئے۔ پھر لیٹے تے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر ایں تبفریہ امام زین العابدین یا حسن بصری رضی اللہ عنہما و آیت و ایں احادیث جملہ نویسید۔

ایضاً خلوت و اعتکاف کی فضیلت کا ذکر نکلا

فرمایا کہ سالک کے واسطے ابتدا میں اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ خلوت میں مشغول ہو تاکہ ثمرہ دے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع میں ظہور نبوت سے پہلے کوہِ حرا میں بخلوت رہتے تھے۔ ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ ایک ایک ماہ یہاں تک کہ ایک ایک چلہ مروی ہے۔ وظہرت ثمرات النبوۃ ونزل جبریل بامر اللہ وحیا وعانقہ وقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق الی مالم یعلم یعنی ثمرات نبوت ظاہر ہوئے جبریل علیہ السلام بامر الٰہی وحی لے کر آئے اور آپ سے معانقہ کیا۔ اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ باسم ربک الذی خلق مالم یعلم تک فرمایا کہ اول یہ سورت نازل ہوئی یہ ایک حجت ہے خاص واسطے حنفیوں کے اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن سے ہوتی تو اس سے بھی تعرض ہوتا تسمیہ درمیان ہر سورت کے فاصلہ ہے حجت درست ہے۔ منجملہ اصحاب ایک یار نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظہور نبوت سے پہلے مشغول ہونے تھے کس چیز

کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ جواب فرمایا میں نے سنا ہے تم سنو آپ
انبیاء گزشتہ کے اوراد کی رعایت فرماتے تھے جیسے حضرت
ابراہیمؑ و انبیاء دیگر علیہم السلام والتحیۃ۔ جس طرح کہ احادیث صحاح
میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وضوئی کوضوء الانبیاء
من قبلی یعنے آپ نے فرمایا کہ وضو میرا مثل وضو پیغمبروں کے ہے
جو مجھ سے پہلے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے الہام سے انہیں کی ترتیب
کو نگاہ رکھتے اور ذکر میں مشغول ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ وحی
نازل ہوئی عمل کا حکم ہوا۔ اولیاء امت کو بھی یہی حکم ہے کہ مرید
لوگ پیروں کے اوراد کی رعایت کریں۔ اور تا عمل مقرون ہوں۔
چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اسلئے ثمرہ ولایت ظاہر ہوگا۔ فرمایا ذکر
کے واسطے خلوت چاہیئے۔ حجرہ ایسا تاریک ہو کہ کوئی روزن اس
میں نہ ہو۔ تاکہ دیوار کے نقش پر نظر نہ پڑے۔ ذکر اللہ میں مشغول
ہو جاوے سراً وجہراً اور پیر مرید کے سر پر چاہیئے جیسا کہ تم نے نزدیک
دعا گو کے خلوت اختیار کیا ہے۔ روئے مبارک ہماری طرف لائے
اور یہ فرمایا کہ امید ہے کہ مراد کو پہنچو ابتدا میں لا الٰہ الا اللہ کو بصوت و حرکت
بدن کہنا چاہیئے اور اگر شیخ مرید کو بخفیہ مشغول کرے تو جائز و حصول ہو جائے

طریق ذکر

مروی یہ ہے کہ حالت ذکر میں مربع یعنے چار زانو بیٹھے بائیں پاؤں

گویا جیسے بائیں پیر کو رکھے اور دونوں ہاتھوں کو زانو پر رکھے ا یعنی
لا الٰہ الا اللہ دین سے شروع کرے۔ پھر اثبات بائیں طرف کرے
وہاں ذات کی سانس باری دے اسلئے کہ دل بائیں طرف ہے پس
دل سے غیر حق کی نفی کرے۔ پھر حق کا اثبات دل میں القا کرے
جس طرح کہ میں نے تم کو تلقین کیا ہے۔ آپ خود چار زانو بیٹھے اور کلمہ لا الٰہ
الا اللہ زبان یا بلند صوت کہا۔ اول و آخر میں درود شریف پڑھا
اور فرمایا کہ ذکر خفی میں بھی حرکت بدن کا طریق یہی ہے۔ لیکن زبان
سے نہ کہے۔ ساتھ شدت حرکت وجود کے دل سے کہے۔ چند
دانشمند ملتقیان کیا واسطے زیارت کے آتے ہوئے تھے۔ انہوں
نے عرض کیا ہم چاہتے تھے کہ ذکر کی تلقین حضرت مخدوم سے لیں
آپ نے بکرامت تلقین فرمادی۔ پہلے اس سے کہ ہم التماس کریں
فرمایا کہ یہ تو ادنیٰ ہے۔ والفرق بین المعجزة والکرامة
ان الکرامة تحتمل الاستدراج اتفاقاً والمعجزة لا تحتمل
الاستدراج اتفاقاً یعنی درمیان معجزہ و کرامت کے فرق یہ ہے
کہ کرامت باتفاق استدراج کا احتمال رکھتی ہے۔ اور معجزہ باتفاق
استدراج کا احتمال نہیں رکھتا ہے اس کا کیا اعتبار ہے۔ اور وہ
کیا نفا رکھتی ہے۔ ضرورت کو تو اولے کہتے ہیں۔ اور کرامت خارق عادت
ہے۔ جو چیز کہ ہوتی نہ ہو وہ پیدا ہو جائے اس ذاکر کے دل میں انوار
پیدا ہو جائیں۔ اس کے دل کو منور کر دیں۔ پس ایسا ہو جائے کہ

جس چیز کو روشنائی میں نہیں دیکھتا تھا۔ اُس کو تاریکی میں معائنہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سوئی اُس کے حجرے میں گم ہو جائے تو اندھیری رات میں اُسی دم اُس کو لے لے۔ مناسب اُس کے حکایت بیان فرمائی کہ مرتبے کرامت کے اس سے فوق اور ہیں۔ سیر ہوتا ہے۔ ساتوں آسمانوں پر جاتے ہیں۔ اور ایک لحظہ میں لوٹ آتے ہیں۔ آسمان مثل زینے کے ہو جاتے ہیں اللہ پاک کے حکم سے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ سفر میں ایک روز نزدیک ایک درویش کے اُترا ذرا دیر میں ٹھیرا کہ میں نے دیکھا کہ وہ سامنے سے غائب ہو گیا۔ پھر ذرا دیر میں آگیا آنکھ اُس کی پُر آب تھی میں نے پوچھا تو کہاں تھا۔ کہا میں نے ملکوت یعنے آسمانوں کے ملک میں گیا تھا۔ میں نے کہا یہ تیری آنکھ پر آب کیوں ہے۔ کہا کہ میں خلق کے احوال پر مطلع ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سب کے سب خواہش دنیا کی غرقاب میں غرق ہوئے ہیں۔ اس کی خبر نہیں رکھتے ہیں۔ مجھے شفقت آئی اسلئے میں آنکھ بھر لایا۔ بیچارے چند روزہ حیات کے واسطے ایک مردار پر اُترے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب یعنے دنیا مردار ہے۔ اور اس کے طالب کتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ میں نے جو کہا یہ بھی خلوت کی تاثیر ہے نکہ انجام کار

لہ بکر خار معجمہ گل دلائے کہ در راہ ہائے آب یلیا سشد یعنے کیچ

وہاں تک ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی عین ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں فرمایا یہ بھی خلوت ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے نفس کو حبس کیا ہے اصحاب عالی نے عرض کیا کہ مخدوم نے تو خلوتیں کی ہیں اس وقت منتہی ہو گئے ہیں۔ آرام پا چکے ہیں۔ اب آپ ارشاد فرماتے ہیں فرمایا جس شخص کے واسطے یہ شرط ہے وہ وصال پاتا ہے

قال المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارھم الطہارۃ فصل والصلوۃ وصل فمن لم ینفصل فی الطہارۃ عن الکونین لم یصل الی صاحب الکونین یعنے مشائخ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے فرمایا ہے کہ وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے پس جو شخص کہ وضو میں کونین یعنی دنیا و آخرت سے جدا نہیں ہوتا ہے وہ نماز میں صاحب کونین یعنی اللہ پاک کے طرف نہ پہونچے گا۔ فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ دنیا میں وصال حق بچشم دل ہوتا ہے۔ اس پر کونسی حجت ہے۔ جواب فرمایا کہ اس باب میں حدیث صحاح وارد ہے منجملہ اصحاب صفہ ایک صحابی کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ یا ابا رزین اذا خلوت فاکثر ذکر اللہ وزر فی اللہ فانہ من زار فی اللہ شیعہ سبعون الف ملک ویقولون اللھم وصلنا ہ فیک فصلہ دل ھذا الحدیث علی کینونۃ الوصال بین العبد وربہ تعالی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی کو اس حدیث شریف کے

ساتھ تلقین فرمائی۔ اس صحابی کا نام ابو رزین رضی اللہ عنہ تھا اے ابو رزین جس وقت تو خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر بہت کر اور زیارت کر واسطے اللہ تعالیٰ کے فی اللہ کے معنی ہیں۔ لاجل اللہ یعنے فی بمعنی لام ہے پس تحقیق جس شخص نے زیارت کی واسطے اللہ کے تو مشایعت کرتے ہیں اُس کے ستر ہزار فرشتے اور کہتے ہیں۔ اے اللہ ملایا ہم نے اس بندے کو واسطے تیرے پس تو اس کو ملا یعنے تو اپنا وصال اُس کو روزی کر فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ یہ وصال شاید آخرت میں ہو دنیا میں وصال ہونے کا ذکر نہیں ہے تو اس کا یہ جواب دیں کہ فصلہ فرمایا اسلئے کہ حرف فا واسطے تعقیب کے ہے۔ تراخی کے لئے نہیں ہے اگر تراخی ہوتی تو ثم صلہ فرماتے۔ اس صورت میں وصال آخرت ہوتا۔ سمیت الاخرۃ اخرۃ لاجل التراخی یعنے آخرت کو آخرت اس لئے کہتے ہیں کہ تراخی رکھتے ہیں۔ چونکہ حرف فا صلہ میں واسطے تعقیب کے ہے تو یہ وصال بھی دنیا میں ہوگا۔ یعنے جو کوئی ایسا کرے تو اُس کے عقب میں ایسا ہو جس طرح کہتے ہیں ضربنی زید فضربتہ یعنے زید نے مجھ کو مارا پس اُس کے عقب میں اس کو میں نے مارا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ حدیث صحاح کی پوری صحبت ہے مع لوازم و لواحق جملہ اقوال مشائخ و سوال و جواب جو میں نے بیان کئے سب کو لکھ لو۔

ایضاً سبق عوارف شیخ زادہ نجم الدین کا

خدمت میں ہو رہا تھا گفتگو اس آیت کریمہ میں تھی۔ قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات سئل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھم قال کلھم فی الجنۃ لقولہ تعالیٰ اصطفینا من عبادنا فرمایا کہ میں نے اس آیت میں ہزار قسم کے قول سنے ہیں۔ ان میں سے چند قول تم سن لو۔ الظالم المتشبہ بالصوفیۃ سمی ظالما لقصورہ وفتورہ لا من جھۃ المعصیۃ والمقتصد المتصوف والسابق الصوفی وقال بعضھم الظالم الزاھد سمی ظالماً لقصورہ وفتورہ من ترک الدنیا بلا ترک الاخرۃ لا من جھۃ المعصیۃ والمقتصد طالب الاخرۃ والسابق طالب اللہ وقال بعضھم الظالم طالب غیر اللہ والمقتصد طالب اللہ والسابق واصل اللہ وقال بعضھم الظالم محب غیر اللہ والمقتصد الولی والسابق النبی یعنی ہمارے برگزیدہ بندے تین گروہ ہیں سو اُن میں سے بعض تو اپنے جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض سابق ہیں پیش قدمی کرنے والے۔ اس کے بیان میں بہت قول ہیں بعض نے کہا کہ ظالم تو متشبہ بصوفیہ ہے۔ پورا کام نہیں کر سکتا ہے۔ قصور وفتور کی جہت سے اُسکا نام

ظالم رکھا ہے نہ معصیت کی جہت سے، مراد اس تشبہ سے معنوی ہے۔ نہ یہ کہ ظاہر کو آراستہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم اگر تشبہ صوری مراد ہو تو روز قیامت میں منافق لوگ مومنوں سے اور مومنوں کے ساتھ ہو جائیں۔ حالانکہ وہ ان کے ساتھ نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ پیچھے سے پیچھے دوزخ میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور میانہ رو منصوف ہے اور سابق صوفی ہے۔ بعض نے یوں کہا کہ ظالم زاہد ہے اُس کے قصور و فتور کی جہت سے اُس کا نام ظالم رکھا کہ اُس نے ترک دنیا سے بدوں ترک آخرت کے قصور و کم ہمتی کی۔ یعنے آخرت کو ترک نہ کیا۔ معصیت کی جہت سے اُس کا نام ظالم نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سیروا سبق المفردون قالوا یا رسول اللہ من ھم قال المستھترون لذکر اللہ یہ حدیث صحاح ہے یعنے تم چلو کیونکہ سابق ہو گئے تفرید کرنے والے غیر حق کے یعنے سبکبار لوگ ع

یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست

التجرید عن العلائق والتفرید بالخلائق العلائق سوی اللہ تعالیٰ والحقائق مع اللہ من اللہ یعنے علائق تعلقات سے مجرد ہونا چاہیے۔ پھر تفرید بحقائق ہونا چاہیے۔ علائق تو غیر خدا ہے اور حقائق ساتھ خدا کے ہیں۔ اور خدا سے ہیں۔ قلب المومن حرم اللہ تعالیٰ فحرام

علی حرم اللہ تعالیٰ ان یلج فیہ غیر اللہ یعنے دل مومن کا حرام ہے
اللہ پاک کی سوا اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں غیراللہ داخل
ہو۔ پس اول اس راہ کا یہ ہے کہ صغیرہ و کبیرہ سے سبکبار ہو جائے بعد
اس کے جو کچھ کہ غیر خدا ہے اُس سے سبکبار ہونا چاہیئے۔ ولہذا اگر
از بار راہ تہی اندر رفت حاضر راہ طلب خدا و تارک دنیا گشت و تعالیٰ سر این
معنی است لقولہ علیہ السلام سیروا سبق المفردون اُس طرف
پس دعا کرنے دو وجہ سے ہیں۔ المستھترون بفتح التاء الثانیۃ
باسم المفعول المولعون ای خائفون وبکسر التاء الثانیۃ
باسم الفاعل المتحیرون یعنے شوق حق کے دلدادہ لوگ اور
اسی لئے سائر مفرد ایک قافلے میں چلتے ہیں لیکن چونکہ مفرد لوگ
سبکبار ہلکے پھلکے ہیں اس لئے منزل کو پہونچ گئے۔ اور باقی نوع
کے لوگ چونکہ بوجھ رکھتے ہیں معصیت کا بوجھ مراد نہیں ہے قصور
و فتور کم ہمتی و کاہلی کا بوجھ مراد ہے جس وقت سبکبار ہو جائیں گے
تو البتہ منزل کو پہنچ جائیں گے قولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو
منھم سر ہے اس معنی کا باقی نوع کے لوگ تشبہ رکھتے ہیں از جہت
چوں میرود نیچے و با بماند۔ چوں بمنزل میرسد ہرگز نرسد پس روئے
مبارک بہ این فقیر آوردند فرمودند فرزندمن این حدیث صحاح و وجہات
کہ تقریر کردم غریب است بنویس یا یہ سالک است ایضاً ایک
عزیز آپ کے روبرو آیت کریمہ پڑھا تھا۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا

نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ سو اُس نے بسکون میم پڑھا فرمایا کہ تو نے خطا پڑھا۔ بسکون میم کوئی قرأت نہیں آئی۔ فنا ذ بھی نہیں ہے ولو قرأ فی الصلوٰۃ تفسد صلوتہ لتغیر المعنی من الفاعل الی المفعول لان الجمعۃ جامع لا مجموع یعنے اگر کوئی شخص نماز میں اس طرح پڑھے گا تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسلئے کہ معنی تغیر ہو جاتے ہیں فاعل سے طرف مفعول کے، جمعہ جامع ہے مجموع نہیں ہے۔ اور اسی لئے مسجد جامع کہتے ہیں نہ مجموع بعد اس کے فرمایا علم صرف میں کہا ہے الفعلۃ بضم الفاء والعین للفاعل، وبسکون العین للحالۃ وبفتح الفاء والعین واللام للمجھد رکرھبۃ ورغبۃ قولہ تعالیٰ یدعوننا رغبا ورھبا پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ان پانچ ترکیبوں کو لکھ لو کیونکہ اگر اس علم کو نہ جانے گا تو خطا کرے گا۔ اور اصحاب اعلیٰ سے بھی فرمایا کہ کیا یہ تو غریب بات ہے۔ اور اس فقیر سے فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی حدیث صحاح ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال من صلی المغرب ثم صلی بعدھا ست رکعات قبل ان یتکلم بسوء کتب لہ عبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ ای قبل ان یتکلم من الدنیا یعنے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

فضیلت نماز اوابین

نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے نماز مغرب کی پھر پڑھے بعد اس کے چھ رکعت پہلے اس سے کہ بری بات بولے۔ تو لکھی جائے گی اس کے واسطے عبادت بارہ برس کی۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ ان چھ رکعتوں میں کیا نیت کرے۔ فرمایا تکمیلاً للفرائض یعنے فرائض کے کامل کرنے کی نیت کرے۔ کنز میں ہے ونُدب الست بعد المغرب وندب الاربع قبل العصر وقبل العشاء وبعد العشاء یعنی مسنون ہے چھ رکعت بعد نماز مغرب کے اور چار رکعت قبل عصر کے اور قبل عشا کے اور بعد عشا کے اس سنت میں متابعاً لرسول اللہ کے اور مغرب کے بعد چھ رکعتوں میں تکمیلاً للفرائض کی کیوں نیت کرے جواب فرمایا القیاس متروک بالمنقول یعنی یہ بات مروی ہے اسی طرح نیت کرے۔ فرزند من بگیر یاد وہ چھ رکعتیں یہ ہیں جن کو شیخ کبیرؒ نے اوراد میں ذکر کیا ہے دو رکعت صلوٰۃ الفردوس، دو رکعت صلوٰۃ الحفظ، دو رکعت صلوٰۃ الاستجاب بات نہ کرے جبتک ان تینوں دوگانوں کو ادا نہ کرلے جیسا کہ تم دیکھتے ہو، دعا گو کا معمول ہے مولانا فرید الدین سلمہ اللہ نے التماس کیا کہ مخدوم بعد دو رکعت سنت مغرب کے دو رکعت ہدیہ رسول کی ادا کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دو رکعت ہدیہ رسولؐ زائدہ ہیں۔ دعا گو نے ان کو اختیار کیا ہے۔ شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہیں۔ میں نے جو بیان کیا تم اس کو لو پھر عرض کیا کہ اوراد مخدوم میں جس کو مولانا نظام الدین نے جمع کیا ہے یہ ہے کہ صلوٰۃ الحفظ کو متصل سنت مغرب کے ادا کرتے ہیں جواب فرمایا کہ غلط لکھا ہے۔

صلوٰۃ الحرز آخر صلوٰۃ ہے۔ بعد میں کو فراغ اوابین اور دو رکعت احیاء
قلب کی صلوٰۃ الحرز کو پڑھتا ہوں اور اشراق میں بھی آخر کو ادا کرتا ہوں
اسلیے کہ یہ آخری نماز ہے۔ واقع میں ایسا ہی ہے کہ صلوٰۃ الحرز
کو آخر میں ادا کرتے ہیں۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ یہ چھ رکعتیں بعد
مغرب کے مع سنت کے ہیں۔ یا بغیر سنت کے، جواب فرمایا
کہ غیر سنت کے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، صلوٰۃ فردوس صلوٰۃ کرد
صلوٰۃ استجاب وعنہ علیہ السلام روی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادہ وانہ عاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ بابی وامی
ای الکلام احب الی اللہ عز وجل قال ما اصطفاہ اللہ تعالیٰ
الملائکتہ سبحان ربی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ یعنے
ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُن کی عیادت فرمائی۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی عیادت کی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے
باپ ماں آپ پر سے قربان ہوں اللہ عز وجل کو کون بات دوست تر
ہے۔ فرمایا وہ بات جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے واسطے
برگزیدہ کیا وہ یہ تسبیح ہے سبحان ربی وبحمدہ اس فقیر نے التماس کیا کہ
اس سے کل فرشتے مراد ہیں یا بعض جواب فرمایا کہ سب فرشتے مراد
ہیں۔ اسلیے کہ لام تخصیص کا ہے۔ کوئی فرشتہ نہیں ہے کہ یہ تسبیح

کیے۔ اور محبوب و مقرب ہو جائے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور شنبہ دوم ماہ مذکور ذی الحجہ

کو قاضی ابراہیم برادر شیخ خضر مع فرزند و چند یار دیگر واسطے زیارت مخدوم کے آئے چونکہ اس فقیر کو اُن سے معرفت تھی۔ اسلئے اسی فقیر کے حجرے میں اُترے میں نے حضرت مخدوم کی خدمت میں ان کو پیش کیا۔ اور پہنچا دیا۔ تعظیم و اکرام بقیام کیا حسب رسم قدیم پوچھا کہ کون خاندان کے ہو سہروردی کے، یا چشت کے، اس فقیر نے عرض کیا کہ اس فرزند کا باپ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ روحہ کی خدمت میں تعلق و پیوند رکھتا ہے۔ فرمایا ہم الآن خاندان تعلق شد و بار دیگر، نیز ہر دو تعلق و پیوند کردند و خرقہ پوشانیدند۔ وصیت کی کہ علم پڑھو اور آخر شب کو زندہ رکھو اور تہجد ادا کرو۔ وقت سونے کے تین بار استغفار بعد آمن الرسول کے پڑھتے رہو۔ ساری آفتوں سے بچے رہو گے یہ بات حدیث صحاح میں ہے۔ اور اور اد شیخ نصیر الدین کو نگاہ رکھو قاضی ابراہیم کو ایک چیز مشکل تھی اس کو عرض کیا۔ وہ یہ بات تھی کہ جس وقت دعا گو کے والد نے شیخ نصیر الدین سے حلق یعنی سر منڈانے کا التماس کیا تو شیخ نے ذرا دیر تک فرمایا اور سر جھکایا یہ مکث کیا تھا جواب فرمایا کہ شاید بی بی باباں ہوں گی گھر ان کا اذن چاہیئے۔ قاضی

ابراہیم نے عرض کیا کہ بی بی وہاں نہ تھیں فرمایا کہ یہ مکث تمہاری غیرت کا دیکھا کہ فرق یعنے مانگ نکالنے میں خیر ہے - یا سر منڈالے ہیں عکرمہ نے مکث کے یہ کہی اور کتاب منتقی کی یہ نظم پڑھی ؎

وخیر الرجال بین الحلق   من غیر تفزیع وبین الفرق

یعنے مردوں کو اختیار دیا گیا ہے درمیان حلق کے بدون تفزیع کے اور درمیان فرق کے رجال کی قید لگائی تاکہ عورتیں نکل جائیں کیونکہ اُن کے واسطے حلق نہیں - تفزیع یہ ہے کہ بعض سر منڈائیں بعض کو رہنے دیں یہ بدعت ہے - یا تو سارا سر منڈائیں یا تمام سر کے بال رکھیں - اور مانگ نکالیں د خو شعرک یسجد معک یعنے تو اپنے بالوں کو آگے چھوڑ دے تاکہ تیرے ساتھ سجدہ کریں - یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وکل ما سوی الحلق والفرق فھو عقص والعقص مکروہ وبدعۃ یعنے فرق وحلق کے سوا جو کچھ ہے پس وہ عقص ہے اور عقص مکروہ بدعت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں کسی صحابی نے عقص نہیں کیا ہے نہ کسی تابعی نے نماز عقص کے ساتھ مکروہ ہے قبول نہیں ہے - باتفاق ہر چہار مذہب بسبب مخالفت سنت[1] اور عورتوں کے واسطے یہ حکم نہیں ہے - ان کیلئے روا نہیں ہے کہ سر منڈائیں ولہذا در حج قصر ہم نمے کنند مگر آنکہ محرم باستثناء

---

[1] اس عبارت میں شاید کچھ رہ گیا ہے کیونکہ عورتیں جس وقت حج کا احرام کھولیں تو اُن کو یہ حکم ہے کہ سر نہ منڈائیں تقصیر نہ کریں یعنے بال کتر وائیں واللہ اعلم ۱۲

تیسری تاریخ ماہ ذیحجہ روز یکشنبہ کو چاشت کے وقت

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ رہا تھا۔ گفتگو تجلی و معراج میں تھی۔ قولہ تعالیٰ فلما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین۔ ای لن ترانی فی الدنیا بعین الراس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار فالکف الاظہار کی درخواست کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھا دے کہ میں تیری طرف دیکھوں۔ حکم ہوا کہ تو مجھے ہرگز نہ دیکھے گا۔ دار دنیا میں سر کی آنکھ سے، اسلیے کہ تو تاب نہ لاسکیگا۔ لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھ، سو اگر وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہے تو تو مجھے دیکھے گا۔ پس جس وقت تجلی کی ان کے رب نے واسطے پہاڑ کے تو کر ڈالا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہوکر پھر جب ہوش میں آئے تو بولے تو پاک ہے۔ میں نے توبہ کی طرف تیرے اس کہنے سے اور میں ہوں اول گردن رکھنے والوں کا خبر میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مرسل تھے۔ اس بات کو جانتے تھے کہ دنیا میں دیدار سر کی آنکھ سے نہیں ہے۔ پھر کیوں درخواست کی سو وجہ اس کی

ف۔ تجلی و معراج

ف۔ ... دیدار ...

یہ ہے کہ انہوں نے جانا کہ اللہ پاک بے محابا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے
اور میں بے واسطہ اُس کی بات سنتا ہوں۔ بخت آزمائی کروں دیدار
کی درخواست کروں۔ شاید ارزانی فرمائے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام
میں ان کو ایسی بہجت وخوشی ہوئی کہ گمان کیا کہ بہشت ہے کیونکہ
دنیا میں شادی وخوشی نہیں ہے، اور دیدار بہشت سے ہے اسلئے
دیدار کی درخواست کرتے تھے۔ عاشق تھے کچھ اندیشہ نہ کیا جس وقت
ہوش میں آئے تو لن ترانی سنا بولے انی تبت الیک وانا اول
المسلمین جب بابِ معذرت پیش آئے تو یہ حکم آیا قال یا موسی
انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک
وکن من الشاکرین یعنے اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنے واسطے
پیدا کیا ہے تو میری یاد سے غافل مت رہ بیشک میں نے تجھ کو
برگزیدہ کیا لوگوں پر ساتھ اپنی رسالت کے۔ اور ساتھ اپنے کلام
کے۔ سو لے اُس چیز کو جو میں نے تجھے دی یعنے کتاب توراۃ،
اور ہو تو شکر کرنے والوں سے منجملہ یاران ایک یار نے پوچھا کہ
تجلی خاص واسطے پہاڑ کے تھی یا خاص واسطے حضرت موسیٰ کے جواب
فرمایا کہ خاص واسطے پہاڑ کے۔ قولہ تعالیٰ فلما تجلی ربہ للجبل
لام تخصیص کا ہے پھر پوچھا کہ پہاڑ تو جماد ہے خاص اُس کے واسطے
تجلی کیوں تھی۔ جواب فرمایا کہ پہاڑ کے واسطے حیات پیدا کردی تھی
میں اسی طرح سماع لکھتا ہوں پھر اس فقیر سے فرمایا فرزندمن گیر بد

ایضاً رسالہ مکیہ کا سبق پڑھا رہے تھے۔ فرمایا کہ یہ ایک موجز یعنی عمدہ رسالہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں اس رسالے کو عبداللہ یافعی شیخ مکہ رضی اللہ عنہ کے روبرو درویشان طالب پڑھتے تھے۔ دعاگو سامع تھا کاغذ کے دام نہ تھے کہ اُس کو لکھتا۔ اس وقت وہ سننا کام آتا ہے۔ اس رسالے کے مصنف شیخ قطب الدین دمشقی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جس وقت اس رسالے کو تمام کیا تو آنے والوں کے ہاتھ دعاگو کے پاس بھیج دیا۔ گفتگو مشیخیت میں تھی الشیخ الذی یکون عالما بالعلوم الثلاثۃ شریعۃ وطریقۃ وحقیقۃ وکان عالما بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویتبعهما ولا یکون کل عالم شیخا لان الشیخ سلک الطریق وابصر المحمود والمذموم فی عینہ ولا یکون المجذوب شیخا لانہ مغلوب العقل ای المجنون فان المجذوب لا یسلک الطریق ولا یری المحمود والمذموم ولا یصلح للمشیخۃ والتربیۃ والاقتداء ولکن الناس یعتقدونہ یعنی شیخ کی شرط یہ ہے کہ تین علم کا عالم ہو علم شریعت علم طریقت علم حقیقت اور علم معانی کتاب کا عالم ہو یعنی تفسیر واحکام فقہ کو جانتا ہو اور علم سنت کا عالم ہو یعنی احادیث کو جانتا ہو محدث مت ہو اسناد اُس کے سماع کا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہو۔ ہر عالم شیخ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ وہ شخص ہے جو کہ سالک طریقت ہو اور اُس نے راہ سلوک میں محمود و مذموم کو دیکھا

ہو اور تجربہ کیا ہو یعنے راہ کے نیک و بد امن و خوف کو پہچان چکا ہو۔
امن کی راہ کو اختیار کیا ہو۔ خوف کی راہ کو ترک کیا ہو یعنے انبیاء
علیہم السلام کی راہ کیونکہ یہ راہ سیدھی اور جائے آرمیدہ ہے یعنے
بے خوف آورا خوف بدرقہ گویند و بدرقہ رہبر پختہ و ناہر را کہ آزا رہبر
و شیخ نیز رہبر ست چنانکہ رہبر کسے ست کہ در راہ امن و خوف یا بیابانی
دریا فتہ باشد او را بدرقہ کنند و شیخ آنرا گویند کسی کہ معائنہ چیزے
نباشد او را غیب بیند بے آنکہ معائنہ کند واین محض کرامت ست
ویراینچنین کر شاید مرید شوند اور اس کو شیخ حقانی کہتے ہیں اسلئے
کہ حق کی طرف پہونچاتا ہے اور جو شخص کہ شیخ کا وکیل ہوتا ہے وہ
ایسا ہے جیسا کہ دعا گو چند مشائخ سے وکالت رکھتا ہے۔ ایسے
شخص کی بھی چاہیئے کہ مرید ہوں کیونکہ جس شخص کی طرف سے یہ
وکیل ہے۔ شیخ وہی شخص ہے۔ پس بر این نظر بر اصل حقیقت میں
شیخ کا مرید ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ بسبب مرنے
موکل کے وکیل سے وکالت منزوع ہو جاتی ہے۔ مسئلہ شرعی ہے۔
کہ جب تک موکل زندہ ہے تب تک اس کے وکیل کو وکالت
کا تصرف ہے جس وقت مرگیا تو وکالت جاتی رہے اس سوال کا
یہ جواب دیں گے فی المعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں دلیل اس کی یہ
حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن
ینقلون من دار الی دار یعنے بیشک دوستان خداوند تبارک و تعالیٰ

نہیں مرتے ہیں لیکن نقل کئے جاتے ہیں ایک گھر سے طرف دوسرے
گھر کے، یعنے سرائے فانی سے سرائے باقی کی طرف چلے جاتے
ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من
ذاتاً مشیخت و وکالت و حدیث صحاح کو لکھ لو۔ پوری صحبت پس جبکہ وہ زندہ
ہیں۔ تو ان کی وکالت سے باز رہیں۔ مجذوب یعنے مغلوب العقل
شیخ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مجنون ہے تو اس کو جاذبہ ہوا ہو۔ اسلئے
کہ مجذوب سالک طریقت نہیں ہے۔ اس لئے رستہ نہیں چلا ہے
اور رستے میں اس کے امن و خوف کو نہیں پہچانتا ہے۔ محمود و مذموم یعنے
راہ راست و راہ مخالف کو نہیں دیکھا ہے۔ ناگاہ جاذبہ آگیا اس کو
مجذوب کر دیا۔ اور جھپٹ لیا۔ بدول اس کے کہ مقامات پر گذر
کر کے مقصود اصلی کو پہنچا ہو۔ اس نے تو ان مقامات کو دیکھا ہی نہیں
ہے۔ تو وہ اُن کو کیا جانے اور دوسرے کو کیونکر پہنچا سکے کیونکہ اسکو
تو جاذبہ نے پہنچایا ہے۔ انتر کے رسانا اس کے واسطے تو ایسا شیخ
چاہیئے کہ اس نے راہ مقامات کو خوب دیکھا ہو۔ اور منزل مقصود
کو پہنچا ہو وہ دوسرے کو پہونچا سکتا ہے۔ کیونکہ اُس نے خوب دیکھا
بھالا ہے۔ مجذوب اس لائق نہیں ہے کہ شیخ ہو۔ نہ تربیت و اقتدا
کے واسطے لیاقت رکھتا ہے، اسلئے کہ وہ تو مغلوب ہو گیا ہے۔
لیکن لوگ اُس کے حق میں اعتقاد کریں اور مرید نہ ہوں اور فرمایا
کتاب میں ہے لو ان الشیخ المرشد یجھر فی العبادات نیتہ الارشاد

فائدہ: جواز جہر بہ اوراد برائے تعلیم اصحاب

يجوز فان اصحابه ومتبعيه ياخذون العمل ولا يكون ذلك رياء لان المطلوب منه اخذ الاوراد للاصحاب قوله تعالى وأمر اهلك بالصلوة یعنے اگر شیخ مرشد بہ نیت ارشاد عبادات میں یعنے قرارت ونیات صلوات میں بآواز پڑھے تو روا ہے کہ اس کے یار و مرید و پیرو اُس سے عمل اخذ کرتے ہیں۔ اور یہ کام ریا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلوب اس سے لینا اوراد کا اور برانگیختہ کرنا اصحاب کا ہے۔ اور اسی لئے تو نہیں دیکھتا ہے کہ دعاگو رات کی نماز میں بآواز بلند پڑھتا ہے۔ اور نیت بلند کرتا ہوں۔ اور دعائیں اور تسبیحیں بھی بلند پڑھتا ہوں۔ اور سارے وظیفے درمیان یاروں کے ادا کرتا ہوں۔ کوئی عمل خلوت میں پوشیدہ نہیں کرتا ہوں تہجد و اشراق و چاشت و ظہر یہ واوابین سب درمیان یاروں کے ادا کرتا ہوں تاکہ وہ سیکھ لیں۔ اگر آہستہ پڑھوں اور عبادت خلوت میں پوشیدہ کروں تو یار لوگ کہیں کہ ہمارا پیر کبھی کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا ہے۔ مداومت نہیں ہے۔ تو وہ بھی عمل ترک کریں اور جس وقت کہ دعاگو کو اس طرح دیکھیں تو کہیں گے کہ ہمارا پیر پیرانہ سالی میں سارے وظائف ادا کرتا ہے۔ ہم تو جوان ہیں یعنی ہم کیونکر ادا نہ کریں پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یہ حجت است ایضاً خلق کثیر توبہ و بیعت کر رہی تھی جب فارغ ہوئے تو فرمایا کسی ایک گناہ سے باز آئیں گے تو وہی نجات ہے مرید مصاحب کو کہتے ہیں اور

فائدہ: فرمان نبی در صحابہ

اور ان لوگوں کو منتعلق کہتے ہیں۔ یہ لوگ تعلق و پیوند کرتے ہیں صحبت کو اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی عوارف میں لکھا ہے شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضیاء الدین ابو النجیب میرے چچا اور میرے شیخ اور شیخ محمد احمد غزالی قدس اللہ اور واحہم دونو بغداد میں ایک زمانے میں تھے فرمایا کہ بغداد اصل میں ذال معجمہ ہے۔ بدال مہملہ بھی کہتے ہیں۔ ایک دن ایک عزیز ابنائے دنیا سے خدمت میں شیخ ضیاء الدین کے آیا ارادہ تعلق و پیوند کا کیا شیخ نے اُس کو شیخ محمد غزالی کے پاس بھیجا کہ ان سے تعلق و پیوند کرے جس وقت وہ عزیز شیخ محمد غزالی کے پاس آیا تو انہوں نے اُس کے واسطے مریدی کی شرطیں بیان کیں اس کا دل شکستہ ہو گیا فقرؔ منہ یعنے وہ شخص اُن کے پاس سے بھاگا۔ دل کو جما نہ سکا پھر شیخ ضیاء الدینؒ کے نزدیک آیا۔ عرض کیا کہ آپ نے مجھ کو ایسے شخص کے پاس بھیجا کہ اُس نے اتنی چیزیں بیان کیں کہ میں تو یہ سے گم ہو گیا۔ پس شیخ ضیاء الدین نے شیخ محمد غزالی کو کہلا بھیجا کہ تم نے کیوں اُن چیزوں کا بیان کیا کہ یہ آنے والا متنفر ہو گیا اور دل نہ جما سکا۔ اس زمانے میں تو اسی قدر بہت ہے۔ کہ کسی گناہ سے باز آئیگا تو وہی اس کی نجات کا سبب ہو جائیگا مریدی و صحبت کے اعلے مرتبے کا ہر ایک خریدار نہیں ہے اس کے لئے تو عالی ہمت لوگ ہوتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے

اور یاران اعلیٰ کے لائے۔ فرمایا جیسے یہ چند برادر صاحب دعا گو کے مسجد میں ملازم رہتے ہو اور سبق پڑھتے ہو اور سنتے ہو تمہارے واسطے امید ہے کہ صحبت ثمرات دیوے پھر شیخ ضیاء الدین النجیب قدس اللہ روحہ نے اُس کو تعلق دیپینہ کا خرقہ عطا کیا۔ کوئی شرط شرط مریدی کی اُس پر پیش نہ کی اور صحبت کا حکم نہ دیا مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن نزدیک شیخ رکن الدین قدس اللہ روحہ کے ایک دانشمند یعنے عالم بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ مرید کر رہے تھے۔ اس دانشمند نے کہنا شروع کیا کہ مخدوم جو کوئی آتا ہے آپ اُس کو خرقہ دے دیتے ہو۔ خرقہ کے واسطے اہلیت بھی چاہیے شیخ نے فرمایا بھائی اگر بسبب میری ایک ٹوپی کے گناہ سے باز آئیں۔ تو اس شخص کی نجات کا سبب ہو جائے۔ یہ بات تواضع وانکسار کی جہت سے فرمائی پھر دوسرے منبر طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر باید۔

ایضاً شب دوشنبہ چہارم ماہ مذکور فی یحیہ وقت تہجد

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق فرماتے تھے گفتگو **اخلاص** میں تھی۔ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام منّا من سرّی اودعتہ قلبا احببتہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے حکایت فرمائی کہ اخلاص ایک سر ہے میرے سر سے نہیں

پوشیدہ بات کو کہتے ہیں۔ جبر کی طرف سے امانت رکھتا ہوں اخلاص کو
خاص اُس دل میں کہ جس کو میں دوست رکھتا ہوں اور سر اس بات
کا یہ قول ہے اللہ پاک کا عبادنا المخلصین فرمایا دو قرائتیں
آئی ہیں بکسر لام بصیغہ اسم فاعل دوسری بفتح لام بصیغہ اسم مفعول،
اول قرائت کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے بندے اخلاص کرنے والے
ہیں۔ دوسرے کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے بندے اخلاص دیئے
ہوئے ہیں۔ یہ قرآت احسن ہے۔ بہتر ہے اسلیئے کہ اللہ کی طرف
سے اُن کو اخلاص حاصل ہوا ہے یعنے وہ خالص ہیں اور وہ اخلاص
جو اللہ پاک کا دیا ہوا ہے اُس کو شرف ہے اُس اخلاص پر جو بہماری
جانوں کے طرف سے ہے۔ کیونکہ اس اخلاص کو بقا ہے یدوں
کسی احتمال کے، اور اس اخلاص کے لیئے احتمال ہے۔ اخلاص
کئے گئے بہتر ہیں اخلاص کرنے والوں سے۔ اس فقیر سے فرمایا
فرزند من بگیر یعنی اس کے فرمایا الاخلاص عن الاخلاص کے
کیا معنی ہیں اخلاص سے اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خود کو درمیان
میں نہ دیکھے اور خود سے نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جانے
تا کہ کوئی پندار و بندگی اُس میں ظاہر نہ ہو کہ میں اخلاص رکھتا ہوں
اگر اللہ عزوجل اخلاص عطا نہ فرماتے تو بندہ کب مخلص ہووے۔
اخلاص سے اخلاص کے یہ معنی ہیں جو میں نے بیان کئے بگیر یاد
ایضًا ایک عزیز اپنے دو فرزند واسطے تعلق و پیوند کے خدمت میں

لایا۔ پیوند کا التماس کیا۔ قبول فرمایا۔ ایک لڑکا بالغ تھا۔ دوسرا مراہق، یعنے قریب بلوغ۔ بالغ نے تعلق پیوند کیا۔ مراہق نے نہ کیا۔ فرمایا کہ ایک ذمی زیارت کے واسطے آیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ایک چھوٹا لڑکا مراہق تھا ہیں نے دعا گو سے کہا کہ آپ میری ہدایت کے واسطے دعا کریں۔ میں نے ہندی زبان میں دعا کی اور ایک مراہق یہ ہے کہ پیوند نہیں کرتا ہے۔

ایضاً پیر کے دن چوتھی تاریخ ماہ مذکور ذیحجہ کو بعد نماز ظہر کے

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا عوارف کا سبق پڑھا رہے تھے گفتگو اخلاص ورباہیں تھی۔ ریاء العارف اخلص من اخلاص الابرار یعنی دکھاوا عارف کا اخلاص ہے۔ عبادت میں جیسے روزہ و نماز و زکوٰۃ و حج و تسبیح و ادعیہ۔ سو یہ ریا عارف کی خالص تر ہے۔ اخلاص ابرار سے۔ کیونکہ یہ عارف کامل ہے۔ ریا اس جہت سے کرتا ہے تاکہ عجب میں نہ پڑ جائے۔ کہ میرے مثل کون ہے۔ میں تو خلوت میں کام کرتا ہوں واسطے انکسار کے، دفع عجب کے لئے باہر نکلتا ہے۔ اور درمیان خلق کے عمل کرتا ہے۔ تاکہ اُس سے عمل اختیار کریں خلق اُس سے عمل دیکھے تو اُن کو نفع ہو۔ اُس سے عمل کرنا

سیکھیں۔ گویا عارف حقیقت میں معلم ہوتا ہے اور یہ ابرار لوگ گوشے میں کام کرتے ہیں۔ اور معجب ہیں عجب کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مثل کون ہے۔ ہم لوگ گوشہ خلوت میں کام کرتے ہیں۔ یہ عجب طریقت کا گناہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ جو کہا ہے سو بھید اس کا یہی بات ہے۔ یعنی ابرار کی نیکیاں مقرب لوگوں کی برائی ہیں۔ کیونکہ ابرار شارع ہے اور مقرب طارق اہل حقائق ہیں فرمایا جبکہ حضرت آدم صفی صلوات اللہ وسلامہ علیہ مقرب تھے۔ تو نسیان ذنب حال ہوگیا ۔ بھول کر گیہوں کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما یعنے البتہ مقرر ہم نے عہد کیا تھا آدم سے سو آدم اُس عہد کو بھول گیا۔ وہ عہد یہ تھا کہ ان کو منع کیا تھا کہ درخت گندم کے قریب نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقربا هذه الشجرة جبکہ انہوں نے نسیان عصیان کیا۔ تو اُن کا ذنب حال ہوگیا۔ نہ ذنب شرعا اور یہ خطا ہوگئی وعصی آدم ربه فغوی اور جو کہے کہ کسی پیغمبر نے عمداً گناہ کیا ہے تو وہ شخص کافر ہو جاوے قصیدہ لامیہ کی یہ نظم پڑھی ؎

وان الانبیاء لفی امان ۔۔۔ عن العصیان عمداً او انعزال
وما کانت نبیا قط انثی ۔۔۔ ولا عبد وشخص ذو افتعال

یعنے بیشک پیغمبر علیہم السلام البتہ امن میں ہیں یعنے معصوم ہیں عمداً گناہ کرنے سے، اور نبوت سے معزول ہونے سے اور کبھی

کوئی عورت نبی نہیں ہوئی، نہ کوئی غلام کسی کا مملوک نہ کوئی شخص بدکار کہ اُس نے گناہ سے توبہ کی ہو۔ بلکہ انبیا نبوت سے پہلے معصوم ہوتے ہیں۔ تو نبوت میں بطریق اولیٰ معصوم ہیں پس پیغمبروں کی زلّت کو ذنب طریقت کہتے ہیں۔ نہ ذنب شریعت، فارسی میں زلت اس کو کہتے ہیں کہ لغزیدن شتر بے قصد نہ آنکہ بیفتد در زماں خود را گرد آورد۔ یعنے بے ارادے اونٹ کا پھسلنا۔ بغیر اس کے کہ گر پڑے اُسی دم خود کو سنبھال لے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جانوں پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو البتہ ہم ہو جائیں زیاں کاروں سے۔ فتاب علیہ واجتبٰہ پس اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی آدم کی اور برگزیدہ کیا اُن کو اور اسی لئے اگر کوئی شخص بھول کر بے قصد گناہ کر لے تو اتنا مواخذہ نہ ہوگا جتنا کہ عمداً گناہ کرنے پر ہوگا۔ جس شخص نے بھول کر بے قصد گناہ کر لیا ہے تو وہ اُسی وقت باز آتا ہے اور انابت کرتا ہے اسلئے کہ النسیان مرکب علی الانسان والانسان مشتق من النسیان وفی الحدیث من الصحاح ان ابراھیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ تفکر لیلۃ من اللیالی فی امر آدم علیہ السلام فقال یا رب خلقتہ بیدک ونفخت فیہ من روحک واسجدت لہ ملائکتک واسکنت الجنۃ بلا عمل ثم بزلۃ واحدۃ نادیت علیہ

بالمعصیۃ واخرجتہ من الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ یا ابراھیم اما علمت ان مخالفۃ الحبیب علی الحبیب شدید یعنے حکایت صحاح میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک رات فکر کی حضرت آدم صفی علیہ السلام کے کام میں پس مناجات کی عرض کیا یا رب تو نے آدمؑ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اور تو نے اُس میں جان پھونکی اپنی قدرت سے، اور سجدہ کرایا اُس کو اپنے فرشتوں سے اور بسایا اُس کو بہشت عنبر سرشت میں بدون کسی کام کے جس کو اُس نے کیا ہو۔ پھر بسبب ایک زلت کے یعنے بسبب ایک لغزش کے جو کہ نسیان و فراموشی سے ہو گئی تو نے نافرمانی کی اُس پر ندا کی یعنے عصی آدم ربہ فغوی اور باہر نکالا اُس کو بہشت سے پس اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ کیا تو نے نہ جانا کہ بیشک مخالفت دوست کی دوست پر سخت ہے۔ دوست کو بالکل ایذا نہیں دیتے ہیں۔ اور یہ بیت پڑھی ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی ۔ ایشاں دانند سیاست سلطانی

حسنات الابرار سیئات المقربین اس بات کا بھید ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں منجملہ مریدان شیخ جمال الدین قدس سرہ ایک مرید صائم الدہر تھا جس وقت اعتکاف میں معتکف ہوتا تو عید کے دن کھانا کھاتا تھا۔ شیخ کے بعض مریدوں نے شیخ جمال الدین

کو یہ بات پہونچائی کہ تمہارا فلاں مرید کبر و عجب کرتا ہے۔ اور مریدوں سے استعظام چاہتا ہے۔ یعنی بزرگی و تعظیم طلب کرتا ہے۔ پندار کرتا ہے۔ کہ میں صائم الدہر ہوں میری مثل کون ہے دوسرے سب لذیذ کھانا کھاتے ہیں۔ میں بہتر ہوں پس شیخ نے اس مرید کو بلایا اور ہر روز کندوری[1] پر اپنے برابر بیٹھا کر کھانا کھلاتے اور کھانا کھانے میں جہد کرنے لگے۔ پیر کی فرمودہ بات کو کیونکر نہ سنے صوم الدہر کو ترک کر دیا کھانا کھانے لگا۔ پھر شیخ نے دوسرے مریدوں کو بلایا۔ فرمایا دیکھو کھانا کھاتا ہے اور روزہ نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ تکبر و عجب اس کے سر و دماغ سے جاتا رہا۔ خالص و مخلص ہوگیا۔ ایسا مربی چاہیئے کہ تربیت کرے حسنات الابرار سیئات المقربین بھی ہے اس بات کا ظاہر میں صوم دہر حسنات تھا۔ لیکن باطن میں از روئے طریقت کے سیئات تھا یعنی عجب و پندار کیونکہ یہ راہ تو خود سے فنا ہونا ہے خود کو کچھ بھی درمیان میں نہ دیکھنا ہے اور دوست کے ساتھ باقی ہونا ہے۔ جبکہ سب کچھ اسی کی طرف سے جان لیا قل کل من عند اللہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی اسی اثنا میں شیخ زادہ نجم الدین نے عرض کیا۔ کہ سید محمد ظفاری چاہتا تھا کہ عشرہ ذی الحجہ میں طے کرے۔ یعنی رات دن کا روزہ رکھے۔

---

[1] کندوری بروزن رنجوری چرمی سفرہ دستر خوان کو کہتے ہیں ۱۲ برہان

مخدوم نے منع کیا خیریت اُس کی یہی تھی شاید اُس کو عجب و پندار ہوتا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی۔ اور فرمایا پس عارف کی ریا ابرار کے خلوت سے بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ عارف لوگ منتہی ہیں۔ خلا و ملا یعنی تنہائی و جمع میں یکساں ہیں۔ اور نیت اُن کی قوم کی تعلیم ہے کہ وہ عمل کو اخذ کریں۔ اور یہ ابرار مبتدی ہیں۔ کیونکہ عجب و پندار میں ہیں۔ ہماری ایسی قرار ہے کہ ہم اپنے عمل کو ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ خلوت و تنہائی میں کرتے ہیں۔ یہ تقویٰ اُن کا حسنات سے ہے۔ اور مقرب لوگوں کا سیئہ ہے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یاد۔ ایضاً رسالہ مکیہ کا سبق پڑھا رہے تھے گفتگو اس میں تھی کہ ینبغی للطالب ان یجرب شیخا تم یتعلق فلو رأی ان بعض العلماء یعتقدونہ ویقبلونہ ویقتدیٰ وندیقتدی بہ والا یعنی طالب کے لیے لائق یہ ہے کہ اول شیخ کو دیکھے۔ بعد اس کے مرید ہو پس اگر وہ دیکھے کہ بعض علمار اُس کے معتقد ہیں۔ اور اُس کو شیخی وارشاد کے واسطے قبول کرتے ہیں، اس کو مقتدا جانتے ہیں تعلق و پیوند وارادات اُس سے کرتے ہیں، تو وہ طالب اُس شیخ کا اقتدا کرے۔ ورنہ نہیں مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ مولانا وجیہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ علامہ تھے شیخ نظام الدین قدس سرہ کے مرید ہو گئے۔ بڑے شیخ تھے کہ ایسا علامہ اُن کا مرید ہو گیا۔ یہ شرط نہیں ہے کہ سارے علمائے زمانہ مرید ہو جائیں یہ چاہیے کہ بعض علمار زمانہ مرید ہو جائیں۔ تصرف ولایت کا ذکر نکلا۔

فرمایا کہ قصبہ اودے پور وہاں سے کیچ مکران اقصے بلاد تک شیخ کبیر کے
تصرف ولایت پر ہے۔ اور قصبہ مذکور درست لکھنوتی اقصی فروہ سے
تصرف ولایت شیخ فرید کا ہے۔ اور خانہ ان کی حد بنا رکھی ہے۔
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن مسافر لوگ قصبہ
اجودھن میں پہونچے شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں
اُترے۔ بعد چندے ملتان کی طرف سفر کا ارادہ کیا۔ عرض کیا کہ راہ
مخالف ہے ہم ڈرتے ہیں۔ آپ ممد ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ قصبہ اودے پور
تک تم کو یہ درویش جانے گا جس وقت وہاں سے گزر جاؤ گے
تو شیخ کبیر بہاء الدین کی حد ہے۔ اگر دشواری پہونچے تو اُن کو یاد
کرو اور مدد چاہو۔ کیونکہ وہ حد اُن کے تصرف کی ہے۔ پھر وہ مسافر
روانہ ہوئے جب قصبہ اودے پور مذکور کی حد سے گزر چکے تو
سارق و رہزن پیش آئے چاہا کہ ان کو کوئی نکبت و ایذا پہونچاویں
پس ان مسافروں کو اس جگہ پر شیخ فریدالدین کی بات یاد آئی۔ تو شیخ
کبیر شیخ بہاء الدین کو یاد کیا۔ اور مدد چاہی۔ دیکھا کہ سارے چور اور
رہزن منہزم ہو گئے، اور چھپ گئے۔ گویا نہ تھے۔ اس کو محض تصرف
ولایت کہتے ہیں۔ اور جس شخص کو کہ ولایت رکنی ہوتی ہے اُس کو
قطب کہتے ہیں۔ اور اس کے سر پر بھی قطب اقطاب ہوتا ہے تمام
عالم میں شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک تصرف
اس کا ہے۔ اس کا نام قطب عالم ہے پھر روئے مبارک طرف اس

فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر ایضاً برادرم مولانا حسام الدین صوفی سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ اصحاب حجرۂ خلوت اس فقیر سے ہیں شیخ شیوخ کے اوراد کا سبق خدمت میں پڑھ رہے تھے گفتگو اس ادعیہ میں تھی اللھم اقل عثراتنا وامن روعاتنا واستر عوراتنا واستجب دعواتنا فرمایا کہ جمع فعلۃ بسکون عین کے ہے۔ اور اگر باب صحیح و ناقص سے ہو تو جمع اس کی بروزن فعلات بفتح عین آتی ہے۔ جیسے عثراتنا جمع عثرۃ کی ہے باب صحیح سے اور دعواتنا جمع دعوۃ کی ہے باب ناقص سے اور اگر فعلہ باب اجوف سے ہو تو جمع اس کی فعلات بسکون عین کلمہ آتی ہے۔ جیسے کہ امن روعاتنا واستر عوراتنا جمع ہے روعۃ اور عورۃ کی دونوں بسکون واو ہیں پھر دئیے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب عالی کے لائے۔ فرمایا بھائی یہ تقریر غریب ہے۔ تعریف تصنیف شیخ عارف صدرالحق والدین سے ہے۔ قدس اللہ روحہ۔ تم اس کو اسی حکم پر تمام کرو جہاں کہیں کہ مشکل پڑے۔ ایضاً شب سہ شنبہ پنجم ماہ ذی الحجہ وقت تہجد یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ دستے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس بات میں تھی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ یقول لما خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ وھو یرید جبل حراء واتبعہ قریش لیقتلوہ ویاخذ وادمہ وماطلبوا بہ

دو دستہ فقیر

اَصْنَامَھم فھبط الیہ جبریلُ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وقال
یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقرئک السلام وقد علّمنی دُعاءً تدعو
فیجعل اللہ بینک وبینھم ستراً فقال علیہ السلام لجبریل یا حبیبی
علمنی فقال لہ جبریل یا محمد ان ھذا الدعاء من کتبہ ثم
علقہ فی منزلہ او دعا بہ فی سفرہ لم یخوف من الشیطان
ولا سلطان جائر ورفع اللہ عنہ آفات اللیل ویزید اللہ
فی رزقہ ویُذھب السھو من قلبہ فلما علمہ جبریل قال لہ
ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا نبی اللہ علمنی ھذا الدعاء
فقال لہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قل یَا اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ کَبِیْرٍ یَا سَمِیْعُ
یَا بَصِیْرُ یَا مَنْ لَّا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ یَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
الْمُنِیْرِ یَا عِصْمَۃَ الْبَائِسِ الْخَائِفِ الْمُسْتَجِیْرِ یَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِیْرِ
یَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْکَسِیْرِ یَا قَاصِمَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اَسْأَلُکَ بِمَعَاقِدِ
الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَبِمَفَاتِیْحِ الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِالْاَسَامِی
الثَّمَانِیَۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ عَلٰی قَرْنِ الشَّمْسِ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا
یعنی امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ
سے اور آپ ارادہ رکھتے تھے کوہ حرا کا اور آپ کے پیچھے چلے
لعنا قریش تا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں، اور آپ کا خون لیویں، اور
اس کو اپنے بتوں پہ چھڑکیں پس جبریل علیہ السلام آپ کی طرف اترے

اور عرض کیا اے محمدؐ بیشک اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے اور
اُس نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے تاکہ آپ دعا کرو۔ تو اللہ کر دیگا
درمیان آپ کے اور درمیان ان کے ایک پردہ بسبب برکت
اس دعا کے۔ اور وہ آپ کو نہ دیکھیں گے پس آپ نے جبرئیل
علیہ السلام سے فرمایا اے میرے دوست تو مجھے یہ دعا سکھا دے
پس حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ بیشک اس دعا کو جو
کوئی لکھے پھر اُس کو اپنے گھر میں لٹکائے یا اُس کو اپنے سفر
میں پڑھے تو وہ نہ شیطانؑ سے ڈرے۔ نہ کسی ظالم بادشاہ سے۔
اور دور کرے اللہ اُس سے رات کی آفتوں کو۔ اور زیادہ کرے
اللہ اُس کی روزی میں۔ اور لے جاوے فراموشی کو اُس کے دل
سے۔ پس جب حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو وہ دعا سکھائی تو حضرت
ابوبکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپؐ مجھے یہ دعا سکھائیں
پس آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ کہہ الخ اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیرید۔

ایضاً شب مذکورہ شنبہ پنجم ماہ ذیحجہ

کو بعد فراغ کے تہجد سے یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا
سبق منظومہ پڑھا رہے تھے نظم اس باب میں تھی ؎

یکبر القوم مع الامام   لا بعده فی اول القیام

یعنے مقتدی لوگ امام کے ساتھ تکبیر کہیں نہ بعد تکبیر امام کے کیونکہ حضرت

امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر سنت یہی ہے اسلئے کہ سبحانک اللھم وبحمدک الخ کہہ سکیں اس واسطے کہ یہ بھی سنت ہے جب امام نے قرأت شروع کر دی تو مقتدی کو سکوت واجب ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جبکہ امام کے ساتھ تکبیر کہے گا تب اس سب کی رعایت کر سکے گا۔ نہیں تو نہ کر سکے گا اور جب کوئی شخص اس پر نہ پہونچے تو سبحانک اللھم نہ کہے مگر ایک طریق ہے وہ یہ ہے کہ امام کے ہر سکتہ میں ایک کلمہ پڑھے اور اگر پہلی رکعت میں نہ پڑھ سکے تو دوسری رکعت میں پڑھ لے کیونکہ اس کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اس کے ترک کرنے سے نماز مکروہ ہے۔ قبول نہیں ہے۔ مگر سہوا اور یہ حکم کہ اس میں ہے ساری سنتوں کا یہی حکم ہے فرمایا کہ امام کی معیت میں اختلاف نہیں ہے وبالقول الصحیح اذا بدأ الامام الف اللہ بدأ المأموم ایضاً بالالف وفی الاصح اذا بلغ الامام ھجاء اللہ بدأ القوم بالف اللہ وھو الاصح وعلیہ الفتوی وقال صاحباہ ابو یوسف ومحمد رحمھما اللہ اذا بلغ الامام براء اکبر بدأ القوم بالف اللہ وقال بعضھم الفتوی علی ھذا القول یعنی صحیح قول یہ ہے کہ جب امام اللہ کے الف کو شروع کرے تو مقتدی بھی الف کو شروع کریں اور صحیح تر قول میں یہ ہے کہ جس وقت امام اللہ کے ہا پر پہونچے تو مقتدی اللہ کے الف کو شروع کریں۔ اصح یہی قول ہے

اس کے عمل سے پس نیت فرض ہوئی اور ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور استحسان فرمایا ہے نہ بطور فریضہ پس نیت فرض نہیں ہے مستحسن ہے اگر زبان سے نیت نہ کرے تو آثم و گنہگار نہ ہوگا نیت دل سے فرض ہے۔ کیونکہ یہ ارکان احکام نماز سے ہے۔ اگر نیت زبان سے کہے گا تو ثواب پائیگا اور جو شخص امام کے ساتھ عمداً تکبیر نہ کہے گا تو آثم و گنہگار ہوگا۔ بسبب مخالفت سنت کے اور فرمایا صحاح میں ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی تکبیرۃ الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیہا[۱] سے اور اک تکبیرۃ الاولیٰ المبتدا المضاف محذوف واقیم المضاف الیہ مقامہ یعنی مبتدا سے مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ کو مقام مبتدا میں قائم کیا۔ اور اولے مضاف الیہ ثانی ہے۔ معنی حدیث شریف کے یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تکبیر اولیٰ امام کے ساتھ کہنا بہتر ہے۔ دنیا سے اور جو کچھ کہ اس میں ہے مع الامام کہا بعد الامام نہ کہا۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک محب متابین پر حدیث سے تکبیر امام کے ساتھ کہنا چاہیئے۔ ایک یار نے پوچھا کہ تکبیر اولیٰ کی حد کہاں تک ہے جواب فرمایا بان یکبر معہ الامام وقال بعضھم حتی لا یفرغ الامام من الفاتحۃ یجعل

---

[۱] یہ لفظ حدیث شریف مذکور میں نہیں ہے۔ شاید رہ گیا اگر ہے تو تمام ہے ورنہ خیر واللہ اعلم بالصواب

الماموم ثواب تکبیرۃ الاولی لا بعد ولا بعید بعینہ الا بالطریق المذکور وھو ان یکبر مع الامام متصلا قبل ان یقرأ الامام سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک
یعنی تکبیر اولیٰ کی حد یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ تکبیر کہے بعض نے کہا جب تک کہ امام فاتحہ سے فارغ نہ ہو جائے تب تک مقتدی تکبیر اولیٰ کا ثواب پائیگا نہ بعد اس کے اور عین تکبیر اولیٰ کا ثواب نہ پائیگا مگر بطریق مذکورہ یہی ہے کہ امام کے ساتھ متصل تکبیر کہے پہلے اس سے کہ امام سبحانک اللھم پڑھے اور بعد اسکے تکبیر اولیٰ کو نہ پاویگا اس بات کی رعایت کرنا طریق مسنون ہے ایک یار نے پوچھا کہ خیر من الدنیا وما فیہا کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا کہ لفظ ما عام ہے ہر شے کو شامل ہے پس جو کچھ ہے اُس کو شامل ہو جائے۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ویکتفی الامام بالتسمیع فی رفع الراس من الرکوع

یعنی امام سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے ساتھ کفایت کرے ربنا لک الحمد کہنے کی حاجت نہیں ہے رکوع سے سر اٹھانے میں وھذا القول اصح والمختار وعلیہ الفتوی والاعتماد لان الامام معلم القوم لقولہ ربنا لک الحمد والمعنی سمع اللہ لمن حمدہ ای قبل اللہ حمد من حمدہ والمنفرد یجمع بینہما فی الاصح وکذالک المتنفل وعلی قول صاحبیہ ابی یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ یجمع بینہما

مفترضا کان او متنفلا اما ما کان او مقتدیا لکن الفتوی علی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی یعنی صحیح تر و مختار قول یہ ہے۔ اور اسی پر فتوی و اعتماد ہے۔ کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہنے پر کفایت کرے اسلئے کہ امام قول کا معلم ہے۔ اُن کو تعلیم کرتا ہے۔ اور ان کو اللہ تعالے کی حمد پر برانگیختہ کرتا ہے۔ اگر خود امام ربنا لک الحمد کہے گا تو جو مقتدی لوگ کہ اُس کے پیچھے ہیں یہ قول اُن کا ہو جائیگا معنی سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ ہیں کہ اللہ عز و جل حمد کو قبول کرے اُس شخص سے جو اُس کی حمد کرتا ہے ولھذا الاتری یان یقال فلان سمع قول فلان ای قبل یعنے محاورے میں بولتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں کی بات سُنی۔ یعنے اُس کی بات قبول کی۔ فرمایا والمنفرد یجمع بینھما فی الاصح وکذلک المتنفل یعنے جو آدمی تنہا نماز پڑھتا ہے تو وہ درمیان دونوں کے جمع کرے صحیح تر قول یہی ہے۔ اور اسی طرح نفل پڑھنے والے کا حال ہے۔ اگرچہ جماعت نماز ادا کرے۔ یعنے وہ بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور ربنا لک الحمد بھی کہے۔ اور یہ قول اصح ہے۔ حضرت امام ابو جعفر رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے، اور فتوی بھی اسی پر ہے۔ اور صاحبین یعنی امام محمد و امام ابو یوسف قدس اللہ اسرارھم و ارواحھم کے قول پر نماز پڑھنے والا درمیان دونوں کے جمع کرے فرض پڑھتا ہو یا نفل امام ہو یا مقتدی سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی لیکن فتوی صاحب مذہب کے قول پر ہے یعنے حضرت امام اعظم قدس سرہ اسی

درمیان میں فرمایا کہ دعا گو اُس طرف درویشوں سے سماع رکھتا ہے
کہ جب امام دوسرے کو حکم دیتا ہے تو چاہیئے کہ خود بھی اُس پر عمل
کرے۔ یہ قول درویشوں کا موافق قول صاحبین کے ہے۔ برادران
بگیر بید۔ اللہ پاک فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون
انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔ یعنے کیا تم حکم
کرتے ہو لوگوں کو نیکی کا اور بھولتے ہو اپنی جانوں کو اور تم پڑھتے ہو
کتاب۔ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے ہو۔ درویش کہتے ہیں کہ امام سمع اللہ
لمن حمدہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی جب دوسرے کو تعلیم کرتا ہے تو
چاہیئے کہ خود بھی کہے تا کہ معلم ہو جائے ورنہ جب تک معلم پہلے نہ کہے گا
تب تک متعلم کیونکر کہے گا۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھی ؎

ولو اکتفی بالانف فی سجدتہ جاز بلا عذر فی جبہتہ

یعنے اگر نماز پڑھنے والا سجدے میں ناک پر کفایت کرے تو جائز ہے
اگرچہ اُس کی پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو یہ بات حضرت امام اعظم رحمہ اللہ
کے قول پر ہے۔ ولکن یکرہ لمخالفۃ السنۃ ولا یقبل وعلی قول
صاحبیہ ابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ لا یجوز السجدۃ
بالانف الا من عذر حتی لو سجد المصلی علی کور عمامتہ او فاضل
ثوبہ جاز عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ خلافا لابی
یوسف والشافعی لان وضع الجبہۃ فی السجدۃ عندھما فرض فلا
یجوز الصلوۃ بترکہا لان الجبہۃ من شرائط الصلوۃ لان السجدۃ

(حاشیہ:) ۱۰ بیت دیوان حافظ

فی سبعة الجبهة مع الانف والیدین والرکبتین والرجلین حتی لو رفع المصلی فی سجدتہ واحدا منہا لا یجوز الصلوٰۃ عندہما وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ الا من عذر لان کل ذلک عندہما فریضۃ وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یجوز ویکرہ لان کل ذلک عندہ سنۃ والاصح ذلک یعنے اگر مصلی بغیر عذر پیشانی پر سجدہ نہ کرے ناک پر کرے تو روا ہے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر لیکن بسبب مخالفت سنت کے مکروہ ہے اور قبول نہیں ہے اسلیئے کہ نزدیک اُن کے سنت یہ ہے کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کرے اور امام قاضی ابو یوسف و امام محمد بن حسن شیبانی و امام شافعی قدس اللہ ارواحہم فرماتے ہیں کہ سجدے میں ناک پر سجدہ کرنے سے نماز جائز نہیں ہے۔ مگر ساتھ پیشانی کے اگر پیشانی میں کوئی عذر ہو کہ سجدہ نہ ہو سکے تو باجماع و اتفاق درست ہے۔ یہاں تک کہ اگر مصلی نیچ دستار پر سجدہ کرے یعنی دستار ایسی باندھے کہ پیشانی چھپ جائے تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر نماز جائز ہے لیکن بسبب مخالفت سنت کے مکروہ ہے سنت یہ ہے کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کرے۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاف ہے کیونکہ اُن کے قول پر پیشانی رکھنا مع ناک کے فرض ہے پس اس فرض کے ترک سے درست نہیں ہے۔ اسلیئے کہ پیشانی شرائط نماز سے ہے۔ کیونکہ سجدہ سات عضو میں ہے۔ پیشانی مع ناک اور دونوں ہاتھ

دونوں زانو دونوں پاؤں۔ اگر مصلی سجدے میں ان میں سے ایک کو اٹھالیگا
تو درست نہ ہوگا۔ صاحبین و امام شافعی قدس اللہ اسرارہم کے قول
پر نماز فاسد ہو جائے گی۔ مگر بعد اس لئے کہ ان کے قولوں پر یہ
بھی فرض ہے۔ اور حضرت امام اعظم قدس روحہ کے قول پر یہ سب
سنت ہیں۔ نماز جائز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی قبول نہ ہوگی پس
اس بات میں کوشش کریں کہ پیشانی پر مع ناک کے سجدہ کریں۔ احتیاط
یہی ہے کہ باجماع و اتفاق عمل کریں عالی ہمتی یہ ہے کہ جب نماز کا
وقت آئے تو مومن مصلی کام چھوڑ دے اور نہایت احتیاط سے
استنجا وطہارت و وضو کرے، جب نماز میں داخل ہوا گر باجماع و اتفاق
عمل کریگا تو اس کو عالی ہمت لوگوں سے شمار کریں گے۔ اور اگر کسی قول
و روایت پر عمل کریگا۔ اور باجماع و اتفاق نہ کرسکے گا تو اس کو مقصروں
سے لکھیں گے یعنی بے ہمتی و سستی کے معلوم نہیں کہ روز قیامت
کون سے مجتہد کے قول کو درست لکھیں گے جبکہ اتفاق پر عمل کریگا تو
جس مجتہد کے قول کو درست لکھیں گے تو وہ اس میں داخل ہوگا خارج
نہ ٹھیریگا۔ اسلئے کہ صاحب شریعت حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی طرف سے مجتہدوں کو سبب اجتہاد کے رخصت ہے جیسا کہ خبر
صحاح میں ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم المجتہد یصیب و یخطی فان اصاب فلہ اجران و ان
اخطأ فلہ اجر یعنے بسبب الاجتہاد وھذا فی الفروع ای فی الشرائع

لہ فی الاصول ای فی التوحید فاما لواخطأ فی الاصول ای فی التوحید
فھو ضال ومضل یعنے مجتہد دین جو کہ شریعت ومعاملات میں مسائل کا اجتہاد
کرتا ہے کسی جگہ صواب پر ہوتا ہے کسی جگہ خطا بھی کھا جاتا ہے۔ اگر
مسئلے میں صواب کو پہونچتا ہے تو اس کو دو اجر دیتے ہیں۔ ایک
تو مشقت اجتہاد کے جہت سے دوسرا اس پر کہ صواب کہا۔ یہ دو
اجر ہوئے۔ اور اگر مجتہد نے خطا کھائی کسی مسئلے میں، تو اس کو
ایک اجر دیتے ہیں۔ اس جہت سے کہ اجتہاد مسئلے کی مشقت اٹھائی
ہے۔ یہ رخصت فروع میں ہے۔ اصول یعنی توحید دین میں نہیں ہے
سارے انبیاء علیہم السلام والتحیۃ کا دین ایک ہے۔ اور شرائع میں
کسی جگہ موافق ہے۔ اور کسی جگہ اختلاف ہے۔ پس اگر مجتہد اصول
یعنی توحید میں خطا کھا جاوے تو گمراہ ہو جاتے۔ اور دوسرے
کو بھی گمراہ کرڈالے اور یہ رخصت اجتہاد کی خاص واسطے مجتہدوں
کے شریعت میں یعنی فروع میں ہے توحید میں رخصت نہیں ہے۔
پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من یہ سارے فوائد
دربیان حدیث صحاح ومسائل جو میں نے بیان کئے ان کو لاغریب میں
اور اس بات میں کوشش کرو کہ باتفاق عمل کرو۔

ایضاً پنجم ماہ ذیحجہ روز سہ شنبہ بعد اشراق

یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں حاضر تھا مصابیح کا سبق پڑھاتے ہے

تھے۔ حدیث شریف اس بیان میں تھی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین فرمایا ولم یقل احشر المساکین فی زمرتی تعظیما للمساکین وتعلیما للامۃ یعنے لیے بار خدایا تو جلا مجھ کو مسکین، اور مار مجھ کو مسکین، اور اٹھا مجھ کو زمرہ مساکین میں، فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہ فرمایا کہ اٹھا مسکینوں کو میرے زمرے میں، اگر آپ اس طرح فرماتے تو بجا تھا۔ لیکن مسکینوں کی تعظیم وشرف کے لئے اور امت کے تعلیم کے واسطے یوں ارشاد فرمایا کہ مساکین ایسے معظم ہیں کہ میں جو محمد ہوں یہ دعا کرتا ہوں۔ تم جو کہ امت محمد ہو بطریق اولیٰ یہ دعا کرو اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مسکین لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں پس امت پیغمبروں کے زمرے میں ہوگی۔ فائدہ بیان فرمایا کہ احینی صیغہ امر ہے احیار سے اور ہمزہ قطعی ہے اور اسی طرح امتنی کا ہمزہ بھی قطعی ہے۔ وصل کرنا روا نہیں ہے تاکہ درمیان فعل متعدی وفعل لازم کے فرق ہو جاتے واحشرنی امر ہے فعل لازم[ل] باب حشر یحشر سے اگر اس کے ہمزے کو وصل کریں تو درست ہے۔ کیونکہ ہمزہ قطعی باب افعال میں ہوتا ہے

ل اصل میں اسی طرح ہے مگر اس میں کاتب سے سہو ہوا ہو تو تعجب نہیں ہے کیونکہ حشر متعدی ہے لازم نہیں ہے شاید لازم کے بجائے فعل مجرد ہوگا کیونکہ باب مجرد کے امر میں ہمزہ امر کا قطعی نہیں ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲

بعد اسکے فرمایا کہ فقیر و مسکین میں فرق ہے و تکا موافق الفقیر والمسکین قال الامام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ الفقیر من لہ ادنی شئی وھذا القول احسن وقال الامام الشافعی رضی اللہ عنہ علی العکس لانّ المسکین من لہ ادنی شئی والفقیر من لا شئی لہ یعنے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس ادنیٰ شے ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ فرمایا اگر کوئی سائل سوال کرے کہ قصہ حضرت خضر و حضرت موسیٰ علیہما السلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا یعنے کشتی مسکینوں کی تھی، وہ لوگ دریا میں کام کیا کرتے اور اس سے قوت بسری کیا کرتے تھے پس یہ قول کیونکر ثابت ہوگا کہ المسکین من لا شئی لہ ولھم ادنی شئی یعنے مسکین وہ شخص ٹھہرا کہ جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ حالانکہ اللہ پاک نے کشتی والوں کو مساکین کہا اور ان کے پاس کشتی تھی اور اس کے کرایہ سے قوت بسری کرتے تھے فرمایا کہ دعا گو اس طرف کے مفسروں سے سماع رکھتا ہے۔ ہرگز ہندوستان میں نہ کسی مفسر سے سُنا نہ کسی تفسیر میں دیکھا تھا کہ وہ کشتی ان مسکینوں کی ملک نہ تھی بلکہ وہ اس کا کرایہ کیا کرتے تھے، وہ کشتی دوسرے لوگوں کی ملک تھی بعد اس کے فرمایا یہ سوال وارد ہوتا ہی کہ کانت لمساکین فرمایا ہے لام واسطے تملیک و تخصیص کے ہے

پس وہ کشتی اُن کی ملک ٹھیری جواب فرمایا کہ یہ لام تخصیص کا ہے اسلیے
کہ وہ کشتی اُن کے قبضے میں تھی والقبض یدل علی الملک یعنی قبض
دلیل ملک کی ہوتی ہے عین ملک کی دلیل نہیں ہوتی پھر روئے مبارک
طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزندا من فوائد این حدیث اللھم
احینی مسکینا و تقریر نحو وفائدہ این آیہ کہ مقرر شد بگیر بدیع غریب ست
اسی درمیان میں ذاکر لوگ آپہونچے بعض سجدہ کرنے لگے فرمایا
کہ غیر حق کو سجدہ کرنا درست نہیں ہے۔ اور نہ چاہیئے وسجدۃ التحیۃ
منسوخۃ عندنا وعند الشافعی یجوز للشیخ والاستاذ والوالدین
واب الزوجۃ فاما الصحیح قولنا یعنے ہمارے مذہب میں سجدہ تحیت
منسوخ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں سجدہ تحیت
واسطے پیر واستاد اور ماں باپ اور خسر کے درست ہے لیکن صحیح
ہمارا ہی قول ہے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بعد اس کے
نماز چاشت ادا کرنے کو اُٹھے اور نیت اس طرح فرمائی نویت اَنْ
اُؤَدِّیَ صَلٰوۃَ الضُّحٰی اربع رکعاتٍ متابعًا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم متوجھًا الی جھۃ عرصۃ الکعبۃ اور فرمایا کہ نیت اس
طرح کرنا چاہیئے۔ کتاب میں لکھا ہے یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّی اَنْ یَّنْوِیَ جِھَۃَ
عَرْصَۃِ الْکَعْبَۃِ لِاَنَّ بِنَاءَ الْکَعْبَۃِ قَدْ یَحُوْلُ لِزِیَارَۃِ الْاَوْلِیَاءِ
عَلٰی طَرِیْقِ الْاِسْتِحْبَابِ
. . . .

. . . .

ف: سجدہ غیر اللہ جائز نہیں ف: سجدہ تحیت

ف: نماز چاشت

.... یعنے مصلی کو چاہیئے کہ عرصۂ کعبہ کے جہت کی طرف نیت کرے، اسلیئے کہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ بنائے کعبہ کو واسطے زیارت یعنی اولیار کے لے جاتے ہیں۔ اور وہ عرصہ یعنی میدان احاطہ کیا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔ اسلیئے عرصۂ کعبہ کی نیت کرے شاید کوئی ایسا وقت ہو کہ کعبہ کو واسطے زیارت ولی کے لے گئے ہوں تو نیت ٹھیک پڑے۔ اور یہ بات بطرق مستحب ہے اسی درمیان میں ایک یار نے پوچھا کہ درمیان عرصہ وبقعہ کے کیا فرق ہے جواب فرمایا کہ عرصہ محوطہ کو کہتے ہیں یعنے میدان احاطہ کئے کو اور بقعہ پارہ زمین کو بولتے ہیں ایں بگیر بہ فائدہ نماز چاشت کا فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی کل یوم بنی اللہ لہ بکل یوم قصر فی الجنۃ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پڑھے بارہ رکعت ہر دن میں تو بنائے اللہ واسطے اُس کے ہر دن ایک محل بہشت میں۔ فرمایا کہ دعاگو نے اُس طرف محدثوں سے سُنا ہے کہ اس سے مراد نماز چاشت ہے۔ اگر سنت مراد ہوتی تو یوم ولیلۃ فرماتے کیونکہ بارہ رکعتیں جو سنت ہیں وہ رات دن میں ہیں۔ بگیر بہ محکم دلیل وحجت ہے اور فرمایا کہ اگر کسی کے ساٹھ یا ستر برس کی عمر ہو اور ہر روز بارہ رکعتیں چاشت کی پڑھے۔ تو تم جانتے ہو کہ ہر برس کتنے محل بنائے جاتے ہیں۔ ایک یار نے پوچھا کہ اتنے محلوں کو کہاں پہونچ سکے گا۔

جواب فرمایا کہ یہ چیز فنا پذیر نہ ہوگی اور حیات ابدی و خالد مخلد ہوگی تو پھر بچ سکتا ہے۔ ایں بگیر یہ اس اطراف میں دعا گو نے دیکھا ہے کہ عوام بازاری بھی چاشت کی نماز ادا کرتے ہیں اور ایسا اہتمام رکھتے ہیں اور چاہیے کہ بیٹھ کر نہ پڑھے کیونکہ چھ رکعتیں ہوں گی۔ مگر بسبب ضعف کے بنا بر حکم حدیث صحاح قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوٰۃ القاعد نصف علی صلوٰۃ القائم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی آدھی ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے پر یعنے اگر باوجود قدرت قیام کے نفلوں کو بیٹھ کر پڑھیں تو روا ہے۔ ولیکن بے ہمتی ہے کیونکہ اعمال میں آدھا لکھیں گے۔ ثواب کو کیوں پورا نہیں کرتا ہے۔ شکوہ ہمت تو یہ ہے کہ نفلوں کو کھڑے ہو کر ادا کریں۔ مگر بسبب نعتعت کے پس آں امیر روئے منبر بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنت کہ تقریر کردم وفائدہ نماز چاشت با حدیث صحاح جملہ بنویسید جب نماز چاشت سے فارغ ہوئے تو شیخ زادہ نجم الدین سبق عوارف کا خدمت میں پڑھنے لگا گفتگو اخلاص و مخلص کے باب میں تھی کہ متصوف یعنے طالب ہے طلب کرتا ہے ہنوز کامل نہیں ہوا ہے اور صوفی واصل و مقرب ہے اس کو خلا و ملا یکساں ہے کیونکہ وہ بسبب وصول مقصود کے کامل ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین قدس اللہ روحہ کا ایک مرید تھا۔ شیخ

کا پوتا خدمت میں حاضر تھا۔ روئے مبارک طرف اُس کے لائے
کہ وہ مرید جمعہ میں بظاہر حاضر نہ ہوتا تھا۔ اُچہ کے خلق نے شیخ سے
شکایت کی کہ تمہارا فلاں مرید نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا ہے شیخ نے
فرمایا کہ وہ حاضر ہوتا ہے لیکن خلق سے ڈرتا ہے۔ اُن کی تاب نہیں
لاسکتا ہے۔ خلوت و تنہائی چاہتا ہے۔ ابھی تک کامل نہیں ہوا ہے
وقت تکبیر جمعہ کے آجاتا ہے۔ میرے پیچھے نماز فرض ادا کرتا ہے اور
چلا جاتا ہے۔ سنت گھر میں ادا کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ اُس
کا گھر تو مسجد سے دور ہے۔ تکبیر کے وقت کیونکر آجاتا ہے۔ شیخ نے فرمایا
کہ مردان خدا در یک زمانہ مکہ می روند طواف کعبہ و زیارت مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و قبر خلیل و انبیاء و اولیاء را زیارت مے کنند و زمانے
از ہشت آسمان میگذرند بہشت می رسند ترقی شود ہماں زمان باز
گردند یعنی مردان خدا ایک وقت میں مکے کو چلے جاتے ہیں۔ کعبے کا
طواف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں۔ اور قبر
خلیلؑ و انبیاؑ و اولیاء کی زیارت فرماتے ہیں۔ اور ایک وقت میں ساتوں
آسمانوں سے گذر جاتے ہیں بہشت میں پہنچتے ہیں۔ ترقی ہو جاتی ہے
اُسی وقت لوٹ آتے ہیں۔ دعاگو نے یہ واقعہ معائنہ کیا ہے۔ شیخ
جمال الدین بڑے شخص تھے یہ خود کیا چیز ہے۔ اُس نسبت پر ایک
گروہ بھی نہیں ہے۔ جب وہ کامل ہو جائے گا تو تصوف مقام مشرق
.... یعنی مغرب میں ہو جائیگا۔ اُس کو خلا و ملا یکساں ہوگا۔ اُس

بات کے مناسب دوسری **حکایت** بیان فرمائی کہ جس زمانے میں دعا گو سفر میں تھا تو ایک یمن میں ایک پہاڑ میں پہنچا تین روز اوپر گیا اور تین روز نیچے آیا۔ ایک ہفتہ ہوا۔ اس پہاڑ کے درمیان میں ایک غار دیکھا اور آواز اذان کی سنی۔ میں نے کہا کہ جاؤں۔ اس قوم کے ساتھ نماز پڑھوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت کثیر نماز پڑھ رہی ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا گو نے ان سے مصافحہ کیا۔ ہر شخص چلا گیا۔ ایک آدمی باقی رہا۔ میں اس کے نزدیک گیا۔ میں نے پوچھا کہ میں اس جگہ یہی غار دیکھتا ہوں اتنے آدمی کہاں سماتے ہیں اور کوئی دوسرا غار نہیں دیکھتا ہوں۔ اس خلوتی نے کہا کہ میں تنہا اس غار میں رہتا ہوں۔ یہ جماعت ابدال کی ہے۔ میرے سبب سے آتے ہیں واسطے جماعت کے تاکہ نماز تنہا نہ پڑھی جائے۔ میں نے دیکھا کہ وہ خلوتی ایک علامہ دانشمند ہے۔ میں نے کہا کہ تو شہر و آبادی میں کیوں نہیں رہتا ہے تاکہ خلق تجھ سے نفع لیویں۔ میں نے پوچھا کہ تو نے اس جگہ پہاڑ میں غار کو کس لئے اختیار کیا ہے۔ ایک اچھا جواب دیا۔ کہ میں کتا کتا رکھتا ہوں۔ اس کو میں نے قید کیا ہے تاکہ کسی کو کاٹ نہ کھائے۔ جب بدخوئی چھوڑ دیگا نیک ہو جائے گا تو آبادی میں لے جاؤں گا۔ یعنے اس نے اپنے نفس کو برا کہا۔ لوگوں کو نہ کہا کہ وہ بد ہیں۔ اس جہت سے میں نے خلوت اختیار کیا ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظنوا بالمؤمنین خیرا یعنی تم مومنوں سے نیک گمان رکھو۔

وقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم۔ یعنے اے ایمان والو تم بچو بہت سے گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہے۔ جس جگہ کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی بری نہیں کرتا ہوں میں اپنے نفس کو، بیشک نفس البتہ بہت حکم کرنے والا ہے برائی کا۔ امارہ صیغہ مبالغہ ہے امر سے جیسا کہ لوامہ لوم سے ہے پس وہ خلائق جس کا ذکر ہو چکا ہے متصوف تھا صوفی نہیں ہوا تھا معنی صوفی کے مقرب وواصل کامل کے ہیں۔ ایسا شخص خلائق و مخلوقات سے نظر قطع کرتا ہے۔ اُس کے نظر میں سوائے باریتعالی کے اور کوئی نہیں رہتا ہے۔ بلکہ وہ تو خود کو بھی درمیان میں نہیں دیکھتا ہے۔ تو دوسرے کو بطریق اولی نہ دیکھے گا۔ اپنے وجود سے فانی بوجود محبوب باقی ہوتا ہے۔ پس اُس کو خلا وملا دونوں برابر ہیں جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

فانی ز خود و بدوست باقی ۔۔۔ ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

بعد اس کے فرمایا کہ سِرّ اس معنی کا یہ قول ہے اللہ پاک کا الا للہ الدین الخالص یعنے تو خدا کو جانے اور دوسرے کسی کو نہ جانے اور تیری نظر میں یہ آیت کریمہ رہے کل شئ ھالک الا وجہہ ای کل شئ فان الا ذاتہ ولمن شاء دعا گیسے اُس طرف مفسروں نے اس آیت کے ایسے معنی کئے ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہ کئے

تھے۔ ای جھة ایقاعہ وھذا یوافق قولہ تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ تعالیٰ سب چیز فانی ہو جائے گی۔ مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ چھ چیزیں ہیں عرش کرسی لوح قلم جنت دوزخ۔ جب کوئی چیز باقی نظر نہ رہے گی۔ تب خالص و مخلص ہو جائیگا۔ ایضاً فرمایا ینبغی السالک ان یقطع من الخلائق کلھم ایقاناً لا سیما من اھل الدنیا ان لا یبقی فی بیت المال وجہ خالص وصاف الاکل رخذ ما صفا ودع ما کدر یعنے سالک کو چاہیے کہ اول ساری خلق سے قطع کرے خصوصاً اہل دنیا ان سے، کیونکہ بیت المال میں کوئی وجہ خالص وصاف باقی نہیں رہی ہے۔ دعا گو نے سنا ہے کہ بعض متعلموں کو خمارخانہ کی چھٹی دیتے ہیں اور بعض کو طرباباد ہیں۔ ایسی وجہ کھاتے ہیں۔ قساوت دل میں کیا شبہہ رہا۔ اور استحقاق متعلموں کا یہی وجہ ہے۔ پس ایسی وجہ سے پرہیز واجب ہے۔ قال امیر المؤمنین علی المرتضیٰ القلب اذا قسی لا یبالی اذا عصی یعنے دل جب سخت پڑجاتا ہے تو کوئی باک نہیں رکھتا ہے۔ جبکہ نافرمانی کرتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزندمن تقریرات وتوجہات کہ گفتم بگیر یعنی بہ تویب غریب ست۔ پھر اصحاب عالی سے فرمایا سابق کون ہے وہی سبق پڑھے۔ یہ فقیر سابق تھا فرمایا فرزندمن سبق پڑھ۔ ترتیب اس باب میں

لکھی۔ حدیث صحاح سے ہے عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال ان القلوب صدأ کصدأ النحاس وجلاءها الاستغفار یعنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک دلوں کے واسطے ایک زنگار ہے۔ جیسے تانبے کی زنگار ہوتی ہے۔ اور روشن کرنے والی اس کی استغفار ہے یعنی استغفر اللہ کہنا۔ فرمایا کہ صحاح کی دوسری حدیث شریف میں ہے من استغفر اللہ دبر کل صلوۃ غفر اللہ لہ یعنے جو شخص کہ مغفرت چاہے اللہ سے بعد ہر نماز کے۔ تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے پھر امیر کبیر روئے منیر طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بعد ہر نماز کے ستر بار استغفر اللہ کہہ ہمیشہ بے ناغہ۔ زنگ بالکل دل سے دور ہو جائیگا۔ اور روشن ہو جائیگا۔ دعا گو ہمیشہ بعد ہر نماز کے بآواز بلند کہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو مذاکرہ ہوتا ہے۔ میں نے قدمبوسی کی اور قبول کیا۔

ایضاً ذکر سفر کا نکلا

حدیث صحاح اس باب میں لکھی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال لم یرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفرا قط الا قال حین ینہض من جلوسہ اللھم بک انتشرت والیک توجھت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللھم انت ثقتی وانت رجائی

اللھم اکفنی ما اھمنی من امری وما لا اھتم بہ وما انت اعلم بہ منی عن جارك وجل ثناءك ولا الہ غیرك اللھم زودنی التقوی واغفرلی ذنبی ووجھنی للخیر اینما توجھت ترجمہ یعنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ نہیں ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سفر کا کبھی مگر فرمایا اس وقت کہ اٹھتے اپنے بیٹھنے سے، یعنے دعائے مذکور کو پڑھتے پھر واسطے سفر کے باہر نکلتے روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب عالی کے لائے فرمایا تھا ہو جس جگہ تم باہر نکلو یا کسی حاجت کے واسطے جاؤ تو دعائے مذکور پڑھو۔ اس وقت گھر سے باہر نکلو، کیونکہ سنت ہے اس فقیر نے عرض کیا کہ حین نہض کے کیا معنی ہیں۔ جواب فرمایا ای حین یقوم اور یہ بھی پوچھا کہ عن جارك کی کون اضافت ہے جواب فرمایا کہ یہ اضافت قرب ہے ای عن مقربك وواصلك اس فقیر سے فرمایا فرزند امین بگیر یا یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور سہ شنبہ پنجم ماہ مذکور ذی حجہ

بعد نماز ظہر کے یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ اور اصحاب عالی بھی حاضر تھے۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ رہا تھا۔ گفتگو قلندریہ کی باب میں تھی۔ زبان پہلوی میں قلندر تارک

کو کہتے ہیں نزدیک ان لوگ جو کہ مبتدع ہیں ۔ اہل بدعت ہیں ۔ داڑھی
ترشتے ہیں، اور بو ہا پہنتے ہیں ۔ واللہ کتاب میں ہے قلندر اُس
شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے واسطے لکڑی کا پیالہ بھی نہیں ہوتا ہے ۔
اور جس قدر کہ اس کی ہتھیلی میں سمائے اُسی قدر رکھتا ہے زیادہ نہیں
کھاتا ہے ۔ آج کل تو قلندر لوگ نام قلندر کا لیتے ہیں ۔ اور
کیا کیا کرتے ہیں ۔ قلندر کے معنی تارک کے ہیں ۔ اس فقیر سے
اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران یکبار ایضاً ایک عزیز اکر
لشکر سے واسطے زیارت مخدوم کے آیا ۔ شرف پا بوس حاصل کیا ۔

شب ششم چہارشنبہ ماہ مذکور ذیحجہ

بعد ادائے نماز عشا یہ فقیر حجرۂ خلوت سے خدمت میں اس امیر کے
حاضر تھا، اور اصحاب اعلیٰ بھی حاضر تھے ۔ وظیفہ داروں کا وظیفہ
دے رہے تھے ۔ وظیفہ خوار دعا دیتے چلے جاتے تھے ۔ خدا باقی رکھے
اور فرماتے تھے کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام اَدِرّوا
علی اصحاب الوظائف الوظائف فانہم یتمنون لکم البقاء یعنی
تم جاری رکھو وظیفے والوں پر وظیفوں کو، پس بیشک وہ تمنا کریں گے
واسطے تمہارے باقی رہنے کو، یعنی وظیفہ دینے والے کی بقا طلب
کریں گے تاکہ وہ دیر تک باقی رہے کہ ہمارا وظیفہ پہنچے ۔ الادرار
وادہ داشتن پھر اس فقیر نے فرمایا فرزند میں اس حدیث صحاح کو

لکھ لیا۔ اس فقیر نے لکھ لیا۔ شیخ زادہ نجم الدین نے خدمت میں عرض کیا کہ سید علاء الدین زبان گہرفشاں مخدوم سے جو کچھ سنتا ہے بعینہٖ وہی تقریر لکھتا ہے۔ کچھ تفاوت نہیں ہے۔ احادیث ہوں یا اشعار مسائل ہوں یا شرائع خواہ حقائق، فرمایا کہ فرزندا میں سید علاء الدین اہل علم ہے اور مستعد مشغول اور تتبع ہے اپنے جد حضرت رسالت صلعم کا اور مصاحب مجد ہے دعاگو کا سبق پڑھتا ہے۔ اور صحاب کا سبق سنتا ہے۔ دعاگو کا طریق اخذ کرتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ امید ہے کہ ثمرات دیوے، اس فقیر نے قدم بوسی کی فرمایا فرمایئے فرزندم

بتاریخ ششم ماہ مذکور روز چہارشنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا اربعین صوفیہ کا سبق ہو رہا تھا۔ حدیث شریف یہ تھی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قولہ علیہ السلام رب اشعث اغبر مدفوع لو اقسم علی اللہ عزوجل لابرہ یعنے بہت سے گدا پریشان بال گردآلود دروازے پر آتے ہیں اُن کو ہنکال دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ولی ہوتے ہیں۔ اگر وہ اللہ کو قسم دیں کہ تو ایسا کر تو اللہ اُن کی قسم کو قبول کرے۔ اصحاب اعلیٰ نے عرض کیا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کوئی نظیر فرمایئں۔ فرمایا کہ بھائی یہ سنو۔ حکایت جس زمانے میں کہ دعاگو مکہ

مبارک ہی تھا۔ بارش رُک گئی۔ پانی خشک ہو گئے کھیتیاں نہ رہیں غلہ اُس جگہ گراں ہے۔ زیادہ تر گراں ہو گیا۔ بہت سے اکابر مکہ نے دعا کی۔ پانی نہ برسا۔ شیخ مکہ عبد اللہ یافعی قدس اللہ روحہ زندہ تھے۔ ایک آدمی کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو فلاں دکان میں جا۔ اور فلاں موزہ دوز کو بلا لا۔ وہ نہ آیا۔ جب دعا گو گیا تب آیا۔ شیخ مکہ نے فرمایا سیدی ادع اللہ لنا ینزل المطر علینا اے میرے سید تو ہمارے واسطے اللہ سے دعا کر تاکہ تیری دعا کی برکت سے اللہ ہم پر پانی برسائے اُس ولی نے دعا کی ہاتھ بلند اُٹھائے۔ اور منہ جانب کعبہ و آسمان کیا۔ شیخ مکہ اور دعا گو اور چند اکابر اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ہم آمین کہتے تھے۔ اس نے دعا بند کی اور اللہ تعالیٰ کو اس طرح کعبے کی قسم دی کہ الٰہی ببیتک الذی عظمتہ ان تنزل المطر الساعۃ علینا یعنی اے میرے خداوند بعظمت اپنے گھر کے جس کو تو نے اپنی اضافت سے معظم کیا ہے۔ یعنی کعبہ مکرمہ کی برکت سے ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم پر ابھی پانی برسا۔ فرمایا کہ وہ شخص ہنوز دکان میں نہ پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسا دیا۔ ہمارے بیٹھنے کے واسطے جگہ نہ رہی۔ غلے کی ارزانی ہو گئی۔ خوب پانی ہوا۔ بعد اس کے فرمایا کہ کسی گدا کو دروازے سے ہٹا لنا نہ چاہیے۔ شاید وہ ولی ہو کسی مصلحت کے لئے گدائی کرتا ہو۔ رد تے مبارک بطرف اس فقیر کے

لائے فرمایا برادران گیر یا غریب نوازت لعداس کے رسالہ مکیہ کا سبق شروع ہوا گفتگو رویت و ادراک میں تھی فرمایا الرؤیۃ تحقیق الشئ بالبصر کما ھو فان کان فی جھات یری فیھا وان کان فی غیر جھات یری فی غیرھا والادراک رؤیۃ الشئ مع الجوانب والجھات واللہ تعالیٰ متعال عن ذالک وھو معنی قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار فی الجوانب والجھات والحد وحیثیت ادراکھا واللہ تعالیٰ منزہ عن الجوانب والجھات فلا حیثیت ادراکہ یعنے رؤیت عبارت ہے اس بات سے کہ تحقیق کرنا شے کا ساتھ دیکھنے کے جس طرح کہ وہ شے ہے پس اگر وہ شے جہات میں ہے۔ تو وہ دیکھی جائے گی جہات میں، اور اگر وہ غیر جہات میں ہے تو غیر جہات میں دیکھی جائیگی اور اللہ تعالیٰ قیدت جہات سے منزہ ہے تو وہ غیر جہات میں دیکھا جائے یہ بات ممکن ہے۔ پس رؤیت عقلاً و نقلاً جائز ٹھیری اور ادراک عبارت ہے اس سے کہ دیکھنا شے کا ساتھ جوانب و جہات کے اور خدا و ند تعالیٰ جوانب و جہات سے منزہ ہے پس اُس کا ادراک جائز نہیں ہے۔ اور اُس کی رؤیت از روئے عقل و نقل جائز ہے۔ عقلاً تو وہی حجت مذکورہ ہے اور نقلاً یہ ہے کہ اس باب میں احادیث صحاح و آیات کریمہ وارد ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ یعنے کتنے منہ اس دن ترو تازہ

فرق درمیان رویت و ادراک

ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنظر الی القمر لیلۃ البدر وقال علیہ السلام انکم ستروون ربکم عیانا لا تضامون فی رؤیتہ من الجنۃ کما ترون هذا القمر لیلۃ البدر مراد وجوہ سے ذوات ہیں۔ کما یقال وجہ اللہ ای ذات اللہ یعنے جس طرح کہ وجہ اللہ سے مراد ذات اللہ ہے معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ ذاتہائے مومناں سوئے خداوند ناظر باشد یعنے خود مومنین اللہ پاک کی طرف دیکھتے ہونگے معنی حدیث شریف کے یہ ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پس آپ نے چاند کی طرف دیکھا۔ چودھویں رات میں، اور آپ نے فرمایا بیشک تم اے مومنو عنقریب اپنے رب کو ظاہر ظہور دیکھو گے تشویش نہ کرو گے اُس کے دیکھنے میں جنت سے جس طرح کہ تم دیکھتے ہو اس چاند کو چودھویں رات میں ——— چودھویں رات کی تشبیہ اس لئے دی کہ عام و خاص اُس کو دیکھتے ہیں بہشت سے بھی عام و خاص اللہ پاک کی ذات کو دیکھیں گے اور اس جگہ دنیا میں بعض نبی سے اولیائے خدائے عز و جل اُس کی عین ذات کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور اکثر لما نہیں، کما قال امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ لا اعبد ربی ما لم اراہ

ای بعین القلب وهذا مقام المقربین والواصلین یعنی حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نہیں پوجتا ہوں میں اپنے رب کو جب تک کہ نہ دیکھوں میں اس کو یعنی دل کی آنکھ سے۔ یہ مقام مقرب وواصلین لوگوں کا ہے۔ ہر آدمی اس مقام کو نہیں پہنچتا ہے اور چشم سر آخرت میں بہشت سے دیکھیں گے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں چشم سر بھی دیکھا۔ وهو قوله تعالی ما زاغ البصر وما طغی ای لم یسبق البصر علی البصیرة بصر عبارت ہے چشم سر کی بینائی سے اور بصیرت عبارت ہے دل کی بینائی سے۔ وهو قوله تعالی قل هذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ یہ میری راہ ہے۔ میں بلاتا ہوں طرف اللہ کے دل کی بینائی پر وہ لوگ اولیاء ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول خداوند تعالی کو دل کی آنکھ سے دیکھا بعد اس کے چشم سر سے، جب آپ نے ایسی رعایت ادب کو نگاہ رکھا تو دوسری بار بھی دیدار فائض الانوار ارزانی فرمایا وهو قوله تعالی ولقد راٰه نزلة اخری ای لقد رأی ربه تارةً اخری یہ مرتبہ جو حاصل ہوتا ہے کہ ذات خدا کو چشم دل سے دیکھتے ہیں اس پر حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا ہے قال المشائخ الصوفیة الطهارة فصل عن الکونین والصلوة وصل الی صاحب الکونین

یعنے وضو کرنا جدا ہونا ہے دنیا سے اور اُس کے کام سے اور آخرت سے
اور ملنا نماز میں ہے حضرت حق سے، پس جو شخص وضو میں دونوں جہان و غیر
خدا سے جدا نہ ہوگا وہ نماز میں صاحب دو جہاں کی طرف نہ پہنچے گا۔
یعنی خداوند تعالیٰ، پس چاہیئے کہ وضو کرنے کے وقت میں دنیا و آخرت
کو اور جو کچھ کہ غیر حق ہے اُس کو دل میں نہ لائے تاکہ خداوند عز و جل
کی ذات پاک کو دیکھے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے
لائے۔ فرمایا فرزند من ایں جملہ تقریرات و احادیث صحاح و بیان آیت
و ایں قول جملہ نبویہ۔ فائدہ و حجت تمام ست مناسب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن اثنائے حال میں شیخ
قطب عالم رکن الحق والدین قدس سرہ وضو کر رہے تھے جب
وضو سے فارغ ہوئے تو الحمد للہ کہا۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے
الحمد للہ کہا۔ جو دعا کہ بعد وضو کے آئی ہے اُس کو نہ پڑھا۔ شیخ نے
جواب دیا کہ میں نے الحمد للہ اسلیئے کہا کہ وضو میں غیر حق کا خطرہ نہ
گزرا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آج نماز میں میرے وصال کا روز ہے
کیونکہ کہا ہے الطہارۃ فصل والصلوۃ وصل فمن ینفصل فی الطہارۃ
عن الکونین لم یصل فی الصلوۃ الی صاحب الکونین۔ پھر اسکے
فرمایا کہ اگر کوئی جاہل بے علم مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان لعنہ اللہ
آتا ہے، اور راہ سے اُس کو لے جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ شخص خدا
ہے اُس کو عجائب دکھاتا ہے۔ چونکہ یہ جاہل علم نہیں رکھتا ہے

شیطان کو دفع نہیں کر سکتا ہے۔ وہ گمراہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الشیطان عدو مضل مبین پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا تم خوب کرتے ہو۔ دعا گو کے مصاحب رہتے ہو۔ عمل اخذ کرتے ہو۔ سبق پڑھتے ہو۔ اور سنتے ہو سلوک طریقت کی راہ دریافت کرلے۔ اب امید ہے کہ ثمرہ دے۔ اول علم سیکھنا چاہیے پھر اس راہ میں آنا چاہیئے۔ بے علم کیا جانے اور کیا کرے اُن اطراف میں جاہلوں کو مشغول نہیں ہونے دیتے ہیں۔ جس وقت کوئی آنے والا طالب آتا ہے، اگر وہ عالم ہے تو مشائخ کبار اُسی وقت خانقاہ میں اُس کو حجرہ دے دیتے ہیں۔ اور مشغول کرتے ہیں۔ اور اگر علم نہیں رکھتا ہے، تو ہر خانقاہ میں چار مدرسے چار مذہب کے ہیں جس مذہب کا وہ ہوتا ہے اُسی مذہب کے مدرسہ میں اُسکو بھیج دیتے ہیں۔ وہاں وہ علم پڑھتا ہے۔ جس وقت عالم ہو جاتا ہے تو پھر اُس کو مشغول کرتے ہیں۔ اس اطراف میں خانقاہیں ملک تجار کی وجہ حلال سے ہیں بیت المال کی وجہ سے نہیں ہیں۔ خانقاہوں کے نیچے دکانیں وقف کی ہیں۔ ان کے محاصل کو وقف کیا ہے۔ اُن دوکانوں کا خراج خانقاہ میں خرچ ہوتا ہے۔ جاہل حاجی کو چاہیئے کہ مشغول نہ ہو اپنے کسب و کار میں رہے۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھ لے ذکر کرے اور خیر کرے بعد اسکے فرمایا اگرچہ کسی شخص کا مقام عالی ہو جائے مقرب بن جائے تکالیف شرعیہ

ہرگز اُس سے اُٹھا نہیں لی جاتی ہیں بلکہ اور زیادہ ہو جاتے ہیں، کیونکہ تکالیف یعنی امر و نہی کو پیغمبروں سے تو اُٹھایا ہی نہیں جو کہ افضل خلائق ہیں۔ تو جو لوگ اُن سے کم رتبہ ہیں اُن سے کب اُٹھاوینگے
التکالیف لاترفع عن المحب بالمحبۃ بل یزداد تطوعات ولا یبلغ الولی قط مبلغ نبی من الانبیاء لان واحدا من الامۃ لایکون ولیا الا بمتابعۃ نبیہ قولا و فعلا وحالا ولو خالف نبیہ بواحد منھا لایکون ولیا قط بل یکون مبتدعا یعنی محب سے بسبب محبت کے اوامر و نواہی اُٹھا نہیں لئے جاتے ہیں۔ بلکہ اُس کے نوافل روزہ و نماز و تسبیح و تلاوت و خیرات و حسنات وغیرہ اور زیادہ ہو جاتے ہیں اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو کبھی نہیں پہنچتا ہے اسلئے کہ امت میں سے کوئی شخص ولی نہیں ہوتا ہے۔ مگر بسبب پیروی اپنے پیغمبر کی گفتار و کردار میں اور اگر ان میں سے کسی بات میں اپنے پیغمبر کی مخالفت کرے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ مبتدعی ہوتا ہے اور اہل بدعت کو ولایت کا مرتبہ نہیں دیتے ہیں۔ زیرا انچہ نبی در قول و فعل و حال بودے[1] جلی سنت و یا لوحی خفی پس ہمہ صواب بود پس این فقیر را فرمودند فرزند من کہ بہ ایشا نبیرۂ مخدوم سیاں حاجی اطال اللہ عمرہ اپنے دادا کی خدمت میں باب حج سے ہدایہ کا سبق پڑھ رہا تھا۔ الحج واجب علی المسلمین

فائدہ: تکالیف شرعیہ انبیاء علیہم السلام سے بھی ساقط نہیں

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے شاید بوحی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

لاحرار العقلاء الا صحاء البالغين اذا قدروا على الزاد والراحلة وكان الطريق امنا فرضا يا الحج واجب ای فرض ویجوز استعمال الواجب مقام الفرض لكن بمعنى الفرض لان بعض الواجبات عند البعض فرض كتعديل الاركان وامثاله یعنی حج کو واجب کہا یعنی فرض استعمال واجب کا بجائے فرض کے جائز ہے لیکن بمعنی فرض کیونکہ بعض کے نزدیک بعض واجبات فرض ہیں جیسے تعدیل ارکان اور مثل اس کے وقید بالاحرار حتی یخرج العبید وقید بالعقلاء حتی یخرج المجانین وقید بالبالغین حتی یخرج الصغار ولو کانوا مراهقین لان الخطاب لهم فلا فرائض لهم وقید بالزاد والراحلة وامن الطریق تمسکا بقوله تعالی ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ای الزاد والراحلة وامن الطريق ونفقة الاهل لوکان الاهل وعند الشافعی رحمه الله تعالی ان کان بحیث استطاعة الهد ومرماشيا فعليه الحج فرض یعنی مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی قید لگائی تاکہ کافر خارج ہو جائیں احرار کی قید اس لیے لگائی کہ غلام نکل جائیں یعنی حج آزاد لوگوں پر واجب ہے۔ غلاموں پر نہیں ہے۔ عقلاء کی قید لگائی تاکہ مجنون و دیوانے نکل جائیں یعنی حج عقل والوں پر فرض ہے دیوانوں پر نہیں ہے۔ اصحا کی قید اسلئے لگائی کہ بیمار لوگ خارج ہو جائیں بالغوں کی قید لگائی تاکہ چھوٹے عمر کے نکل جائیں۔ اگرچہ مراہق قریب

بر بلوغ ہیں یعنے حج خاص بالغوں پر فرض ہے نابالغوں پر فرض نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مخاطب نہیں ہیں زادوراحلہ کے، اور امن طریق کی قید اسلیے لگائی کہ اللہ تعالی کے اس قول سے تمسک کیا ہے کہ واسطے اللہ کے ہے حج خانہ کعبہ کا لوگوں پر جو شخص کہ استطاعت وطاقت رکھے۔ طرف اس کی راہ کے، مفسرین نے استطاعت کی تفسیر زادوراحلہ کے ساتھ کی ہے یعنے اس سے مراد توشہ وسواری ہے، جو کہ قابل سواری ہونے کے ہو، جیسے گھوڑا، خچر، اونٹ، گدھا گدھا، گاڑی، پالکی، ڈولا اور مانند اسکے دوسری شرط امن طریق ہے یعنے چوروں رہزنوں وغیرہ سے راہ کا امن ہو ایک یار نے اصحاب عالی میں سے عرض کیا کہ دریا کی راہ امن ہے یا نہیں جواب فرمایا کہ راہ دریا کی امن نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے کہ

ثلاثة لیس لها امانُ　　　البحر والسلطانُ والزمان

یعنی تین چیزیں ہیں کہ ان سے امن وامان نہیں ہے ایک تو دریا میں جہاز وکشتی کا چلنا شاید کوئی مخالف ہوا مارے خراب کر ڈالے سب کو ڈبو دے دوسرے بادشاہ کہ اس سے بھی امن نہیں ہے۔ اگرچہ قرب ہو تبھی خفگی کرے کبھی لعنت کرے کبھی بیلے لوا کرے کبھی شغل سے معزول کر ڈالے اور مثل اس کے تیسرے زمانہ کہ اس سے بھی امین نہ ہونا چاہیئے۔ شاید کسی وقت میں خنچی ہوں۔ کوئی اور وقت آئے تو تغیر کردے یا جدائی ڈال دے اور مثل اسکے جیساکہ

کسی قائل نے کہا ہے ؎

کنا کزوج حمامة فی ایکة — متمتعین بسلامة وشباب
جاء الزمان بنا وفرق بیننا — ان الزمان مفرق الاحباب

یعنے ہم ایسے تھے جیسے جوڑا کبوتر کا گنجان درختوں میں۔ لذت و
جوانی سے متمتع و منتفع ہو رہے تھے کہ زمانہ آیا اُس نے ہمارے درمیان
میں جدائی ڈال دی۔ بیشک زمانہ احباب کا جدا کرنے والا ہے
بعد اس کے فرمایا کہ فقیر پر حج واجب نہیں ہے خلافاً للشافعی
لیکن جب قصد کرے۔ باہر نکلے۔ تو واجب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فقیر
ہو۔ اسلیے کہ نادر ہو گئی اور نادر واجب ہے۔ بسبب ترک کے آثم و
گنہگار ہوگا۔ جس وقت چلا جاوے تو حج ادا کر لے۔ گردن سے فرض
ساقط ہو جائیگا۔ ہدایہ میں نقل کیا ہے۔ اسلیے کہ نفس استطاعت
موجود نہ تھے۔ اور وہ فریضہ ہے اور جب یہ فقیر تونگر ہو جائیگا تو پھر
اُس پر واجب نہیں ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے
فرمایا فرزند من این تقریر غریب و اشعار عربی کہ گفتم نویس۔

الضحا روز مذکور چہار شنبہ ششم ماہ مذکور ذی الحجہ

کو یہ فقیر حجرۂ خلوت سے وقت چاشت کے خدمت میں اُس امیر
کے حاضر تھا۔ نبیرہ مخدوم سید حامد طال عمرہ خدمت میں قرآن شریف
پڑھ رہا تھا۔ آیت کریمہ یہ تھی انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جہنم

لا یموت فیہا ولا یحییٰ بنا سے سے لئے عرض کیا کہ لا یموت ولا یحییٰ کے کیا معنی ہیں جواب میں فرمایا لا یموت حتی یمات خالص من العذاب ونفنی ولا یحیٰ تر ذلک کما قیل سے

ولا تفنی الجحیم ولا الجنان وما اھلوھما اھل انتقال

یعنی دوزخ وجنت فنا پذیر نہ ہو گی اور نہ اُن کے لوگ وہاں سے انتقال کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خالدین فیہا ولا یحییٰ من جھۃ شدۃ العذاب والعقوبۃ ولا یکون العیش لہ فیہا لا یموت کے یہ معنی ہیں کہ اگر دوزخی مر جاتے تو عذاب وعقوبت سے خلاصی پا جاتے اور فنا قبول کر لیتے، حالانکہ فنا روا نہیں ہے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ولا یحییٰ کے یہ معنی ہیں کہ عیش نہ ہو گا بلکہ شدت عقوبت بر روئے سختی تر ہو گی ایں معنی بگیرید

ایضاً گفتگو محبت میں گئی

فرمایا کہ جس وقت محب محبوب کی محبت میں مغلوب ہوتا ہے تو خود سے فانی دوست کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے سہ

فانی ز خود و با دوست باقی ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ کسی نے مجنوں سے کہا یا مجنون ما اسمک قال لیلیٰ یعنی اے مجنوں تیرا کیا نام ہے تو کہا لیلیٰ میرا نام ہے۔ خود نہ رہا مغلوب ہو گیا۔ دوست کی جان

باقی نہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ منصور حلاج کے انا الحق کہنے میں
ایک قول یہ ہے کہ وہ مغلوب ہوا۔ خود سے فانی ہو گیا۔ نام محبوب
کا کہتا تھا۔ کہا انا الحق، اس طرف میں نے منصور کے انا الحق کہنے
میں تین قول سنے ہیں۔ ایک قول یہی تھا جو میں نے کہا دوسرا
قول یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے حکایت کرنے والا تھا اللہ
کا نام لیتا تھا۔ یہ درست ہے کیونکہ انہی احادیث صحیحہ نبوی کلمات
قدسیہ کی حکایۃ عن اللہ ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ کان المنصور علی
المنبر واعظا للناس سمع ھذا الندا من یفدی لنا روحہ
فقال انا الحق ای انا الثابت بفداء روحی بھذا المعنی وھذا القول
وافق قول الفقہاء یعنی ایک روز منصور حلاج منبر پر خلق کو وعظ و نصیحت
کہہ رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں یہ ندا سنی۔ اللہ تعالیٰ نے
آواز پیدا کر دی۔ کیونکہ وہ صوت والحان سے منزہ ہے۔ وہ ندا
یہ تھی۔ کون ہے کہ ہمارے واسطے اپنی جان نازنین کو قربان کرے
منصور نے با آواز کہا کہ انا الحق اے الثابت یعنی میں اپنی جان
کے فدا کرنے پر ثابت ہوں۔ حق بمعنی ثابت بھی آیا ہے جس طرح
کہ اللہ پاک کے اس قول میں وارد ہوا ہے ویحق اللہ الحق بکلمٰتہ
ولو کرہ المشرکون ای یثبت اللہ الحق یہ عجیب قول ہے فقہاء کے
قول کے بھی موافق ہے بعد اس کے فرمایا کہ اس وقت کے مشائخ
پوچھا جیسے حضرت جنید بغدادی و حضرت معروف کرخی و حضرت

ذوالنون مصری اور مشائخ دیگر منجملہ سالکان طریقت ان سب نے یک قلم فتویٰ دیا۔ ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں منصور کے مارنے کا فتویٰ لکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس واسطے فتویٰ دیا کہ اس کا دعویٰ راست و درست ہو جائے۔ کیونکہ اس نے کہا انا الحق ای الثابت بفنا روحی یعنے میں ثابت ہوں اپنی جان کے فدا کرنے پر اور فدا نہیں ہوتا ہے۔ مگر ساتھ مارنے کے فرمایا کہ آیہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے اس طرف میں نے عجب معنی سنے ہیں۔ کہ کسی تفسیر میں نہیں ہیں۔ نہ کوئی مفسر جانتا ہے وہ یہ ہیں لن تنالوا لقاء اللہ تعالی حتی تبذلوا ارواحکم بالمجاھدۃ یعنے تم ہرگز نہ پہونچو گے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کو، یہاں تک کہ صرف کرو اپنے عزیز نازنین جانوں کو خنجر مجاہدے سے ولا یحصل اللقاء الا بالموت لقولہ علیہ السلام الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنے لقا حاصل نہیں ہوتی ہے مگر موت سے اور جس شخص کا نفس دنیا ہی میں مر جاتا ہے تو وہ دنیا ہی میں دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ روحانی نہیں مرتا ہے۔ نفسانی بالکل مر جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موت ایک پل ہے وصال کرتا ہے دوست کا طرف دوست کے حکایت بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن مجنوں کا باپ مجنوں کو خانہ کعبہ میں لے گیا اور کہا یا بنی قل یا رب بحق ھذا البیت الحرام و بحق ھذا الحجر

کیونکہ نفس بالکل مر جاتا ہے۔

الاسود ازح عن قلبی حب لیلی قال المجنون علی عکس ذالک یارب
لاتزح عن قلبی حب لیلی بل زده یعنی بیٹا تو یوں کہہ کہ اسے میرے
رب بحق اس خانہ کعبہ کے اور بحق اس حجر اسود کے میرے دل سے
لیلی کی محبت کو دور کردے۔ مجنوں نے برعکس اس سے کہا کہ اے
میرے رب تو میرے دل سے لیلی کی محبت کو دور مت کر بلکہ اس کو
زیادہ کر۔ اس کا باپ بیچارہ حیران ہوکر لوٹ آیا بعد اس کے فرمایا
کہ مجاز میں ہے کہ مجنوں لیلی کی محبت زیادہ چاہتا ہے اگر کوئی
شخص حقیقت میں باری تعالی کی محبت پر کہ جس کا بندہ ہے اور
عدم سے وجود میں اس کو لایا ہے زیادہ محبت چاہے تو کچھ عجیب
نہیں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے والذین امنوا اشد حبا للہ
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ای فوائد
کہ تقریر کردم و سر قول انا الحق گفتن منصور و بیان آیہ لن تنالوا البر
وقول مجنوں ہمہ کہ گفتم بگیر یاد غریب است یقیناً مولانا اشرف الدین
محتسب نے مع فرزند کے مخدوم کے پابوسی حاصل کی۔ ذرا دیر
بعد عرض کیا کہ بندہ زادے مشارق کی ایک حدیث شریف واسطے
برکت کے خدمت میں پڑھیں۔ قبول کیا اور فرمایا پڑھیں شروع کیا
حدیث اول کھی قال علیہ الصلوۃ والسلام من امن باللہ
ورسولہ واقام الصلوۃ وصام شہر رمضان ادخلہ الجنۃ وھاجر
فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا فرمایا المراد ای

ھا جر من مکۃ الی المدینۃ الی الرسول اولحیھا جر من مکۃ الی المدینۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان لاوے اللہ اور اُس کے رسول پر اور قائم رکھے نماز کو اور روزے رکھے ماہ رمضان کے تو داخل کرے اُس کو اللہ بہشت میں ہجرت کرے اللہ کی راہ میں یا بیٹھا رہے اپنی اُس زمین میں کہ جس میں پیدا کیا گیا ہے۔ مراد اس سے ہجرت مکے سے طرف مدینہ منورہ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، نہ یہ کہ مسافر ہو فرمایا اس کا کیا بھید ہے کہ وحج البیت واتی الزکوٰۃ نہ فرمایا یعنی اور حج کرے اور زکوٰۃ دیوے حالانکہ یہ دو بھی فرض ہیں۔ دعا گو نے اس طرف کے محدثوں سے ایک بات سنی ہے کہ ہندوستان میں ہرگز نہ سُنی تھی۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث شریف شروع اسلام میں فرمائی ہے۔ اُس وقت نماز روزہ فرض تھا۔ زکوٰۃ و حج اُس زمانے میں فرض نہ ہوا تھا یہ دو آخر اسلام میں فرض ہوئے ہیں جبکہ اسلام نے قوت پائی اور جم گیا۔ اس لئے آپ نے صرف نماز روزے کا ذکر فرمایا قاری یعنی پڑھنے والے نے عرض کیا کہ اس حدیث شریف کے حاشیہ پر اس کتاب کی شرح سے شارح نے یوں عبارت لکھا ہے۔ ھذہ الفاتحۃ یعنی الایمان باللہ والصلوٰۃ والصوم علی کل مسلم تتناول الفقیر والغنی والحج والزکوٰۃ مقید بشرط طرھا لتعلق الیسار یعنی یہ باتیں اللہ ورسول

پر ایمان لانا نماز پڑھنا روزہ رکھنا ہر مسلمان پر ہیں۔ فقیر و غنی دونوں
کو شامل ہیں رہا حج و زکوۃ سو وہ منوط بشرط غنا ہیں۔ جواب فرمایا
کہ یہ قول کسی نے اجتہاد سے بقیاس لکھا ہے۔ رہا قول منقول کا،
سو دعا گو اُس طرف کے محدثوں سے سماع رکھتا ہے۔ انکا اسناد
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے کہ جس
دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث شریف فرمائی
شروع اسلام تھا اور اُس وقت وہی ایمان و نماز و روزہ فرض تھا۔ زکوۃ
و حج آخر کو فرض ہوا ہے۔ جبکہ اسلام نے قوت پائی اور جمع مال ان
دونوں کے اول فرض نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ نو گر لوگ انتے سنتے
کہ زکوۃ دینی چاہیئے اور حج کرنا چاہیئے تو وہ ایمان نہ لاتے،
مشکل سمجھتے، یہ قول منقول ہے، اور وہ قول قیاس ہے والقیاس
متروک بالمنقول اجماعاً یعنے جب نقل مل جاتی ہے تو قیاس
متروک ہو جاتا ہے۔ جس وقت نقل نہیں ہوتی ہے تو قیاس واجبا
مجتہدوں کا درست ہے باجماع۔ بھائیو اس قول کو لو۔ چاہیئے کہ
اس قول کو حاشیہ و شرح میں لکھو۔ حدیث شریف مذکور میں ایک
فائدہ بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ بعض وقت لفظ ایمان کا تعدیہ حرف
با سے ہوتا ہے، تو اس کے معنی تصدیق فی حق اللہ کے ہوتے ہیں
جیسے من آمن باللہ، و تؤمن باللہ، اور جب تعدیہ اُس کا حرف
لام سے ہوتا ہے تو اس کے معنی تصدیق فی حق غیر اللہ ہوتے ہیں

پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزندِ من این تقریر و قول منقول این حدیث پیر بابہ غریب السنت بعداسکے فرمایا فرزندمن سبق پڑھ ترتیب اس باب میں لکھی۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال من صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ ام الکتاب وقل ھو اللہ احد ست مرات یحسن رکوعھا وسجودھا نبی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ من لؤلؤ بیضاء علی عمود من یاقوت احمر فیہ سبعون الف غرفۃ ومن قرأھا خمس مرات وھو فی سوقہ او فی حاجتہ نبی اللہ تعالی لہ قصرا من لؤلؤ بیضاء علی عمود من یاقوت احمر فیہ اربعۃ عشر الف غرفۃ ومن قرأھا مرۃ نبی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ پڑھے دو رکعتیں ہر رکعت میں فاتحہ ام الکتاب (ایک نام ہے فاتحہ کے ناموں سے) اس کے سات نام ہیں۔ اللہ پاک کا قول ہے ولقد اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم اور سورۃ اخلاص چھ بار پڑھے۔ اچھا کرے اسکے رکوع وسجود کو یعنی تعدیل ارکان کرے، جس طرح کہ سنت نماز ہے۔ تو بنائے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ایک محل جنت میں سفید موتی سے ایک ستون پر یاقوت سرخ سے، اس میں ستر ہزار حجرے ہوں اور جو کوئی پڑھے سورۃ اخلاص کو پانچ بار

اور وہ اپنے بازار میں یا اپنی حاجت میں ہو تو بناتا ہے اللہ تعالیٰ
واسطے اس کے ایک محل سفید موتی سے ایک ستون پر یاقوت زرد
ہے، اس میں چودہ ہزار حجرے ہوں فرق اس قدر ہے کہ اس میں
ستون یاقوت سرخ کا اور ستر ہزار حجرے اور اس میں ستون یاقوت
زرد کا اور چودہ ہزار حجرے ہوں گے اور جو کوئی پڑھے سورۂ اخلاص
کو ایک بار تو بناتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ایک محل جنت
میں یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے
تھی اسی درمیان میں ہمیرہ مخدوم سیاہ جامہ طال عمرہ خدمت میں
پہنچا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ اور بعادت قدیم مصحف شریف حاجت
میں پڑھنے لگا۔ اور قرارت مخدوم سے صحیح کرتا تھا۔ اور آیت کلمہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں تھی جو کہ نمرود و نمرودیوں کے
ساتھ گزرا ہے۔ قولہ تعالیٰ أأنت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم
قال بل فعله کبیرهم هذا یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے بتوں کو توڑ ڈالا تو انکو حاضر کیا نمرود و نمرودیوں علیہم اللعنہ نے، پوچھا
اے ابراہیمؑ کیا تو نے کیا یہ کام ہمارے خداؤں سے۔ انہوں نے
جواب دیا کہ میں نے نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے۔
اُس کو الزام دینے کے واسطے سالم چھوڑ رکھا تھا۔ پس وہ بولے
اے ابراہیمؑ بیشک تو خوب جانتا ہے کہ ان سے کوئی کام نہیں
ہو سکتا ہے حضرت ابراہیم نے حجت کی کہ جس شخص سے کوئی کام

بزرگ نے اُس کو کیا پوچھیں۔ اُن کو الزام دیا۔ مقصود یہی تھا۔ یہ قصہ مشہور
ہے۔ تیسرہ مخدوم سید خادم نے عرض کیا۔ بلی واسطے نفی اول کلام
کے اور اثبات ثانی کے ہے۔ پس یہ کیونکر دروغ نہ ہوگا حالانکہ
پیغمبر معصوم ہیں جواب فرمایا کہ چار چیزوں میں کذب مستحسن ہے الکذب
قبیح وقد یحسن عند مصلحة عظیمة بل ثواب وهو الزام شخص
یکون علی الباطل حتی یثبت الحق کالزام ابراهیم علیه السلام
اولدفع ظالم شخص یکون علی الباطل اولارضاء الزوجة او
فی الحرب یعنے جھوٹ قبیح ہے، اور کبھی حسن ہوتا ہے۔ وقت کسی
مصلحت عظیم کے، بلکہ ثواب ہوتا ہے یعنی چار چیزوں میں مستحسن ہے
ان میں سے ایک یہ ہے کہ الزام دینا ایسے شخص کو جو کہ باطل پر ہے
تاکہ حق کو ثابت کرے۔ جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
نمرودیوں کو الزام دیا۔ دوسرے واسطے دفع کرنے ظالم کسی شخص کے
جو کہ باطل پر ہے، مثلاً اگر ایک شخص کسی ظالم کے خوف سے چھپ
گیا ہے اور دوسرے شخص کو اُس کا علم معلوم ہے۔ اس سے اگر
پوچھیں کہ فلاں کہاں ہے۔ یا فلاں کو تو نے دیکھا ہے۔ وہ کہے
کہ میں نہیں جانتا ہوں، تاکہ اُس ظالم سے امن پاوے۔ تیسرا واسطے
راضی کرنے بی بی کے مثلاً کسی شخص نے ایک لونڈی خریدی اور
کسی جگہ اُس کو رکھا اگر اُس کی بی بی نے پوچھا میں نے سنا ہے
کہ تو نے لونڈی خریدی ہے۔ خاوند کہے کہ میں تو تیرے عشق حسن

[illegible]

ہیں ایسا سے لیے خود ہوں کہ دوسرے کی مجھے یاد نہیں آتی ہے۔ اور تبسم فرمایا چوتھا لڑائی میں مثلاً لڑائی میں اگر کوئی شخص کسی کافر عاصی کو فریب دے کہ آمیں سے لیے عہد کیا ہیں تجھے نہ ماروں گا۔ اور قید نہ کروں گا۔ جس وقت وہ آجائے۔ اگر مصلحت دیکھے تو مار ڈالے۔ دروغ نہ ہوگا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیے ایسا کیا ہے یہ چار چیزیں اگرچہ ظاہر دروغ ہیں۔ لیکن معنی میں مستحسن ہیں۔ بلکہ ثواب ملے گا۔ چاہیئے کہ ان چار چیزوں کو چار محل میں نگاہ رکھے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من نیکو لیسیار پر اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بگیر یاد نکتہ غریب است و بریں عمل کنند تا ثواب یابید۔

روز عرفہ وقت چاشت

اس فقیر کو حجرہ خلوت سے طلب فرمایا۔ خرقہ شیخ کبیر تجدید پہنایا۔ بعد اس کے خواجگان چشت کا خرقہ تبرک پہنایا۔ اور یہ دعا فرمائی الٰھی توجہ بتاج السعادۃ والکرامۃ والتوفیق بالطاعۃ وانواع العبادۃ اور قصر بھی کیا۔ اور یہ دعا فرمائی الٰھی قصر امسلہ وحسن عملہ وحالہ وطول عمرہ مولانا فرید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ یہ جلال الدین محی صاحب مخدوم کا ہے۔ اور مشغول واہل علم ہے۔ اور ادب شیخ کو نگاہ رکھتا ہے۔ فرمایا میں خوب جانتا

ہوں۔ دعا گو کے پاس مصاحب رہتا ہے سبق بھی پڑھتا ہے اور سنتا ہے۔ اور وہ العین خلوت ہمارے ساتھ اور اسکے فرزند نام سید عالم الدین اہل علم سے ہے، پھر اس فقیر کو تبرک کثیر دیا۔ اور فرمایا لے لے۔ کل عید کا دن ہے۔ ہجوم ہوگا۔ اس فقیر نے تبرک لیا۔ اور حجرۂ خلوت میں لوٹ آیا ایضاً یہ فقیر روز عرفہ وقت چاشت کے خدمت میں حاضر تھا۔ دوگانہ نماز جو کہ عرفے کے دن مروی ہے چاہتے تھے۔ کہ اس کو شروع کریں۔ اور اس میں بھی تلاش کیا۔ تو اس کو پایا۔ اور یہ حدیث شریف صحاح پڑھی۔ قولہ علیہ السلام من صلی رکعتین یوم عرفۃ وقرأ فیھما فاتحۃ الکتاب سبع مرات وسورۃ قل یا ایھا الکافرون ایضاً سبع مرات وقل ھو اللّٰہ احد سبعمائۃ مرۃ غفر لہ نقل من المشارق یعنے آپ نے فرمایا کہ جو کوئی دو رکعت نماز عرفے کے دن ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ سات بار اور قل یا ایھا الکافرون بھی سات بار اور قل ہو اللّٰہ احد سات سو بار پڑھے تو وہ بخشا جائے یعنی مغفور لوگوں میں سے ہو جائے بعد اس کے فرمایا کہ تکرار فاتحہ کی نہ چاہیئے۔ مگر یہ کہ مروی ہو جیسے اس جگہ اس نماز میں اور صلوٰۃ اسمٰعیل بھی شب جمعہ میں مروی ہے۔ کہ سات بار فاتحہ دو رکعتوں میں پڑھیں پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایھا الکافرون ایک بار اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے اخلاص ایک بار پھر اس فقیر سے فرمایا

فرزندمن این حدیث صحاح است بنویس اور اس نماز کو ادا کریں اور خود لکھنی شروع کی۔ یہ فقیر حجرہ خلوت میں لوٹ آیا۔ افطار روزہ روز عرفہ میں نماز ظہر سے جس وقت فارغ ہوئے تو بعض اصحاب اعلیٰ خدمت میں حاضر تھے۔ جیسے خواجہ طیب طیب اللہ وقتہ اُن سے پوچھا کہ اوراد میں نماز تعریف کو مخدوموں نے کس طرح ادا کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ نماز تعریف کی سر برہنہ مروی ہے۔ فرمایا کہ اس سے پہلے دعا کو کبھی کبھی ہاتھ باندھ کر پڑھتا تھا۔ اس واسطے کہ بعض عوام لوگ غلیت میں پڑیں اب میں نے جگہ خوب دیکھا کہ مخدوموں نے اس نماز تعریف کو سر برہنہ پڑھا ہے فرمایا این نماز ہم بریں جملہ مکشوف الراس مروی ست روایت میں ہے لو دھیلون مکشوف الراس للاستخفاف والحقارة والاستراحة من الصیف یکرہ فی جمیع الصور المذکورة وان کان مکشوف الراس للتضرع والابتھال والمسکنة والمخافة لا یکرہ وھذا عندنا فاما عند المذاھب الاخر لا یکرہ مکشوف الراس لاسیما صلوة التعریف فانھا یکشف الراس وفیھا التضرع والخشوع والخضوع والابتھال والبکاء والمسکنة والمخافة وقد روی ان ابن عباس رضی اللہ عنھما صلی التعریف یوم عرفة مع الناس فی البصرة اس فقیر سے فرمایا فرزند من روایت لکھ لو یعنی اگر سر برہنہ نماز پڑھیں واسطے ہلکا سمجھنے اور حقیر جاننے نماز کے اور

واسطے راحت لینے اور سردی حاصل کرنے کے ہوا ہے تو بستان
سے تو ان ساری صورتوں میں مکروہ ہے اور اگر چہ یہ سر برہنہ نماز پڑھیں
واسطے تضرع وزاری وخشوع وبیچارگی وشکستگی وبکا وخوف
کے تو مکروہ نہیں ہے یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا
اور دیگر مذاہب کی بنا پر ہر حال میں اگر فرض یا نفل کو سر برہنہ پڑھیں
تو مکروہ نہیں ہے اور یہ مکروہ اتفاقی نہیں ہے مکروہ اتفاقی سے
خارج واجب ہے خاص کر نماز تعریف کہ وہ تو سر برہنہ ہی مروی ہے
اور اس میں تضرع وابتہال وزاری وبکا وشکستگی چاہیے لیکن اس کے
اصحاب سے پوچھا وقت وسیع ہے ہم توقف کریں تاکہ شہر کی
خلق پہنچ جائے اس وقت تک ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھیں
روز عرفہ میں بھی مروی ہے من قرأ یوم عرفة سورة الاخلاص
الف مرة فكانما حج واعتمر یعنے جو شخص عرفے کے دن سورۂ اخلاص
کو ہزار بار پڑھے تو گویا وہ ایسا ہے کہ حج وعمرہ بجالایا ہے۔ اصحاب
سے فرمایا کہ چاہیے اس کام کو ہم جاری کریں چاہیے کہ ہزار بار سورۂ
اخلاص کا پڑھنا فوت ہو جائے۔ جب تمام کرلیں گے تو نماز
تعریف میں شروع کریں گے یا وا دلے قل ہو اللہ کو شروع کیا۔
اصحاب کے ساتھ پڑھا۔ جب تمام کر دیا اور اصحاب سے پوچھ لیا
کہ تم نے تمام کیا تب نماز تعریف میں شروع فرمایا۔ سر مبارک سے
پگڑی اتار کر آگے رکھی۔ سر کو برہنہ کیا۔ سارے اصحاب نے بھی سر کو

برہنہ کیا۔ بہت شوق و ذوق سے نماز شروع کی جس طرح کہ اوراد میں ہے۔ چھ رکعتیں اس طریق سے پڑھیں کہ اول رکعت میں سورۃ انبیاء دوسری میں سورہ حج، اور چار رکعتوں میں پچاس بار سورہ اخلاص۔ جب سلام پھیرا تو ویسے ہی سر برہنہ جا نماز پر کھڑے ہوئے۔ عرفے کے دن جو دعائے مطول کہ بعد نماز تعریف کے اوراد میں ہے اُس میں مشغول ہوئے۔ اور اصحاب سے فرمایا کہ جس شخص نے حج نہیں کیا ہے۔ تو وہ بجائے اَنْجَحْنَا کے سَنُنْجِحُ پڑھے اور بجائے نجحنا کے سَنَنْجِحُهُ کہے۔ اسلئے کہ لفظ ماضی کا ہے محتمل کذب ہوگا۔ بلفظ استقبال پڑھے۔ یعنی دعا یا اس نیت سے کہ میں حج ادا کرونگا اور جس شخص نے حج کر لیا ہے وہ ویسا ہی انجحنا نجحنا پڑھے یعنی اس کو لوا ورا ایسا ہی پڑھو دعا کے پڑھنے میں تضرع و بکا و شوق و ذوق دو چار بہت تھا۔ اور اُن کے برکت سے اصحاب کو بھی تھا۔ جب مخدوم امام اللہ برکاتہ نے دعا تمام فرمائی تو اول و آخر ذکر شروع کیا۔ ہاتھ با ندھ کر با ادب تمام جس طرح کہ نماز میں باندھتے ہیں کلمہ لا الہ الا اللہ کو مد کے ساتھ۔ اس طرح کہ دم بدم لا الہ کو کھینچتے تھے اور بائیں جانب سے سیدھی جانب کو لے جاتے تھے اور اثبات الا اللہ کو بائیں طرف القا کرتے تھے۔ اور اصحاب عالی بھی متابعت کرتے تھے۔ جس طرح کہ بعض اصحاب کو تلقین ذکر کی فرمائی تھی۔ اسی طریق سے ۳۳ بار کہا۔ بعد اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ

بسرعت شروع کیا۔ پس چند بار کے اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کے ایک شور اٹھا۔ یہ فقیر دیکھتا تھا۔ اور طریقہ مخدوم کے ذکر کرنے کا سیکھتا تھا۔ البتہ بکمال جنبش و شوق و ذوق و وجد ذکر میں تھا۔ نرم نرم جنبش کرتے تھے۔ نہ ویسے کہ بعض لوگ اس جگہ کر رہے تھے دیر تک ذکر کیا۔ بعد اس کے اپنی جگہ بیٹھے۔ اور وہاں سے تجاوز نہ کیا۔ چند بار ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ کا باتمام اصحاب کے بطریق طرق کیا۔ یعنی سر نیچا کر کے اور محمد رسول اللہ پر ختم کیا اور ہاتھ اونچے اٹھاتے۔ اور یہ دعا پڑھی بعد صلوات کے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا ذَاکِرِیْنَ وَاَمِتْنَا ذَاکِرِیْنَ وَابْعَثْنَا ذَاکِرِیْنَ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ الذَّاکِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِ قُلُوْبَنَا بِذِکْرِکَ وَاَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ وَاَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَنَا بِالْاِیْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَۃَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ وَاَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَنَا وَحَوَائِجَ الْمُحْتَاجِیْنَ الْمُسْتَوْرِھَۃِ رَبَّنَا اِذَا تَوَفَّیْتَنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا مَوْلَانَا وَسَیِّدَنَا ایضاً بقرعید کی رات میں بعد ادائے نماز عشا کے چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھی۔ جس طرح کہ اوراد میں ہے ہر رکعت میں فاتحہ و اخلاص و معوذتین ایک ایک بار۔ بعد فراغ کے سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر ستر بار کہا۔ در شب دوگانی اولی رات اور فرمایا کہ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ کی خانقاہ

میں بھی یہ نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور عید کی رات میں اعتکاف
سے باہر نہیں آتے اور فرمایا کہ اپنے واسطے اور یاروں کے واسطے
عیدی مانگتا ہوں۔ اور ہر سال کی خبر چاہتا ہوں۔ رسم ہے کہ ہر شخص
اپنے والے سے عیدی مانگتا ہے۔ ہم اپنے مولیٰ سے مانگتے
ہیں جب نماز تہجد سے فارغ ہوئے تو بارگاہ الٰہی سے اس طرح
عیدی کی درخواست کی اور اول و آخر درود شریف پڑھا اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ
وَالَّذِيْنَ اعْتَنَقُوْا مَعِيَ وَاَحِبَّائِيْ اَنْ تَجْعَلَهُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ
لَدَيْكَ وَمِنَ الْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ وَاَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَهُمْ
بِالْاِيْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَةَ اُمُوْرِهِمْ بِالْخَيْرِ وَاَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَهُمْ
وَحَوَائِجَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُحْتَاجِيْنَ وَالْمُحْتَاجَاتِ
اَلْمَشْرُوْعَةَ هٰذِهٖ هِمَّتُكَ وَكَرَمُكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا جس وقت عید ہی
کی صبح صادق ہوئی تو صبح کی نماز ادا کی جب اوراد تمام کر کے ورد سے
فارغ ہوئے تو طلوع آفتاب سے پہلے مصلے سے اٹھے۔ اندر
گئے۔ اور غسل کیا۔ جلد باہر آگئے۔ آفتاب کسی قدر بلند ہو گیا تھا۔
پس پالکی پر سوار ہوتے عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ فقیر
اور برادر فقیر و اصحاب اعلیٰ و ادنیٰ علیہم ہمرکاب سعادت آں صاحب
سیادت روانہ ہوئے تکبیر کہتے جاتے تھے۔ اور یاروں کو تکبیر کہنے
پر برانگیختہ فرماتے تھے۔ اور راہ میں آہستہ چلتے تھے۔ یہاں تک کہ

نماز گاہ کے نزدیک پہنچے۔ اُتر پڑے تازہ وضو کیا۔ ریش مبارک میں کنگھی فرمائی۔ بعد اس کے مسجد نماز گاہ میں حاضر ہوئے۔ کچھ ہجوم نہ تھا۔ چند لوگ پہونچ گئے تھے محراب کے روبرو اول صف میں بیٹھے ہوا اوراد کہ بعد ادا کے نماز صبح کے مروی ہیں اُن کو پڑھتے تھے۔ پڑھتے پڑھتے مسبعات عشر میں پہونچے۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور اصحاب اعلے کے لائے۔ ایک فائدہ بیان فرمایا بھائیو سنو شروع میں استعاذہ پڑھو اور فاتحہ چاروں قلوں میں ہر بار بسم اللہ پڑھو اور آیۃ الکرسی میں ہر بار استعاذہ پر کفایت کرو بسم اللہ کہنے کی اس میں حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور تسمیہ یعنے بسم اللہ ہر سورہ کے سر پہ نازل ہوا ہے۔ نہ سر پہ ہر آیت کے فرمایا برادران ابن بکیر مایہ دیا ہیں حمل کنند خطیب دیر کے بعد نکلا لے وقت ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ پہر بھر دن چڑھ گیا۔ فرمایا مجاوااللہ جلدی سے اٹھو چل فرمایا کہ یعنے عید کی نماز جلد پڑھو واسطے اپنے قربانیوں کے۔ کیونکہ وہ بیچاریاں قیام میں بندھی ہوئی ہیں جلد کرو کہ مراد کو پہونچیں اور اپنی چراگاہوں میں خرام کریں جن کو ان کے واسطے بنایا ہے اسی درمیان میں حسن خادم کو طلب کیا اور فرمایا کہ داروغہ مطبخ سے کہہ دو کہ جس وقت سلام پھیریں تو جلد جائے اور قربانی کر ڈالے۔ اور کھانا تیار کر لے تاکہ اس قربانی سے ہمراہ

باروں کے افطار کریں اسلیئے کہ یہ مستحب ہے۔ اسی اثنا میں خان جہاں
پہنچا۔ پابوسی حاصل کی پوچھا کہ قبا مشروع ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ
مشروع ہے پھر پوچھا کہ موئے تبار سوتی ہے یا ریشمی۔ اُس نے جواب
دیا کہ سوتی ہے۔ فرمایا کہ نماز کے وقت جب جوڑے کو کھول کر آگے ڈال
دنیا ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پاک
ہے کہ دَعْ شعرک یسجد معک یعنی آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بال کو
چھوڑ دے۔ کہ وہ تیرے ساتھ سجدہ کریں اور عقص مت کر یعنی بالوں
کو مت باندھ بعض نادان ابریشم پہن کر نماز پڑھتے ہیں ایسی نماز مکروہ ہے
قبول نہیں ہے۔ ایسی نماز کو اُس کے منہ پر مارتے ہیں۔ حالانکہ وہ نماز
پڑھ رہا ہے اور استغفار و توبہ یا دوسرا کام کر رہا ہے۔ جب تک کہ
وہ پہنے ہوئے ہے تب تک کراماً کاتبین فرشتے معصیت لکھتے ہیں
اُس نے واسطے تبرک کے لیا جو بھیجا تھا اُس کو ملبوس کیا۔ اور اُس کو
دے دیا اسی درمیان میں صدر جہاں پہنچا۔ شرف پابوس
حاصل کیا۔ اور عرض کیا کہ بعد ادائے نماز عید کے بندے کے گھر میں
قدم مبارک لائیں اس بات کو قبول فرمایا تھا اس کے نماز شروع کی
دوسری رکعت کی تکبیروں میں خطیب نے سہو کیا اٹھتے ہی فاتحہ پڑھنا
شروع کر دیا تھا فراغ کے سارے ائمہ و صدور نے مخدوم کی طرف
توجہ کی کہ اب کیا حکم ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اعادہ کریں۔ کیونکہ عید کی

له کذا فی الاصل

تکبیریں واجب ہیں۔ والفتویٰ علیہ یعنے فتویٰ اس پر ہے لیکن
چونکہ مجمع کثیر ہے اعادہ نہ کریں کیونکہ خلق فتنے میں پڑے گی۔ اگر
جماعت قلیل ہو تو اعادہ کریں۔ اور یہ وہ محل ہے کہ مجمع کثیر ہے یعنے
اسلیئے اعادہ نہ کریں لیکن نقصان ہے۔ مگر جوالہ ہے، پھر خطیب منبر
پر چڑھا اور خطبہ پڑھا اور اتر آیا۔ مخدوم اوادام اللہ برکاتہ نے اس فقیر
کو اور اصحاب اعلیٰ کو اور لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ چار رکعت نماز بعد نماز
عید کے ادا کریں۔ اسلیئے کہ سنت ہے جس طرح کہ اوراد میں ہے پہلی
رکعت میں سورہ سبح اسم اور دوسری رکعت میں والشمس، اور تیسری
میں والضحیٰ، اور چوتھی میں الم نشرح، اور ایک روایت میں اخلاص
و معوذتین ایک ایک بار پڑھے مخدوم نے یہ چار رکعتیں بار شوار کی
پڑھیں۔ اور اس فقیر نے بھی، چونکہ مخدوم کے پیچھے تھا عقب مخدوم
میں ادا کیں خلق نے قدمبوسی کے واسطے ایسا شور کیا کہ منزل
میں تغیر عام ہوگیا۔ اسی دم پالکی لائے، اسی جگہ نماز گاہ کے نزدیک
ہی سوار ہوئے۔ اور میرزا ویرڈال دیا، باوجود اس کے بھی خلق
ویسے ہی دوڑتی تھی بعض لوگ تو ڈولہ کو چومتے اور بعض ڈیرہ اٹھانے
والوں کو چومتے تھے مخدوم کے بعض خدام خلق کو ہنکاتے تھے
تاکہ ہلاک نہ ہوجائیں حضرت جہاں رکاب سعادت میں تھا اپنے
گھر میں اتارا۔ یہ فقیر و اصحاب اعلیٰ ہمرکاب سعادت تھے ہم کو اندر
لے گئے۔ وہاں تمام ائمہ و صدور و قضاۃ و علماء و خطباء و حکماء و مفتی

لوگ اور اکابر اور عزیزان دیگر حاضر تھے۔ یہ فقیر و برادران فقیر اور اصحاب اعلیٰ خدمت مخدومی میں بیٹھے۔ ہر آدمی مجلس میں سے کہتا تھا کہ عید کی نماز میں کیا سہو ہوا۔ فرمایا کہ النسیان مرکب مع الانسان والانسان مشتق من النسیان پھر صدر جہان وصدر ولد دیگر پر متوجہ ہوئے۔ فرمایا سنو۔ ان مکبروں کو منع کرو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اکبار لمن کہتے ہیں الف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ کفر کا ہے اور اگر جان بوجھ کر کہتے ہیں تو خود بھی کافر ہو گئے۔ ورنہ لفظ تو کفر کا ہے۔ نماز ان کی بے شبہ تباہ ہوتی ہے۔ بسبب تغیر معنی کے اور وہ نہیں جانتے ہیں۔ لان الاکبار اسم من اسماء الشیطان یعنے اسلئے کہ اکبار ایک نام ہے شیطان کے ناموں سے کوئی افعل تفضیل افعال کی وزن پر نہیں آتا ہے اور جبکہ یہ افعل تفضیل ہے تو اللہ اکبر نہیں، اکبار نہیں اور تم سنتے ہو مانع نہیں ہوتے ہو۔ کتنی بار چلا کر دعا گو منع کرتا ہے بعض مواضع میں تو سیکھ لیا ہے۔ اکبر اچھی طرح کہتے ہیں جیسے کہ تحکت نکار ولایت ناسیہ اُچہ و ملتان میں سے کیا مجال کہ کوئی اکبار کہہ سکے۔ دعا گو نے سب کو منع کر دیا ہے۔ اس جگہ نہ ہیں چنانچہ جاہل کو مکبر و موذن کرتے ہیں جن کو علم کی خبر نہیں ہے۔ اگر علم ہو تو ہرگز ایسا نہیں اگر متعلموں یعنے طالب علموں کو موذن کریں تو وہ ترتیب اذان و اقامت کی جانتے ہیں۔ فرمایا بعض فتاوی میں مذکور ہے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا یعنے مستحب یہ ہے کہ موذن مفتی ہو اور ایسا اعلم ہو کہ فتویٰ

ف۔ اکبار شیطان کا نام ہے

ف۔ موذن مفتی ہو

ویسے اسی درمیان میں فرمایا کہ مدینہ مبارک میں مسجد مبارک حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ
روحہ تھے۔ یہ بزرگوار دعاگو کے استاد تھے۔ میں نے چند کتابیں ان سے
پڑھی ہیں۔ سات صحاح احادیث اور عوارف۔ وہ مربی تھے حق میں
دعاگو کے تربیت بہت کیا کرتے تھے۔ جس وقت کہ مسجد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دعاگو نے اعتکاف اربعین کیا۔ اور ایک اور
شخص نے بمنت شیخ مدینہ یعنے اُن کے لحاظ وسفارش سے۔ کیونکہ
دوسرے کسی آدمی کو اعتکاف اربعین کا وہاں نہیں کرنے دیتے ہیں
مگر اعتکاف عشرۂ اخیر رمضان کا اسلیے کہ وہ سنت ہے۔ ساری مسجد
شریف دس دن میں بھر جاتی ہے۔ ہر ستون کے پیچھے ایک معتکف ہوتا
ہے۔ اعتکاف کا ایسا احیا کرتے ہیں یعنی ساری مسجد کو اعتکاف سے
پُر کر دیتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ شیخ مدینہ ہر رات دو قرص افطار کے
دعاگو کے واسطے لاتے۔ اُن بزرگوار سے دعاگو نے کہا عربی زبان
میں کیف آکل وانا ارید ان اجاهد نفسی وهذا مسجد رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم تعظیمه واجب قال یا ولد رسول الله ان
لك اباً ولك زوجة وانت ترید ان تروح الی وطنك فان لم تاكل
هذا فتصیر ضعیفا یعنے میں نے عرض کیا کہ میں دو قرص کیونکر کھاؤں
حالانکہ میں تو چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کا مجاہدہ کروں تھوڑا کھاؤں اور
یہ مسجد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کی تعظیم واجب ہے

انہوں نے جواب دیا کہ اے فرزند رسول اللہ تیرے باپ زندہ
ہیں اور تیری بی بی ہے۔ اور تو چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائے
راہ دور ہے۔ پس اگر تو یہ نہ کھائیگا تو کمزور ہو جائے گا۔ اور اگر
کھائے گا تو راہ چل سکے گا تہجد کے بعد سحر کے وقت ایک ہاتھ
میں چراغ دوسرے ہاتھ میں سحری کا کھانا لاتے، اور تسلی پڑھاتے
ایسی شفقتیں رکھتے تھے۔ بعد اس کے فرمایا کہ چند بدعتیں بھی اس
دیار میں پڑ گئی ہیں۔ دعا کو چاہتا ہے کہ دور ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ
دور ہو جائیں گی۔ جیسے ایک یہ ہے کہ قبر کے ـــــ نزدیک کھانا
فرمایا بعض فتاویٰ میں مسطور ہے اکل الطعام عند القبور حرام
وقیل مکروہ یعنی قبروں کے پاس پانی پینا حرام ہے بعض نے
کہا کہ مکروہ ہے۔ لیکن مکروہ تحریمی ہے۔ خصوصاً اس زمانے میں سیوم
کے روز میت کی زیارت کے واسطے شربت و برگ و میوہ لے
جاتے ہیں۔ اور کھاتے ہیں۔ اور کھانا بھی کھاتے ہیں۔ اور کوئی
باک نہیں رکھتے ہیں۔ یہ جگہ تو عبرت کی ہے۔ عبرت کے واسطے
اس کام کو ممنوع رکھا ہے اور فرمایا کہ صندوق لے جاتے ہیں۔
اور سیپارہ خوانی بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی مکروہ ہے۔ ظاہرا اور چیز بھی کرتے
ہیں۔ ایک عمل حدیث صحاح کا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من
قال لا الہ الا اللہ مائۃ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت غفر لہ وان
کان موجبا للعقوبۃ یعنی جو کوئی لا الہ الا اللہ کو سو ہزار یعنی ایک

ف: قبر کے پاس کھانا پینا حرام ہے

لاکھ بار کہے اور اُس کا ثواب میت کو بخشے تو وہ میت بخشا جاتا ہے
اگرچہ لائق عقوبت ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں سو تسبیح ہزار ہزار
دانے کی بنا کر صندوق میں رکھی ہیں۔ سو آدمیوں کو دیتے ہیں وہ لوگ
کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور میت کو ثواب بخش دیتے ہیں۔ ذرا دیر میں
تمام ہو جاتا ہے دعاگو نے بھی ہزار دانے کی تسبیح جمع کی ہے اس
جگہ جو میں بعض زبا زدوں میں گیا تو اسی پر عمل کیا مجرب ہے۔ انشاءاللہ
تعالیٰ اس جگہ بھی معمول ہو جائے گا۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا
جبکہ قدم مخدوم کی برکت اس دیار میں پہنچی ہے تو جو بات زبان
دُربار گہر نثار سے نکلی ہے وہ ہو جائے گی۔ پھر اس کے صدر جہاں
کے خالو سے پوچھا کہ جہت قبلہ کون طرف ہے۔ اُس نے بتا
دی۔ تو اُٹھے۔ اشراق کی نماز شروع فرمائی اس لئے کہ عید کے دن
نماز اشراق کے بعد عید کی ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ عینیت میں ہے
وهذه النوافل قبل اداء العيد مكروهة سواء كان في المصلى او في
البيت بعد فراغ کے صدر جہاں شربت کا پیالہ لایا۔ فرمایا کہ عید الضحیٰ
کے دن گوشت قربانی سے ادا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سنت ہے
پھر دوسری چیز کھاتے ہیں صدر جہاں نے ایک سیخ کباب کے
سوائی کسی قدر اس سے اُٹھایا اور افطار کیا۔ اور فرمایا سب یاروں
کو پہنچاؤ سب کو پہنچ گیا۔ پھر دستر خوان بچھایا گیا۔ جب بعد
فارغ ہونے کے اُٹھے تو معذرت ہوئی اس بار الدین موسیٰ علیہ السلام

خدمت میں بجالایا گیا۔ اس فقیر کا اور یار فقیر کا بھی مقصد حاصل ہوا اپنے وجود مبارک کے استعمالی کپڑے عطا فرمائے اور تبرک کثیر دیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ایضاً شب سہ شنبہ دوازدہم ماہ مذکور وقت تہجد

یہ فقیر اور اصحاب اعلیٰ الہٰی خدمت میں حاضر تھے۔ فرمایا بھائیو دعاگو نے واقعہ میں دیکھا اور سُنا کہ تو اپنے یاروں کے واسطے دعا کرتا ہے اجعلھم من المقربین لدیک ومن الواصلین الیک سب مقرب ہو گئے۔ اور سب کو مقام شفاعت کا ہؤا تیری دعا مستجاب ہوئی اور اسی رات میں اس فقیر نے بھی دیکھا تھا جب ہم نے یہ بشارت پائی تو ہم سب نے قدم بوسی کی۔ الحمد للہ۔

ایضاً بستم ماہ مذکور روز چہار شنبہ وقت چاشت

سلطان فیروز واسطے زیارت مخدوم کے آیا۔ اور ملاقات کی اور تعظیم وتکریم بہت کی۔ یہاں تک کہ جس جگہ مخدوم تھے وہاں سے تجاوز کرنے نہ دیا۔ اور نیچے میں بٹھایا۔ وھذا غایۃ التعظیم یعنی یہ نہایت درجے کی تعظیم ہے۔ مخدوم دامت برکاتہ نے یہ حدیث صحاح پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ابا رزین اذا خلوت فاکثر ذکر اللہ وزر فی اللہ فانہ من زار فی اللہ شیعہ سبعون الف ملک ویقولون وھبنا الیہ

فیلک فھماہ یعنے آپ نے ابورزین سے فرمایا یہ ایک صحابی تھے۔ اصحاب صفہ سے اسے ابورزین جبکہ تو خلوت میں ہو تو خدا تعالیٰ کی یاد بہت کر۔ اور زیارت کر کسی بھائی کی واسطے خدا کے۔ پس بیشک جو شخص کہ زیارت کرتا ہے واسطے خدا کے تو مشایعت کرتے ہیں اس کی ستر ہزار فرشتے۔ اور نیز ول رحمت طرف اُس کے دوڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس بندے کی طرف برحمت پہونچے تیرے واسطے پس تو اس کو وصال سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے زیارت کرنے کی یہ جزا ہے۔ تم دعا گو کی زیارت کے واسطے آئے۔ خدا تعالیٰ تمہاری جزا وصال دیوے۔ الکریم اذا وعد وفی ان وعد اللہ حق پس سلطان نے عرض کیا کہ یہ حدیث شریف مع ترجمہ کے مرحمت فرمائیں لکھی اور دیدی پھر مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے جو کہنا تھا سب کہہ دیا۔ اور جن عزیزوں کے لئے توقع روز کی تھی وہ بھی سب فرما دیا۔ جو کچھ فرمایا سب قبول کیا اور بیس آدمیوں کو کپڑے پہنائے نے جا استوار کھے پھر لوٹ گیا۔ اور مخدوم کو آستانہ تردبان سے نیچے نہ آنے دیا اور قدم بوسی کی۔

ایضاً بست و سوم ماہ مذکور وقت نماز ظہر

تشرف پائبوس حاصل ہوا۔ خادم تعریف دادنا یعنے فلاں شخص آیا ہے فرمایا کہ فرزند عزم سید علاء الدین ہے اس فقیر کا ہاتھ چوما اور قیام کیا۔ اور

بغل میں لیا۔ فرمایا آج سلطان دعاگو سے کہتا تھا کہ آپ کو وطن مبارک سے آئے دیر ہوئی ہے۔ میں آپ کو رخصت کرونگا۔ بسلامتی آپ بازگشت فرما گئے۔ میں نے کہا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام لا تسافروا والقمر فی المحاق یعنے آپ نے فرمایا کہ تم سفر مت کرو جبکہ چاند نقصان و کمی میں ہو۔ یعنی اول ماہ میں سفر کرے آخر ماہ میں سفر نہ کرے ممنوع ہے کیونکر وداع کروں پس سلطان نے عرض کیا کہ جب محرم کا چاند دیکھوں لیلۃ عشرہ محرم دعا خیر سے کے وداع کروں گا۔ ایضاً عوارف کا سبق فرما رہے تھے گفتگو مشیخت و ارادت میں تھی۔ شیخ زادہ نجم الدین کنوزی خدمت میں عوارف کا سبق پڑھتا تھا۔ فرمایا لا اعتبار لاخذ الخرقۃ وانما الاعتبار لاخذ الخرقۃ بل الاعتبار لاخذ الصحبۃ یعنی خرقہ لینے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اعتبار جو ہے سو وہ خرقہ لینے کا ہے بلکہ اعتبار پیر کی صحبت کا ہے مرید کو واجب ہے کہ پیر کی صحبت کا ملازم رہے۔ جو کچھ پیر سے سنے اور دیکھے قول فعل اس پر عمل کرے۔ تاکہ اس کی برکت سے کام وہاں تک پہونچے کہ اللہ تعالیٰ نے بخلق مدت تھے اس محل میں ایک یار نے عرض کیا کہ بعض نے صحبت نہیں کی اور اولیاء اللہ ہو گئے ہیں۔ جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہ بظاہر پیر کی صحبت نہ رکھتے تھے لیکن اولیاء خدا سے تھے جواب فرمایا کلما یراعی المریدین اورادیتہ صادکالذی یصحبہ یعنے جس

وقت مرید اپنے شیخ کے اوراد کو نگاہ رکھے گا تو وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ وہ شخص جو اس کا مصاحب دائمی نہیں رہتا ہے، نہ بعینہ وہ شخص جس نے پیر کی صحبت سے اخذ طریقت کیا ہے۔ اس کا پورا اثر ہے اور اندازہ صحبت پر اخذ طریق صحیح ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ بیعت کرنا ایک مسنون فعل ہے جیسا کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے باخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ بیعۃ المطاوعۃ قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ہیں قائم مقام انہیں کے ہے۔ پس جو شخص کہ مشائخ سے جو کہ انکے نائب ہیں بیعت کرے تو وہ ایسا ہی کہ اس نے اللہ عز و جل سے بیعت کی ہو وہو قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ عوارف کے قاری نے عرض کیا کہ اس بیعت سے مطاوعت مراد ہے۔ زیرا چہ صحابہ بجواب فرمودند ہمہ اسلام آوردہ بودند وہو قولہ تعالیٰ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بعد اس کے فرمایا کہ بعض مشائخ و شیوخ واسطے مریدوں کے بیعت پر کفایت کرتے ہیں۔ خرقہ نہیں پہناتے ہیں۔ اور صحبت کا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اعتبار صحبت کا ہے۔ لیکن خرقہ پہنانا پیر کا مرید کو اولی بالسنت ہے اور یہ صحیح ہے۔

ایضاً بست و چہارم ماہ مذکور ذیحجہ روز یکشنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر خدمت میں اُس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرما رہے
تھے۔ گفتگو باب مشیخت میں تھی۔ فرمایا کہ چاہیئے کہ ہر کام میں پیر پر حوالہ
کرے۔ تاکہ پیر اللہ عزوجل پر حوالہ کرے تو کام وہاں تک پہونچے
کہ یہ مرید حوالہ بخدا ہو جائے۔ پس یہ بات واجب آئی کہ پیر اُس شخص کو
روانہ کرے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الشیوخ
نے شیخ کبیر کو چھ برس میں روانہ کیا۔ مع حصول مقصود کے قسم کھائی
کہ واللہ میں نے یہ قضیہ اُس طرف مشائخ کبار سے سُنا ہے۔ اور اس
جگہ بھی شیخ الشیوخ کے خلیفہ ہیں۔ لیکن نام یاد نہیں آتا ہے گھڑی
بھر تامل کیا۔ تو اس فقیر نے عرض کیا کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس
اللہ روحہ۔ فرمایا ہاں فرزند من ان کو شیخ الشیوخ نے بعد طول مدت
کے روانہ کیا۔ اس طرف ہند میں اُن کے فرزند نہیں جانتے تھے
کہ وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ ہیں۔ دعاگو نے کہا کہ اس طرف میں نے
مشائخ کبار سے سنا ہے۔ اور شیخ عارف صدر الحق والدین نے
شیخ جمال کو چند زمانہ رکھا پھر روانہ کیا۔ اور شیخ کبیر بہاء الحق والدین
نے دعاگو کے دادا کو بعد تیس برس کے اُچہ کے طرف بھیجا۔ بعد
وفات شیخ کبیر کے شیخ صدر الدین نے بھی چند زمانہ رکھا بعد اُسکے
اجازت دی کہ اُچہ میں ساکن ہوا۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ دعاگو کو

بعض مشائخ نے توجل ترروانہ کیا اور بعض نے رکھا۔ چنانچہ شیخ ماینبر عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ نے دعاگو کو دو سال رکھا۔ سبق عوارف کا اور رسالات صحاح احادیث نبوی اور خاتما انہا میں دعاگو کو پڑھاتے تھے۔ اُن دنوں میں ایک دانشمند آیا اور چاہتا تھا کہ دعا گو کے ساتھ سبق میں شریک ہو جاوے۔ شیخ نے اجازت نہ دی میں چاہتا تھا کہ پوچھوں لیما اجزت کہ آپ نے کیوں اجازت نہ دی۔ میں نے بے ادبی نہ کی۔ خود انہوں نے شروع کیا للشفقۃ فانہ لا یستطیع ان یعمل بہ یعنے میں نے واسطے شفقت کے اجازت نہ دی۔ کیونکہ وہ طاقت نہیں رکھتا ہے کہ عوارف پر عمل کرے۔ فرمایا وہ آدمی پڑھے کہ جو اُس پر عمل کر سکے۔ ورنہ لت یعنی لات کھائے اور شیخ معمر شرف الدین محمود تستری قدس اللہ روحہ مریدو خلیفہ شیخ الشیوخ کے اور شیخ بہاءالدین کے یار تھے۔ ولایت عراق قصبہ شکارہ میں رہتے تھے۔ اُن کی ایک سو تیس برس کی عمر تھی۔ جس دن کہ دعاگو نے ان کو پایا تھا ایسے تن درست تھے کہ جمعے کے دن عصا ہاتھ میں لے کر نماز کو جاتے تھے۔ دعاگو چاہتا تھا کہ اُن بزرگوار کی خدمت میں دیر تک رہے۔ کیونکہ وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ ہیں۔ شیخ نے کہا کہ یہی عوارف پڑھ۔ پھر روانہ کروں گا۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ عوارف تمام پڑھے۔ پھر رخصت کیا۔ اور اجازت نامہ دیا۔ اُس طریق پر درمیان دعاگو اور شیخ الشیوخ کی کتاب عوارف

اور خرقہ پہننے میں ایک واسطہ ہوتا ہے اور شیخ قیام الدین شیخ رکن الدین کے مرید تھے۔ میں نے اُن کو بھی گازرون میں پایا۔ بعد ایک مدت کے انہوں نے روانہ کیا۔ اور اجازت نامہ دیا۔ اپنے خط مبارک سے لکھا۔ شیخ عبداللہ مطری شیخ مدینہ کے باپ تکملہ مریدان شیخ الشیوخ تھے۔ نام اُن کا شیخ جمال الدین مطری شیخ الشیوخ کے مرید تھے۔ اور شیخ امین الدین گازرونی اور انکے بھائی شیخ امام الدین شیخ الشیوخ کے مریدوں سے تھے۔ انہوں نے بھی دعاگو کو چند زمانہ رکھا۔ اور جو کچھ کہ شیخ امین الدین نے اپنے بھائی شیخ امام الدین کو امانت دیا تھا سجادہ و مقراض و عصا اور علیہ و نام دعاگو کا لکھا تھا سو اُن کے بھائی نے وہ امانت دعاگو کو دی۔ اور روانہ کیا خاتما شیخ دیگر جیسے سیدی احمد کبیر و مشائخ چشت یکزمانی یا یک روز رو خرقہ پوشانیدند و اجازت نامہ نوشتند و روانہ کردند۔ یعنے شیخ دیگر جیسے سیدی احمد کبیر اور مشائخ چشت کا طریقہ یہ تھا کہ مرید کو ایک روز رکھا۔ خرقہ پہنایا۔ اور اجازت نامہ لکھا۔ اور روانہ کر دیا۔ دعاگو کا سارا مقصود یہی طریقہ اپنے پیروں کا تھا۔ اُن سب نے بہت تربیت کی۔ اور بہت رکھا نہ جیسا و کبروی کا طریقہ ہے۔ گازرون خانقاہ شیخ امین الدین میں پانچوں وقت بعد ادائے نماز تمام حلقے میں ذکر کرتے ہیں دعاگو نے بھی یاروں کو حکم دیا ہے کہ پانچوں وقت بعد ادائے نماز حلقے میں ذکر

کریں۔ اسلئے کہ ہمارے پیروں کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا یعنے جس وقت تم لما زادا کر چکو تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے اور بیٹھے یعنے اول کھڑے ہو کر ذکر کریں پھر بیٹھ کر لیکن شیخ کبیر قدس اللہ روحہ نے حلقے بیں ذکر کرنے کے واسطے شب جمعہ کو اختیار کیا ہے۔ نیز اسکے فرمایا کہ مرید مثل بچہ شیر خوارہ کے ہے۔ اور شیخ مثل دودھ پلانیوالی کے، پس اگر مرید چاہے اس سے کہ پیر روانہ کرے پیر کے پاس سے چلا جائے تو ہلاک ہوجائے۔ جس طرح کہ دودھ پیتا بچہ اگر دودھ چھوڑ دے اور اُس کا قوت سوائے دودھ کے نہ ہو تو وہ ہلاک ہوجاتے مرجائے۔ پس مرید طالب صادق کو واجب ہے کہ پیر کی خدمت میں رہے اور جدا نہ ہووے جب تک کہ پیر اُس کو روانہ نہ کرے اسلئے کہ وہ مرید کی صلاحیت کا رکھا جاتا ہے۔ کہ مبلغ رجال کو پہنچے اور وہ مبلغ نہایت وصال ہے۔ اور سنتا ہے طرف سے اللہ کے ہذا الفعل وہذا لا تفعل یعنے خدا کی طرف سے بخلق میں سنتا ہے۔ کہ یہ کر اور وہ مت کر اور یہ تین قسم ہے۔ یا تو بالہام ہوتا ہے یا ہاتف سے یا خواب میں شیخ زادہ مولانا علی نے عرض کیا کہ الہام حجت ہے۔ جواب فرمایا کہ حق میں ملہم یہ کے۔ یعنے جس شخص کے حق میں الہام ہوا ہے اُس کو جائز ہے لیکن دوسرے کے حق میں حجیت نہیں ہوسکتا ہے، ایضًا فرمایا کہ اگر مرید واسطے ہوا کے

کوئی چیز چاہتا ہے۔ تو پیر اس کے برعکس دے۔ مثلاً اگر مرید کی ہوا اس پر ہے کہ روزہ دار ہو تو اس کو کھانا کھلاوے۔ کیونکہ اس بات پر اس کو تکبر برانگیختہ کرتا ہے۔ اور اگر وہ جامہ کہنہ دریدہ ڈھونڈتا ہے تو اس کو جامہ زیبا پہناویں۔ اسلیئے کہ یہ سب بمنزلہ ہوا کے کمال یہ ہے کہ صوم و افطار دلق و زیبا نظر میں برابر ہو۔ اس کا اختیار نہ ہو جو کچھ پہنچے خوش ہو۔ یہ مقام تسلیم کا ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عزیز مریدان با رسے شیخ عبداللہ یافعی کے پاس رہتا تھا۔ اس نے جامہ بدلہ طلب کیا۔ تو شیخ نے برعکس اس کے خواہش کہ جامہ کتان اس کو پہنایا۔ اور کہا تو جا۔ نیابت عرض صف کی قبول کر۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ شیخ کا فرمودہ مانا۔ نائب عرض ہو گیا۔ جس وقت شیخ مکہ عبداللہ یافعی نے وفات پائی تو وصیت فرمائی کہ سجادہ اس نائب عرض کو دیں۔ بھائی اور بیٹوں کو نہ دیا۔ جب سجادہ اس کو پہنچا تو اس نیابت کی شغل سے رہ گیا اسی اثنا میں چند ابرپہنچے خاندان سہروردیہ میں التماس بیعت کا کیا۔ تو آپ نے ان کا قصر کر دیا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو شیخ الشیوخ اسلیئے کہتے ہیں۔ کہ ایک دن ان کے چچا شیخ ضیاء الدین النجیب ان کو شیخ مرشد کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا علم کلام و مناظرے کے سیکھنے میں مشغول رہتا ہے حجرے میں مشغول نہیں ہوتا ہے خاطر سے برائے شیخ شرف۔

نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اور نیچے لائے۔ کہا میں نے انکے سینے سے علم مناظرہ کو دور کیا۔ مگر بقدر حاجت۔ کیونکہ علم کلام کے چند مسائل واجب ہیں۔ دوسرے بار ہاتھ رکھا۔ اور کہا کہ بجائے اُس کے علم سلوک طریقت وحقیقت کو رکھ دیا۔ اور میں نے اس کا نام شیخ الشیوخ رکھا۔ دوسرے دن شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب نے ایک مسئلہ علم مناظرہ کا پوچھا۔ فی الحال علی الفور جواب نہ دیا۔ شیخ ضیاء الدین نے کہا الحمد للہ پھر اُن کو حجرے میں مشغول خلوت کیا۔ یہاں تک کہ کام اس حد کو پہونچا کہ عوارف ایسی کتاب تصنیف کی خوب معتبر کتاب ہے۔ اُس اطراف میں شیخ بہاء الدین کو شیخ کبیر کہتے ہیں۔ اور شیخ صدر الدین کو شیخ عارف اور شیخ قطب الدین[1] کو قطب عالم اور شیخ نصیر الدین کو قطب کہتے ہیں۔ لیکن اسی ولایت ہند کے نہ تمام عالم کے، اسی درمیان میں ایک عزیز درویش واسطے زیارت کے پہونچا اور کچھ سلوک کی بات کہتا تھا اس میں یہ حدیث شریف قدسی تھی۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکایۃً عن اللہ تعالیٰ من لم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی ولم یرض بقضائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی یعنے جو شخص کہ صبر نہ کرے میری بلا پر، اور شکر نہ کرے میری نعمت پر، اور راضی نہ ہو میری قضا سے، تو چاہیئے کہ وہ نکل جائے میرے آسمان کے نیچے سے اور چاہیئے کہ میرے سوا کوئی رب تلاش کرے فرمایا کہ سوائی اگر ہمزہ

---

[1] غالباً رکن الدین مراد ہے۔

ہے تو بفتح میان پڑھیں۔ اور اگر بکسر میں ہے سوائی بالف مقصورہ سے ہے۔ پس سوائی بیا بغیر ہمزہ پڑھیں گے اسی درمیان قصہ نکلا کہ رات کو کچھ کھانا رکھا تھا۔ بلی آئی اس نے منہ ڈال دیا۔ کچھ کھا لیا۔ باقی پس خوردہ دیا۔ تو فرمایا کہ سوز الھرۃ مکروہ علی الصحیح لکن فی فتاوی البعض مسطور ان المکروھات تکرہ للاغنیاء لا للفقراء ای المحتاجین یعنی قول صحیح پر بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔ لیکن بعض فتاوی میں لکھا ہے کہ مکروہات تو انگروں کے واسطے مکروہ ہیں محتاجوں کے لئے مکروہ نہیں ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے کئے فرمایا فرزند من یہ تقریر جو میں نے کی اس کو تو غریب ہے۔ اور سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی سمعت الشیخ اباحاتم احمد بن الحسین بن محمد بن البزاز یقول سمعت الشیخ اباعلی الحسن الکرخی یقول سمعت ابابکر محمد بن احمد الطرطوسی بمکۃ یقول سمعت ابا اسحق ابراھیم بن احمد الخواص رضی اللہ عنھم یقول اذا قبل العبد علی العمل امتحنہ اللہ بنقصان فی مالہ وضیق فی عیشہ وسقوط منزلتہ عند الخلق وتغیر فی حالہ لکثرۃ الاستقامۃ ورجوع الاھل والخلق علیہ بالاذی فان کان صادقا فی توبتہ علم انہ لا ینال ما عند اللہ من الثواب والمغفرۃ الا بالاحتمال للمکارہ فاحتمل وصبر وجاھد وکان ذلک عندہ حقیرا یسیرا فی جنب ثواب اللہ وجنب

حقا به ولذلك يقال انه من عرف قدر ما يطلب سهل عليه ما يبذل وجعل الله الجزاء بعد الصبر فقال الله تعالى واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما یعنے حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جس وقت عمل پر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کئی چیزوں سے اس کا امتحان لیتا ہے۔ اُس کو آزماتا ہے۔ اس کے مال کا نقصان ہوتا ہے۔ روزی اُس کی تنگ ہوتی ہے خلق کے نزدیک مرتبہ اُس کا گھٹ جاتا ہے۔ بلے قدر بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ بسبب کثرت بیماریوں اور مجاہدے کے اُس کے حال میں تغیر ہو جاتا ہے گھر والے اور خلق بایذا اُس پر رجوع کرتے ہیں۔ اُس کو رنج دیتے ہیں کہ تو کس چیز میں مشغول ہوا ہے۔ تو خرید و فروخت یا کسب و تجارت کا کوئی کام کر کہ روزگار چلے۔ گزران ہو۔ پس اگر وہ اپنی نیت میں راست بازرہا ہے۔ تو ان باتوں میں سے کسی بات کو اپنے طرف راہ نہیں دیتا ہے۔ اور بالکل مشغول رہتا ہے۔ اور اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ کے پاس جو کچھ ثواب و مغفرت ہے بندہ اس کو نہیں پاتا ہے۔ مگر مکارہ و دشواریوں کے برداشت کر لینے سے پس تحمل و برداشت کرتا ہے اور صبر اختیار کرتا ہے۔ اور مجاہدہ کرتا ہے اور یہ مکارہ و تکالیف اُٹھانا ثواب الٰہی کے مقابلے میں نزدیک اُس کے سہل و حقیر ہوتا ہے اور اُس کے عذاب کے مقابلے

میں کبھی سہل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس عالم کی تکلیف اُس عالم کے عذاب کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ پس اس جگہ تکالیف اُٹھا لینا اس کے بہتر ہے کہ وہاں عذاب کرے اور اسی واسطے کہا ہے کہ جو شخص پہچان لیتا ہے قدر اُس شے کی جس کو طلب کرتا ہے تو آسان ہو جاتی ہے۔ اس پر وہ شے جس کو خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جزا کو لیے صبر کے ٹھہرایا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس وقت آزمایا ابراہیمؑ کو اُس کے رب نے ساتھ کئی کلموں کے، پس اس نے اُن کو پورا کیا۔ اور صبر اختیار کیا۔ تو اب اُس کی جزا چاہیئے۔ اسلیئے بارگاہ الٰہی سے فرمان آیا کہ بیشک میں نے تجھ کو لوگوں کا امام کیا۔ یعنے اے ابراہیمؑ میں نے تجھ کو لوگوں کے واسطے امام پیشرو نبی مرسل کیا اور یہی طریق سالک کا ہے اس فقیر سے فرمایا فرزندمن حضرت امیر مد یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز یکشنبہ بست و چہارم ماہ مذکور قریب بعد ادائے نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ سید معز الدین رسول دار لڑکوں کو خدمت میں لائے شرف پابوس حاصل کیا۔ سید رسولدار

نے عرض کیا کہ بندہ زادے برکت کے واسطے کتاب تو دو نہ نام کر
گزران لیں۔ فرمایا مبارک ہو۔ اُن کے لڑکوں نے شروع کیا فصل
فی ترجمۃ اسماء اللہ الحسنیٰ وصفاتہ العلیٰ قولہ تعالیٰ وللہ الاسماء
الحسنیٰ فادعوہ بہا و قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ تعالیٰ تسعۃ
وتسعین اسمامائۃ غیر واحد من احصاھا دخل الجنۃ فرمایا کہ ترجمہ
بروزن تفعلہ بفتح الجیم وعین الکلمۃ کتفحۃ و بالضم خطا یعنی بضم جیم پڑھنا
خطا ہے ایں بگیر یہ غیر واحد بغیر تاہے۔ حدیث مصابیح میں من قرأھا
نہیں ہے۔ زائد ہے۔ شاید روایت ضعیف میں ہو۔ صحاح میں نہیں
ہے من احصاھا کے معنی شمار رکھنا مراد نہیں ہے مراد یہ ہے ای
عمل بمقتضی معانیہا لقولہ علیہ السلام تخلقوا باخلاق اللہ
یہ حدیث صحاح ہے۔ یعنی من احصاہا کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے
بمقتضائے اسمائے الٰہی عمل کیا تو وہ جنت میں داخل ہوا کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم خوگر ہو جاؤ
ساتھ عادتوں اللہ کے، یعنی اخلاق واوصاف باری تعالیٰ کے
ساتھ خوگر ہو جائے، اُن پر عمل کرے۔ رحیم کو پڑھے تو آپ بھی رحیم
ہو جائے۔ بھید یہ ہے اور فرمایا کہ صاحب اس کتاب کا محدث ہوگا۔
اسلئے کہ ترجمہ میں یہی معنے ظاہر کئے ہیں۔ کہ اس کے موجب پر کام
کرے اور بہشت میں چلا جائے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرمایا فرزند من بگیر یہ تعویذ انس کے بید رسول اللہ کے بیٹوں کے

معلم سے کہا وہ حاضر تھا۔ کہ تو دو بنہ نام کو دعا گو یہ عرض کرلے۔ میں نے اُس اطراف میں اُن کو صحیح کیا ہے اسی درمیان میں سید رسولدار نے عرض کیا کہ بعد نماز جمعہ کے جو چار رکعتیں ہیں۔ ان میں کس طرح نیت کرے اور چار رکعتوں دوسری میں فریضہ ظہر الیوم کی نیت کرے بعد اس کے دوسری دو رکعت میں سنت الوقت کی نیت کرے کتاب میں اسی طرح ہے۔ اور دعا گو کا معمول یہی طریق ہے لشبہۃ المصر اوالخطیب پھر اس فقیر سے اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بگیرید۔

ایضاً بست و ششم ماہ مذکور ذیحجہ روز سہ شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا سبق مصابیح کا فرما رہے تھے حدیث شریف اس باب میں تھی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من رأنی فقد رائی الحق فرمایا کہ اس جگہ حق سے مراد باطل کی ضد ہے۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق اُس نے مجھ کو سچ دیکھا تو واسطے تحقیق کے ہے۔ بعد اس کے فرمایا معنی الرؤیۃ عام مطلقا فی الیقظۃ او فی المنام فاما الرؤیا خاصۃ فی المنام یعنی رویت کے معنے عام مطلق ہیں۔ برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں لیکن رؤیا خاص خواب میں ہے اور رویت عام و خاص کو شامل ہے اور دوسری حدیث میں مقید بمنام ہے۔ اور یہ

حدیث صحاح دوسری ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی وفی روایۃ فان الشیطان لا یتمثل بصورتی۔ ے جو شخص مجھ کو دیکھے خواب میں پس تحقیق اُس نے مجھے دیکھا۔ اسلئے کہ شیطان میری مثل نہیں ہوسکتا ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا اس در بیداری بیند اولیاء نے خدا بینند یعنی اولیاء اللہ بیداری میں دیکھتے ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ نجم الدین صفاہانی قدس اللہ روحہ واسطے زیارت حضرت ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ کے گئے۔ حظیرہ مقدسہ کے اندر نہ گئے۔ بعد ذرا دیر کے ایک عزیز اٹھتا تھا کہ زیارت کے واسطے اندر جائے شیخ نجم الدین نے اُس کو منع کیا۔ اور کہا مت جا حضرت رسولؐ اندر ہیں جب رسول علیہ السلام باہر تشریف لائے تو شیخ نجم الدین قدم مبارک پر گر پڑے۔ آپ نے فرمایا نجم الدین اعلمک دعاء تدعو بہ معنی تصیر بہ برکتہ محبوب اللہ تعالیٰ یعنی اے نجم الدین میں تجھ کو ایک دعا سکھاؤں کہ تو اُس کو پڑھے۔ یہاں تک کہ اُسکی برکت سے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوجائے۔ شیخ نے اُس دعا کو سیکھ لیا پھر اُس کو ظاہر کیا۔ اور مریدوں کو سکھایا اور لکھوایا جس وقت اس جگہ دعا گو پہنچا تو چند روز ہوئے تھے کہ شیخ وفات پاچکے تھے۔ اُن کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے دعا گو کو خرقہ پہنایا اور اجازت دی۔ اور یہ دعا لکھا

کر دعا کو دی۔ میں نے یا د دل کو لکھوا دی ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس دعا کو لکھ لو پس اس فقیر نے بھی لکھ لی وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ یَا حَفِیًّا لِاِبْرَاھِیْمَ وَیَا مُکَلِّمًا لِمُوْسَیٰ بِنْ عِمْرَانَ یَا رَافِعًا لِعِیْسَیٰ بِنْ مَرْیَمَ یَا مُسْرِیًا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اَحْیِنِیْ وَاھْدِنِیْ اِلَی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتِنِیْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّاجْعَلْنِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَکُفَّ لِیْ کَمَا اَنْتَ لِنَبِیِّکَ وَتَوَلَّنِیْ کَمَا تَوَلَّیْتَ مُحَمَّدًا رَسُوْلَکَ وَاِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَکَ وَمُوْسَیٰ کَلِیْمَکَ وَعِیْسَیٰ رُوْحَکَ وَاقْطَعِ الْبَیْنَ مِنِّیْ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر وصلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین بعد اس کے فرمایا کہ ایک طریق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کا بیداری میں۔ ایک بار نے اصحابُ اعلیٰ میں سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین ذات کو دیکھتے ہیں۔ تو قسم کھائی واللہ عین ذات کو دیکھتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وہ شخص دیکھتا ہے کہ جو آپ کا حلیہ جانتا ہے اگر حلیہ نہ جانیگا تو شیطان دوسرے طریق سے آتے۔ دعویٰ کرے کہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ چونکہ حلیہ نہیں جانتا ہے، تو بیچارے کو راہ سے لے جائیگا۔ دعا گو بدینہ مبارکہ سے صحیح حلیہ لکھ کر لایا ہے۔ جو شخص اس کو جان لے گا تو غلطی نہ کرے گا۔ شیطان ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حلیہ مبارک میں نہیں ہو سکتا ہے۔ پس سالکوں کے واسطے بلکہ سارے
مسلمانوں کے واسطے اہم بات یہ ہے کہ آپ کا حلیہ مبارک جانیں بعد
اس کے شیخ نجم الدین کے مناقب میں فرمایا کہ جس وقت وہ سلام
کہتے تو سلام کا جواب سنتے۔ میں نے مشائخ کبار سے اس بات کو
سنا ہے۔ چنانچہ ایک روز دعاگو شیخ مدینہ عبداللہ مطری کے مجلس
میں حاضر تھا اسی اثنا میں وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ذرا دیر کھڑے رہے
پھر بیٹھ گئے۔ ان سے پوچھا یا شیخ لم قمت قال لتعظیم الشیخ نجم الدین
وھو یسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسمع رد السلام
یعنی اے شیخ تم کیوں اٹھے۔ جواب دیا کہ واسطے تعظیم شیخ نجم الدین
کے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے ہیں۔ اور آپ سے[لہ]
سلام کا جواب سنتے ہیں۔ مناسب اس کے فرمایا کہ جس وقت دعاگو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے۔ تو ایک یار ہے کہ وہ
سلام کا جواب سنتا ہے۔ مولانا فرید الدین نے عرض کیا کہ وہ کون یار
ہے جواب فرمایا کہ سید شرف الدین پھر مولانا نے کہا کہ مخدوم تو
بطریق اولیٰ سنتے ہوں گے فرمایا بکلی اظہار نہ کرنا چاہیے۔ یہ لیے
واسطے کسی مصلحت کے کہا ہے بسبب نظر کے اور روا ہے اگر
مرید دل سے کہہ دے۔ یہ بات کتاب میں ہے۔ ایضاً ایک عزیز
نے پوچھا سوال کیونکر ہے۔ جواب فرمایا لا ینبغی السوال لکثرۃ المال

لہ اصل میں ایسا ہی ہے۔

الا لسد الجوع لمن لا یقدر علی الکسب اولا یعمل عملا یجوز لنفسہ ولعیالہ یعنے لائق نہیں ہے سوال کرنا واسطے مال کے مگر گرسنگی دور کرنے کو۔ واسطے اُس شخص کے جو کسب پر قدرت نہیں رکھتا ہے یا کسب نہیں جانتا ہے۔ تو سوال جائز ہے واسطے اپنے جان کے اور اگر عیال ہوں تو اُن کی قوت کے واسطے بھی سوال جائز ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند دین لکھ لو غریب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جس زمانے میں دعا گو مکہ مبارک میں مجاور تھا۔ تو وجہ کتابت سے کھاتا تھا۔ دن کو تو تعلیم میں مشغول رہتا۔ رات کو چاندنی راتوں میں دو جزو لکھ لیتا تھا۔ وہاں روشنی چاند کی مثل روز روشن کے ہوتی ہے۔ یہاں ویسی نہیں ہے۔ اگر کسے راکتاب بشنیت[1] کنم ہم تو انا اور ہر ایک اُس دو جزو کا ایک فلوس چاندی کا دیتے تھے۔ وہ فلوس اس دیار میں لمقدار تیم تنکہ کے ہوتا ہے جو کے دو قرص پاتا تھا۔ اور اگر کوئی شخص گیہوں کا قرص لے تو ایک قرص پائے۔ غلہ ایسا گراں تھا۔ اس وقت میں سنا ہے کہ ارزاں ہو گیا ہے۔ ایضاً شیخ زادہ نجم الدین سبق عوارف کا خدمت میں پڑھتا تھا۔ اسی اثنا میں قاضی نصیر الدین واسطے زیارت کے پہنچا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ سبق اس بات میں تھا کہ رباط کس کو کہتے ہیں۔ اور آیت یہ کہتی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اصبروا

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے

وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ فرمایا کہ سرحد پر گھوڑے باندھنے کو رباط کہتے ہیں اور اس جگہ رباط بمعنی صَومعہ اولیا کے ہے۔ کیونکہ وہ نفس کا جہاد کرتے ہیں۔ اور اُس یاد سے یاد کرتے ہیں۔ نہ وہ شخص کہ واسطے پیٹ بھرنے کے بیٹھتا ہے۔ یہ نیت کرنا ہے کتاب سلوک میں ہے کہ یہ بات حرام ہے لیکن فقہا میں نہیں ہے۔ اُس اطراف میں ایک جماعت درمیان مغرب و عشا کے سورہ یٰس پڑھتی ہے۔ دفع بلاؤں کی نیت کرتی ہے اور دعائیں کرتی ہے جس طرح کہ دعا گو کرتا ہے۔ بعد اس کے سوبار یا کم بھی اس نیت سے کہتے ہیں۔ کہ یہ آفتیں اُس بلا دسے دفع ہو جائیں۔ پس دعا گو تین آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ سورہ یٰس پڑھیں کیونکہ تین آدمیوں سے کم جماعت نہیں ہوتی ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ تین آدمی جماعت ہے تین سے کم نہ ہوا سلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الاثنان فما فوقھما جماعۃ یعنے دو اور دو سے اوپر جماعت ہے۔ اس فقیر سے فرمایا فرزند میں بگیر یہ دو رد رسانید یہ پھر روئے مبارک طرف قاضی نصیر الدین کے لائے فرمایا دعا گو چاہتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کہ چند چیزیں اس شہر میں مشہور ہو جائیں ایک یہی کہ سورہ یٰس ایک جماعت درمیان مغرب و عشا کے پڑھے۔ دوسری یہ ہے کہ خانقاہوں میں درس ہو جاتے تا کہ بعض درویش جو ناخواندہ مشغول رہتے ہیں پڑھیں مناسب اس کے حکایت

لہ جمع صومعہ یعنی حجرہ

بیان فرمائی کہ گازرون خانقاہ شیخ امین الدین میں اور دوسری جگہ اُس اطراف میں بھی چار صفّیں کی ہیں۔ ہر خانقاہ میں چار امام بہ مفتی ہر چہار مذہب کا درس کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی درویش ہر مذہب کا آئے تو پڑھے اور اگر پڑھا ہوتا ہے۔ تو اس کو حجرہ دیتے ہیں مشغول کرتے ہیں جہل بلا ہے قال المشائخ الصوفیۃ لاتکن من جھّال الصوفیۃ فانھم لصوص الدین وقُطّاع الطریق علی المسلمین یعنے مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو جاہل صوفیوں سے مت ہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں اول علم بعد اُس کے عمل، اگر علم نہ ہو تو عمل نہ کر سکے گا۔ نیز سابق عوارف میں اس جگہ پہنچا تھا کہ ایک برادر نے دوسرے برادر کی طرف خط لکھا تاکہ وہ غزا کرے۔ اور اُس نے خلوت اختیار کیا تھا جس وقت خط اس برادر کے پاس پہنچا تو اس نے جواب لکھا کہ میرے واسطے سر ساری غزاؤں کا گھر میں ایک جگہ ہوا ہے۔ یعنے جہاد وجہاد نفس کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اعدی عدو لک نفسک التی بین جنبیک یعنے تیرے دشمنوں سے زیادہ تر دشمن تیرا نفس ہے جو کہ درمیان دونوں پہلو تیرے کے ہے، پھر اُس برادر نے اس کو جواب لکھا کہ اگر سب تیری مثل ہو جائیں اور خلوت اختیار کرلیں تو اسلام کے کام میں ضعف ہو جائے اور دشمن غالب آجائیں پس اُس برادر نے دوسرا جواب لکھا کہ اولیائے خدا و ناظرین بقوت خلوت

اختیار رکھتے ہیں اور اپنے مصلوں میں اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور آفات کو بلاد سے پھیرتے ہیں۔ اگرچہ اعدا دشت پہاڑوں میں ہوں۔ اگر چاہیں تو اسی جگہ ہلاک کر ڈالیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حوالی گانزرون میں مغل پہنچے ایک عزیز حجرۂ خلوت میں مشغول تھا۔ اس دن دعا گو اسی جگہ تھا۔ وہ عزیز حجرے سے باہر آیا۔ شیخ امام الدین سے اجازت طلب کی کہ میں ان دشمنوں کو دفع کروں۔ شیخ نے اجازت دے دی۔ تو وہ حجرے میں آیا مشغول ہو گیا۔ ذرا دیر بعد دشمن مقہور و منہزم ہو گئے۔ دعا گو اس عزیز کے نزدیک گیا۔ اور پوچھا کہ واقعہ کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر آدمیوں کی صورت میں بھیجا۔ تو ان کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے لوگوں کے واسطے ہلاک کرنا لائق ہے اور خانقاہ میں بیٹھنا حکایت اسی طرح ایک دن حوالی ملتان میں دشمنوں نے شور مچایا شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ روحہ کے عہد میں شیخ کو خبر کی۔ ذرا دیر مراقب ہو کے پھر سر اٹھایا فرمایا کہ سب منہزم ہو گئے۔ واقع خبر تھا فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر کو مسلط کیا تو سب کو مقہور و منہزم کر دیا۔ یہ بات حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیصلح بصلاح الرجل ولدہ وولد ولدہ واھل دویرتہ ودویرات حولہ ولا یزالون فی حفظ اللہ ما دام فی اھلہ واھل دویرتہ

ودفع عنهم برکتہ البلاء و عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لولا
عُبَّادٌ رُکَّعٌ وصِبْیَۃٌ رُضَّعٌ و بہائم رُتَّعٌ لَصُبَّ علیکم العذاب
صبا ثم یرض رضا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ بیشک اللہ نیک کرتا ہے بسبب صلاحیت نیک مرد کے
اُس کے فرزند کو، اور فرزند کے فرزند کو اور اُس کے گھر والوں کو
اور اُس کے ہمسایوں کو اور ہمیشہ رہتے ہیں وہ اللہ کے حفظ میں
جب تک کہ وہ اپنے گھر والوں میں اور اپنے ہمسایوں میں رہتا ہے
اور دفع کرتا ہے اللہ اُن سے بسبب اُس کی برکت کے بلا کو، اور یہ
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر نہ ہوتے عابد
رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پیتے اور چوپائے چرنے والے
تو البتہ بیٹا جاتا تم پر عذاب بیٹنے کہ پس تحقیق کردہ شود یعنے حصے کیا
جاتا عوارف کے قادری نے پوچھا کہ بیٹرغوانچوں کا کیا سبب ہے
جواب فرمایا اسلیے کہ وہ بیگناہ ہیں اور چارپائے بھی، قادری نے
عرض کیا کہ بیٹنا عذاب کا اور تحقیق کرنا کیا ہے۔ جواب فرمایا کہ عذاب
سب کو پہونچے نہ آنکہ شکھا نست کہ خواہد رسید ایضا فرمایا کہ ایک
عزیز نے ایک صحابی سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے یا
ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اُس صحابی نے جواب
دیا کہ لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ ——— علیہ والہ وسلم
رباط الخیل فی الثغور بل المراد من ھذہ الایۃ انتظار الصلوٰۃ

بحال الصلوٰۃ وھو معنی قولہ علیہ السلام المنتظر للصلوٰۃ کانہ فی الصلوٰۃ
یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد دولت میں یہ بات نہ
تھی کہ گھوڑوں کو سرحدوں میں باندھیں بلکہ مراد اس آیت سے انتظار
نماز کا ہے لعینی نماز کے ، اور یہی بات حدیث صحاح میں مذکور ہے
کہ انتظار کرنے والا نماز کا ایسا ہے کہ گویا وہ عین نماز میں ہے پھر
اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر باید تیسری بات اس دیار میں یہ ہے
کہ برگ و شربت و طعام و میوہ زیارتوں میں کھاتے ہیں قسم کھائی
واللہ کتاب فتاوی میں یہ مسئلہ صریح واقع ہوا ہے کہ اکل الماء
عند القبور حرام وقیل مکروہ اذا وقع النظر علی القبور یعنی پانی پینا
نزدیک قبروں کے حرام ہے بعض نے کہا کہ مکروہ ہے جبکہ قبروں پر
نظر واقع ہو یہ کراہت تحریمی ہے۔ دعا کیا چاہتا ہے کہ یہ سب دور ہو
جائے ، تیور تو جائے عبرت ہے واسطے عبرت کے ممنوع ہے۔
چوتھی بات یہ ہے کہ میت کے پاس سیپارہ خوانی کرتے ہیں یہ امر بدعت
و مکروہ ہے واسطے تعظیم قرآن شریف کے اس طرف نہیں۔ الحمدللہ مدینہ
مبارک میں سو تسبیح ہزار ہزار دانے کی ایک صندوق میں رکھی ہیں۔
وفات میت سے تیسرے دن یا اول ہی روزہ[1] یا جس وقت کہ چاہتے
ہیں سو آدمیوں کو دیتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں سو ایک لاکھ بار ہو
جاتا ہے۔ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے۔ اس کا ثواب میت کو بخش دیتے

---

[1] اصل کا لفظ روز سیوم زیارت میت ہے۔

ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس مردے کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ لائق عقوبت ہی
کیوں نہ ہووے دعا گونے کبھی پچاس تسبیح جمع کی ہیں۔ ہزار ہزار دانے کی
دو بار پھراتے ہیں تو سو ہزار یعنے ایک لاکھ بار ہو جاتا ہے۔ یہ بات
مشہور ہو جاتے سیپارہ خوانی دورہ ہووے۔ قاضی نصیر الدین نے کہا
کہ مخدوم کی برکت سے ہو جائیگا اس فقیر نے عرض کیا کہ مجلس واحد شرط
ہے جواب فرمایا کہ حدیث شریف میں نہیں ہے۔ حدیث صحیح میں یہ ہے
قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ مأتہ الف مرۃ وجعل
الثواب للمیت غفر اللہ لہ وان کان موجبا للعقوبۃ دعا گو جس وقت
واسطے زیارت میت کے جاتا ہے تو یہی معمول رکھتا ہے اس کی
تاثیر تمام ہے پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر بیعت اس کے قاضی
نصیر الدین کو کلاہ پہنائی۔ خواجہ بہرام خادم نے کان کے پاس آہستہ
کہا۔ کہ بارانی دے دو۔ اُسی وقت کھینچی اور دے دی۔ پس قاضی
نصیر الدین نے قدمبوس کیا۔ لوٹ گئے ایضاً روئے مبارک طرف
اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب
اس باب میں تھی فاذا نظر اللہ تعالیٰ الی العبد وھو مجتھد فی رضاہ
امدہ بالمعونۃ وینسیہ ماکان منہ ویحببُ الیہ طاعتہ وخدمتہ
وھذا اول مایجد اھل العمل فی قلوبھم انھم یذرون شھواتھم
ولذاتھم وسائر الاشیاء ویتھیرون فی الطاعۃ ویسلون النفس
عن الدنیا وان کان کاذبا فی توبتہ کرہ تغیر حالہ فرجع الی حالتہ

الاولی ولم یاتر ثم ینقل من مقام التائبین الی مقام الخائفین ومن مقام الخائفین الی مقام الراجین ومن مقام الراجین الی مقام الصالحین ومن مقام الصالحین الی مقام المریدین ومن مقام المریدین الی مقام المصلحین ومن مقام المصلحین الی مقام المحبین ومن مقام المحبین الی مقام الاولیاء ومن مقام الاولیاء الی مقام المقربین ووراء هذہ عجائب ومراتب لا یعرف قدرها وشرفها

یعنی پھر جس وقت اللہ تعالیٰ نظر کرتا ہے طرف بندے کے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طلب رضا میں سعی و کوشش کر رہا ہے تو مدد کرتا ہے اس کے ساتھ معونت کے۔ اور اس سے جو کا دو یار دنیا کے ہیں ان سے اس کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور محبوب کرتا ہے طرف اس کے اپنی طاعت کو، اور اپنی خدمت کو، اور یہ اول اس چیز کا ہے جس کو عمل کرنے والے پاتے ہیں اپنے دلوں میں کہ چھوڑ دیتے ہیں اپنی خواہشوں اور مزوں کو اور ساری چیزوں کو یعنی ان کے دل سے شہوت و لذت جاتی رہتی ہے۔ اور صبر کرتے ہیں، طاعت میں اور کھینچتے باہر لاتے ہیں اپنے نفس کو دنیا سے، اور اگر وہ اپنی توبہ میں جھوٹا ہے تو اپنے تغیر حال کو پا جاتا ہے پس اپنی پہلی حالت کی طرف پھر جاتا ہے۔ کہ جس میں وہ تھا۔ اور پھر نہیں آتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند ...

زنہار دلا چو آمدی باز مرو ... دشوار بود چو رفتہ را باز آرند

پھر اس بندہ سالک کی ترقی ہوتی ہے تائبوں کے مقام سے طرف مقام خائفین کے اور خائفین کے مقام سے طرف مقام راجعین کے اور راجعین کے مقام سے طرف مقام صالحین کے، اور صالحین کے مقام سے طرف مقام طالبین کے اور طالبین کے مقام سے طرف مقام مطیعین کے، اور مطیعین کے مقام سے طرف مقام محبین کے اور محبین کے مقام سے طرف مقام مشتاقوں کے اور مشتاقوں کے مقام سے طرف مقام اولیاء کے، اور اولیا کے مقام سے طرف مقام مقربوں کے اور ان مقامات مذکور کے ورا عجائب و مراتب ہیں جن کا قدر و شرف پہچانا نہیں جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جانتا پہچانتا ہے جو ان مقامات سے مترقی ہو گیا ہو اور ان مراتب کو پہنچا ہو۔ اور وہ مقام واصلوں کا ہے قولہ تعالیٰ وان الی ربک المنتھی پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من ہمیشہ پیر کہ مایہ سالک رست یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق بیاں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً شب چہار شنبہ بست و ہفتم ماہ مذکور فوجیہ

سونے کے وقت بعد ادائے نماز عشا فرمایا کہ بعد فرض کے نفل امام و مقتدی کو افضل یہ ہے کہ نفل کے واسطے اپنی جگہ سے تجاوز کرے۔ پس بقدر سجدہ یا بقدر قدم جگہ بدل دے۔ اور یہ نظم کتاب منتقی کی پڑھی مع

الافضل النقل لاجل النقل للمقتدی والمقتدی بالنقل

پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند از من بگیرید۔

افضائشب مذکور وقت تہجد

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ بعد فراغ کے تہجد سے عبدالرحمن ظفاری و یار محمد ظفاری عوارف کا سبق خدمت میں پڑھ رہے تھے دعائیں اس جگہ پہنچی تھیں یا حیُّ یا قیُّومُ روئے مبارک مولانا صالح کے طرف لائے پوچھا کہ وہ شخص جو دعا گو کے پاس آیا ابدال سے ہو گیا اُس کا کیا نام ہے دیکھا کشت اور اس نے دعا گو کے واسطے سے مجذوبوں کا خرقہ پہنا ہے۔ اور دعا گو کے پاس بہت رہا تھا۔ مولانا صالح نے عرض کیا کہ آپ ہی جانیں کیونکہ آپ کا مرید ہے۔ فرمایا تیرانی مکہ مبارک سے بارہا دعا گو کے پاس آتا تھا۔ عالم ظہیر رکھتا ہے۔ ہندوستان سے جب آتا ہے تو ہوا سے ایک آن میں آتا ہے دعا گو کو سلام کرتا ہے۔ ایک دن وہ اور دعا گو مکہ شریف سے آئے۔ مکہ مبارک سے پیادہ پا چلنے والوں کی راہ چلے سوار کوئی نہیں جا سکتا ہے۔ طلب الارض ہے یعنی زمین کردی ہے۔ منزل میں پانی نہ تھا حاجت پانی کی ہوئی۔ تیرانی نے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی یا حیُّ یا قیُّومُ اَخرِجِ المَآءَ مِن هٰذِهِ الاَرضِ یعنی اے حی و قیوم نکال اس زمین سے پانی نکال میں نے دیکھا کہ زمین و شاید ایک گز کھے

کے ہو گئی ایک حوض پانی کا نکل آیا۔ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ مناسب اس کے حکایت۔ شیخ عارف صدر الحق والدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے بیان فرمائی کہ ایک دن اُن کے پڑوس میں ایک بڑھیا کے جوان لڑکے نے انتقال کیا۔ اُس کی ماں بڑھیا زار زار روتی تھی۔ اُس بڑھیا کے رونے کی آواز شیخ کے کان میں پہونچی۔ خادم سے پوچھا یہ کیا آواز ہے۔ خادم نے جواب دیا کہ ایک جوان (بڑھیا کے لڑکے) نے انتقال کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا مجھ کو وہاں لے جاؤ۔ جوتیاں پاؤں میں ڈالیں۔ جب شیخ کو لے گئے۔ تو شیخ نے فرمایا مجھے وہ جوان دکھاؤ۔ جب دکھایا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا یاحی یاقیوم باذن اللہ الٰہی احیہ وطول عمرہ۔ اسی دم وہ جوان اُٹھ کھڑا ہوا اُس جوان نے کہا کہ میں مرگیا تھا۔ اور موت کے سکرات چکھ چکا تھا۔ اور دنیا کے کام سے فارغ ہو گیا تھا۔ شیخ نے اُس جوان سے کہا تو بیچارہ اعمٰی ہو گیا تھا۔ بے ہوشی ہو گئی تھی۔ جب شیخ خانقاہ میں آئے تو بعض اصحاب نے پوچھا یا مخدوم وہ جوان تو مرگیا تھا کیونکر زندہ ہو گیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں نے یاحی یاقیوم کہا وہ زندہ ہو گیا۔ جس وقت وہ جوان اپنے یاروں کے درمیان میں بیٹھتا تو اپنی جان دینے اور سکرات موت کے چکھنے کا قصہ بیان کرتا۔ پیر معمر ہوا الٰہی مراسے فرمایا کہ یاحی یاقیوم صحاح میں اسم اعظم ہے۔ اگر مردے پر پڑھیں تو زندہ ہو جائے اور جس چیز پہ باعتقاد درست

اسم اعظم یاحی یاقیوم

پڑھیں تو وہ چیز حاصل ہو جائے اور اگر مٹی پڑھیں تو سونا ہو جائے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ مخدوم والد رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت کوئی شخص درماندہ عاجز آتا تو اپنا ہاتھ لنگر زول میں ڈال کر اس کے ہاتھ میں دے دیتے۔ وہ سب زر دین ہو جاتے تھے۔ ایک دن دعا گو نے عرض کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں جواب فرمایا فرزند من یا حی یا قیوم پڑھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سورتوں میں اسم اعظم کا پتہ دیا ہے اول سورۃ بقرہ آیۃ الکرسی میں اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم دوسری سورۃ آل عمران میں اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم تیسری سورۃ طٰہٰ میں وعنت الوجوہ للحی القیوم ہم اسم اعظم کو تینوں سورتوں میں پاتے ہیں پس یا حی یا قیوم اسم اعظم ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من تم کو یگیر یا القیاً یعنی فقیر کا کھا گفتگو مراقبہ میں تھی۔ فرمایا مراقبہ کیا ہے نہ جانتے ہو المراقبۃ ملازمۃ العلم بان اللہ تعالی مطلع علیہ ولا یغیب عنہ ساعۃ یعنی ہمیشہ جاننا اس بات کا کہ اللہ تعالی اس پر مطلع ہے۔ ایک ساعت اس سے غائب نہیں ہوتا ہے۔ مراقبہ یہ نہیں ہے کہ سر کو زانوں میں ڈال کر بیٹھو۔ اور وہ مراقبہ مبتدیوں کا ہے اور یہ معنی اصطلاحی ہیں۔ لیکن لغوی معنی یہ ہیں کہ المراقبۃ بایک دیگر چشم داشتن اور یہ ابیات پڑھی سے

ہر آنکو غائب از وے یکزمان ست ۔۔۔ درانادم کافرست اما نہاں ست

حضوری بخش اے پروردگارم — کہ من غائب شدن طاقت ندارم
مبادا غایبی پیوستہ باشد — در اسلام بروے بستہ باشد

ایضاً فرمایا کہ اس کافر سے مراد کافر نعمت ہے۔ یہ شعر شیخ امین الدین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جبکہ کوئی شخص ایسا جانے تو وہ کیونکر گناہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا ہے۔ جو کہ خالق ہے۔ عدم سے وجود میں اس کو لایا ہے۔ ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اور ثواب دیتا ہے۔ اور عقوبت کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ رباعی میں نے ایک والہ سے سنی ہے ؎

شرم نداری چہ گنہ مے کنی — نامہ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نکند با سگ بیگانگاں — آنچہ تو با حضرت حق مے کنی

روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ایں فوائد و اشعار شیخ امین الدین و رباعی آنچہ تقریر کردیم بنویسید۔ ایضاً تفسیر مدارک کا سبق فرما رہے تھے اور آیت کریمہ یہ تھی۔ انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب الله علیهم وکان الله علیما حکیما ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک اعتدنا لهم عذابا الیما فرمایا کہ میں نے انما التوبة علی الله کی تفسیر میں مفسروں سے دو وجہیں سنی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ کرماً و عدلاً دوسری وجہ یہ ہے کہ ثباتاً وجوباً

لان اللفظ یقتضی الوجوب فان الالوھیۃ تنافی الوجوب فلا یکون الا کرما وعدلا واثباتا ناً اور فرمایا کہ ایمان یاس کا قبول نہیں ہے۔ اسلیے کہ ایمان بغیب شرط ہے اور شرط فرض ہے قولہ تعالیٰ یومنون بالغیب جس وقت دوزخ کو اُس کی نظر میں حاضر کر دیا تو ایمان بغیب نہ رہا اور یہ بیت لامیہ کی پڑھی ؎

وما ایمان شخص حال یأس ۔ بمقبول لفقد الامتثال

یعنی ایمان کسی شخص کا وقت یاس کے قبول نہیں ہے بسبب نہ ہونے امتثال کے یعنی ایمان بالغیب فرض ہے۔ جب بن دیکھے ایمان نہ لایا تو امتثال و فرمانبرداری نہ کی۔ اب جس وقت کہ بہشت و دوزخ آنکھ سے دیکھ لیا تو ایمان لے آیا سو یہ ایمان بسبب عدم امتثال کے مقبول نہیں ہے۔ لیکن سلف نے توبہ یاس کو صحیح رکھا ہے۔ اور قول اصح یہ ہے کہ توبہ یاس کی قبول نہیں[1] ہے۔ اسی درمیان میں نماز چاشت کی شروع کی۔ جب فارغ ہوئے تو محمود خاں شاہزادہ واسطے زیارت کے آیا۔ پابوسی حاصل کی بیٹھا اور عرض کیا کہ خداوند عالم کہتے ہیں کہ اگر مخدوم فیروز آباد میں قدم مبارک لائیں چند زمانہ محل کے اندر صحن خانہ میں مقیم ہوں۔ تو ہم جلد جلد زیارت کر سکیں فرمایا کہ مبارک ہے لیکن اصحاب بہت ہیں اُس جگہ جائے تنگ ہے۔ اور اس جگہ جائے کشادہ و راحت و آرام کی ہے۔ اور ہر چند

---

[1] اس جگہ اصل میں کچھ غلط تھا۔ اسلیے حاصل مسئلہ لکھ دیا گیا۔ واللہ اعلم

بمراد موجود ہے۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ میں آؤنگا۔ اسی درمیان میں کھانا لائے فرمایا حدیث صحاح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا طَعِمْتُمْ فَرِّعُوْا وَاِذَا شَرِبْتُمْ فَثَلِّثُوْا یعنی جس وقت تم کوئی چیز کھاؤ تو چار بار کھاؤ۔ اور جب پیو تو تین بار ہو نہ کم اس سے۔ یہ بات بطور استحباب کے ہے نہ بطریق ایجاب بعد اس کے فرمایا کہ ایک ولیہ عورت سے دعا گو سے تعلق و پیوند رکھتی ہے۔ ہندو تھی مسلمان ہوگئی۔ اس کی برکت سے اس کا خاوند اور تمام لوگ سب مسلمان ہو گئے۔ رات کو بالکل نہیں سوتی ہے۔ بادشاہ نے کہا شاید بیمار ہوگی اس سبب سے نیند نہیں آتی ہے۔ فرمایا کہ ساری رات بیدار و مشغول رہتی ہے خاوند اس کا ہر بار اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ مشغول ہے۔ وہ ولیہ ہوگئی ہے۔ اس جگہ دعا گو کے پاس آٹھ مہینے رہی۔ جس وقت دعا گو روانہ ہوتا تھا تو وہ رخصت ہوتی اور روتی تھی کہ پھر کب ملاقات ہوگی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اچھے میں آؤں گی بعد اس کے محمود خاں کے سر پر کلاہ پہنائی اور کچھ تبرک و شیرینی دی۔ پس شاہزادہ محمود خاں نے قدمبوسی کی۔ فرمایا کہ بادشاہ کو سلام و دعا پہنچانا پھر شہزادہ چلا گیا

ایضاً روز نہم چہارشنبہ بست وہفتم ماہ مذکور و ہجری

کہ یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا۔ بعد ادائے نماز ظہر سید معز الدین ملک

رسولدار بھی حاضر تھے کھانے کا خوان لائے کھانا کھاتے تھے اور قصور کہتے تھے کہ بادشاہ نے اپنے چھوٹے بیٹے محمود خاں کو بھیجا تھا اور کہا ہے کہ چند زمانہ اس جگہ میرے گھر میں اتریں کہ ہم جلد جلد زیارت کر سکیں۔ دعاگو نے کہا کہ اس جگہ جائے تنگ ہے۔ اور یار لوگ بہت ہیں۔ اور اس جگہ جائے راحت و آرام ہے۔ پانی نزدیک ہے۔ کہا کہ اس جگہ بھی جائے راحت و آرام کی موجود ہے اور پانی بہت ہے۔ میں نے قبول کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آؤں گا۔ دوسری یہ بات ہی کہ عاشورے تک رہو۔ در عاشورے کا بہت ہے۔ اور اس عشرے میں روزہ ہوگا۔ اور ہوا گرمی کے موسم کی گرم ہے چل نہ سکو گے مسافرت ہے۔ بادشاہ نے کہا ہے کہ بعد عشرہ عاشورے کے باحصول غرض رخصت کرونگا۔ میں رسولدار نے کہا اچھا ہے، اگر مخدوم چند زمانہ خانہ سلطان میں مقیم ہوں۔ مصلحت[ل] دریافت خاطر ہمچنیں خواہد بود روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی۔ فاما مقام التوبۃ فھو علے عشر مقامات اولھا الخروج من سائر الجھل والندم علی السخط لربک عز وجل وترک الشھوات واعتقاد بعکس مکر النفس الامارۃ بالسوء واخراج المظلمۃ والانتقال عن الصغیرۃ والکبیرۃ والتوصل الی اللہ تعالیٰ

ل اصل میں ایسا ہی ہے۔

وترك القيام مع الغفلة وترك مجالسة اصحاب السوء وصلاح الطعام وتصفيته یعنے مقام توبہ کا دس مقاموں پر مبنی ہے اوّل مقام توبہ کا نکلنا ہے۔ ساری نادانی سے دوسرا مقام ندامت اُس کام پر جو کہ اللہ تعالیٰ کو غصے میں لائے تیسرا چھوڑنا ہے شہوات ولذات کا چوتھا اعتقاد کرنا ہے ساتھ عکس مکر نفس امارہ بالسوء کے پانچواں باہر کرنا ظلم کا چھٹا باہر آنا اور بیزار ہونا صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے ساتواں وصلت کرنا ہے طرف اللہ عزوجل کے آٹھواں ترک قیام ہے ساتھ غفلت کے۔ یعنے خداوند تعالیٰ کی شرط سے غافل نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کو خود سے غافل نہ جانے وہو قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون وما الله بغافل عما تعملون یعنے تو اللہ کو گمان مت کر غافل اُس چیز سے جس کو ظالم غافل کر رہے ہیں۔ اور نہیں ہے اللہ غافل اُس چیز سے جس کو تم کر رہے ہو نواں پرہیز کرنا اور دور ہونا ہے یاران بد سے۔ کیونکہ یار بد بدتر ہے کالا مار سے۔ دسواں کم کرنا ہے کھانے کا اور اُس کا پاک صاف کرنا یعنی وجہ حلال سے کھانا۔ اور شبہ سے دور رہنا یہ دس مقام ہیں توبہ کے، جو شخص ان پر قائم رہا تو اُس کی توبہ صحیح ہے پھر روئے مبارک طرف فقیر کے لائے فرمایا فرزند من بگیر اید۔ یہ کیا اچھی کتاب ہے جس کو تو پڑھتا ہے۔ سالک کا مایہ ہے۔ مستعد ہو کر پڑھ۔ غنیمت ہے۔ اور طریقت کو اغذ کر یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق یاراں

فقیر کے تھی پھر قیلولے کا وقت آیا۔ آرام فرمایا۔

ایضاً روز مذکور شب پنجشنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور

کو یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ بعد ادائے عشا و سنت و صلوٰۃ حفظ الایمان کے دوگانہ صلوٰۃ التوبہ کا ادا کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہ نماز حضرت آدم صلوات اللہ علیہ نے ادا کی۔ بعد دعا پڑھی۔ ان کی توبہ قبول کی اس سبب سے اس نماز کو صلوٰۃ التوبہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث صحاح میں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال لما اراد اللہ تعالیٰ ان یتوب علیٰ ادم علیہ السلام طاف بالبیت سبعا والبیت یومئذ ربوۃ حمراء فلما صلی رکعتین قام واستقبل البیت وقال اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضِّنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ تعالیٰ اِلَیْہِ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ ذَنْبَکَ وَلَمْ یَاتِنِیْ اَحَدٌ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ یَدْعُوْنِیْ بِمِثْلِ مَا دَعَوْتَنِیْ اِلَّا غَفَرْتُ ذُنُوْبَہٗ وَکَشَفْتُ ھُمُوْمَہٗ وَغُمُوْمَہٗ وَنَزَعْتُ الْفَقْرَ مِنْ بَیْنِ عَیْنَیْہِ وَاتَّجَرْتُ لَہٗ وَرَاءَ کُلِّ تِجَارَۃِ تَاجِرٍ وَجَاءَتِ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِبَۃٌ وَاِنْ کَانَ لَا یُرِیْدُھَا

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ
نے ارادہ کیا کہ آدم صفی صلوات اللہ وسلامہ کی توبہ قبول کرے تو
انہوں نے خانہ کعبہ کا سات بار طواف کیا جس جگہ کہ کعبہ آج ہے
اور خانہ کعبہ اُس دن ایک بلندی سرخ تھا۔ گرد بر گرد دیوار محوطہ بر
آوردہ اند تا غایت ہر کہ در وے دو نردبان چوبیں نہادہ اند۔ در ان
سوال ملتشہ نہ و بالائی آں بلندی سرخ میرود عزیزی عرضداشت
چہار نردبان ست۔ جواب فرمودند بسیار ست دعاگو بارہا رفتہ پس
جس وقت حضرت آدم علیہ السلام دو رکعت نماز پڑھ چکے تو کھڑے
ہوئے اور اُس گھر کی طرف مُنہ کیا اور دعائے مذکورہ پڑھی اور
وہ بیت المعمور تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں اُس کو
اوپر لے گئے اور وہ کعبے کی محاذی ہے۔ مثلاً اگر بیت المعمور سے
کوئی چیز نیچے ڈالیں تو سیدھے بام کعبہ پر گرے پس اللہ تعالیٰ نے
آدم علیہ السلام کو وحی کی کہ مقرر میں نے تیرے گناہ کو بخش دیا اور جو
آئیگا میرے پاس کوئی تیری اولاد سے کہ دعا کرے مجھ سے ساتھ مثل
اُس شے کے کہ جس کے ساتھ تو نے مجھ سے دعا کی۔ یعنی نہیں ہے
کوئی تیرے فرزندوں سے کہ یہ نماز و دعا پڑھے جیسے کہ تو نے پڑھی
مگر میں اس کو یہ چیزیں عنایت کروں گا ایک یہ کہ اس بندے کے
گناہوں کو بخش دوں گا دوسرے یہ کہ اُس کے اندوہ غم کو دور کر دونگا

تیسرے یہ کہ کھینچ ڈالوں گا فقر کو اُس کے دونوں آنکھوں کے درمیان سے۔ والمراد بین عینیہ الدنیا والآخرۃ یعنے دنیا و آخرت میں اُس کو محتاج نہ کروں گا چوتھے یہ کہ تجارت کرونگا واسطے اُس کے دار تجارت ہر تاجر کے پانچویں یہ ہے کہ آئے گی دنیا اگرچہ وہ اُس کو نہ چاہے گا جس طرح کہ دنیا شیخ کبیر کی خادمہ تھی۔ دعا گو سماع رکھتا ہے۔ ای ذلیلۃ یعنے خوار ہو کر لونڈیوں کی طرح آئے گی جس طرح کہ شیخ کبیر رضی اللہ عنہ کو طرف اُس کے التفات نہ تھا پھر اس فقیر اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران بکیر یہ اس نماز و دعا کو ہمیشہ ہر رات بعد نماز عشا کے پڑھو اس دعا و نماز کو دعا گو ہمیشہ ادا کرتا ہے فرمایا دعا گو سماع رکھتا ہے کہ ہر نماز حاجت جس میں تعیین قرأت مروی نہیں ہے اگر رات کو پڑھے تو پانچ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور اگر دن ہو تو دس بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور یہ طریق بھی مروی ہے چلیا کدا اور دادر شیخ کبیر میں یہی کہا ہے الغرض تفسیر مدارک کا سبق فرماتے تھے اثنائے سبق میں فرمایا کہ دعا گو نے اُس طرف سُنا ہے اگر کوئی شخص کشاف پڑھتا ہے تو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں اترك الكشاف وقرأ المدارك یعنے کشاف سے دست بردار ہو اور مدارک پڑھ کیونکہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی تھا۔ سارے اقوال اپنے مذہب پر لایا ہے اور صاحب مدارک سُنی تھے۔ انہوں نے زمخشری کے سارے کلام کو سنت و جماعت کے کلام کے ساتھ تبدیل کیا ہے۔ خوب موجہ و پسندیدہ

تفسیر ہے تفسیر اس آیت کریمہ کی تھی قولہ تعالیٰ لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا اس آیت شریف کے نزول کا قصہ بیان فرمایا کہ اسلام سے پہلے جاہلیت میں عرب والوں کی ایک رسم تھی۔ جب کوئی شخص ان میں سے مرتا تو جو چیز وہ میراث چھوڑتا وارث اس کو جمع کرتے یعنی اپنے قبضے میں لاتے۔ یہاں تک کہ اس میت کی بی بی کو بھی میراث میں لیتے تھے۔ خواہ وہ عورت ناخوش ہو یا راضی ہو۔ اگر چچا ہوتا یا کوئی اور قرابتی تو اس عورت کو جبر اپنے تحت میں رکھتا۔ یہ رسم جاہلیت میں تھی۔ اسلام سے پہلے جس وقت اسلام ظاہر ہوا تو یہ رسم بسبب نزول حکم اس آیت کے منسوخ ہو گئے یعنی تم کو حلال نہیں ہے کہ میراث میں لو عورتوں کو جبر۔ یعنی زبردستی ان کو میراث میں مت لو فرمایا کہ کرھا کو بضم کاف بھی ایک قرارت میں پڑھا ہے ای جبرا یعنی کرہا کے معنے جبرا ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس کو لو اور سبق پڑھو۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الخائفین فھو علی عشر مقامات الحزن اللازم والغم الغالب والخشیۃ المقلقۃ وکثرۃ البکاء والتضرع فی اللیل والنھار وسلب طریق الراحۃ وکثرۃ العزلۃ ووجل القلب وتضییق العیش ومواقع الاکل وملازمۃ الخوف بنزول الموت یعنی خائفین کا مقام دس مقاموں پر مبنی ہے۔ ایک تو حزن لازم یعنی سب وقت غمناک رہنا اسلیئے کہ

حزن الدنیا ثمرۃ سرور الآخرۃ یعنے دنیا کا غم پھل ہے آخرت کی خوشی کا دوسرا مقام عمل غالب ہے تیسرا خوف جو کہ قلق و بیقراری میں ڈالے چوتھا کثرت بکا یعنے بہت رونا جب سین اس فقیر کا اس جگہ پہونچا تو فرمایا کہ بکا بالقصر وھو الدموع و بالمد النداء یعنی بکا بالف مقصورہ آنسوؤں سے رونے کو کہتے ہیں۔ اور بالف ممدودہ آواز سے رونے کو بولتے ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے اور یہ بیت پڑھی ؎

بکت عینی وحق لہا بکاھا فما نفع البکاء ولا العویل

فالاول بالقصر وھو دموع العین والثانی بالمد وھو البکاء بالجھر یعنے میری آنکھ روئی اور اس کو لائق ہے رونا اُس کا جو کہ آنسوؤں سے ہو۔ پس نفع نہ دیا آواز سے رونے نے اور نہ فریاد و شور کرنے نے اس فقیر سے فرمایا اس بیت کو لکھ لو۔ تقریر غریب ہے پانچواں مقام تضرع کرنا ہے رات دن میں یعنے زاری کرنا گڑ گڑانا بلند آواز سے اللہ تعالی کو یاد کرنا۔ لان التضرع ھو الاظہار لقولہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ من الضراعۃ ای جھرا واظہارا یعنے تضرع اظہار کو کہتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالی نے یوں فرمایا ہے کہ پکارو تم اپنے پالنہار کو ظاہر کرکے اور چپکے، تضرع مشتق ہے ضراعت سے یعنے با آواز اور ظاہر کرکے اُس کو پکارو۔ چھٹا مقام اپنے اوپر راحت و آرام کی راہ کو بند کرنا ہے۔ ساتواں مقام عزلت و خلوت

میں بہت رہنا۔ آٹھواں مقام بسیار تپیدن دل یعنی تب وتاب
میں بہت رہنا دل کا نواں خود پرخاش و مواقع اکل کا تنگ کرنا
دسواں ملازمت خوف کی بسبب نزول موت کے یہ دس مقام
خائفین کے ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا
فرزند من بگیر بایں۔ یہ کیا اچھا سبق ہے۔ یہ رسالہ جو تو پڑھتا ہے مقامات
میں لابد وواجب ہے کہ اس کو پڑھیں۔ تاکہ جان لیں کہ ایک مقام
سے دوسرے مقام کی طرف ترقی ہوتی ہے یہ ساری ترتیب
حق میں اس فقیر کے تھی۔ ابھی اتنا میں قوال واسطے زیارت حضرت
مخدوم کے آئے تاریخ پڑھتے تھے۔ چاہا کہ دستک ماریں یعنی ہاتھ
پر ہاتھ ماریں۔ تو ان کو منع کیا۔ فرمایا چاروں مذہب میں منع ہے
سماع میں اختلاف ہے اس شخص کے واسطے مباح ہے جو اس کی
اہلیت رکھتا ہے۔ السماع لاھلہ مباح۔

ایضاً بست و نہم ماہ مذکور روز پنجشنبہ وقت اشراق

یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا شاہزادے جیسے ظفر خاں اور اس کے
بیٹے اور تغلق شاہ اور دیگر ارکان دولت واسطے زیارت مخدوم کے
آئے۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ عرض کیا کہ خداوند عالم سے کہا ہے
کہ صحن خانہ میں نزول فرمائیں۔ تاکہ ہم جلد جلد زیارت وقدمبوسی کر سکیں
اس بات کو قبول کیا۔ فرمایا مبارک ہو۔ تغلق شاہ دست مبارک کو

پکڑ کر لے چلا پالکی میں سوار ہوئے۔ یہ فقیر اور اس فقیر کا بھائی اور اصحاب اعلیٰ بھی ہمرکاب ہوئے۔ صحن خانہ میں اُترے۔ پھر جمعہ کا غسل کیا۔ واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد سلطان خانہ میں آئے مؤذن نے سنت کی اذان شروع کی اکبر نہ کہا مخدوم ادام اللہ برکاتہٗ نے اُسی جگہ سے باواز بلند فرمایا۔ کہ تو نے کفر بکا۔ اذان کو دوبارہ کہہ۔ اللہ اکبر کہہ اور حی علی الصلوٰۃ میں ماسٹ پہنچ معنی کا تغیر ہو جاتا ہے فرمایا کہ مؤذن عالم چاہیئے تاکہ اذان کی ترتیب کر جانے فتاویٰ میں مذکور ہے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا مؤذن کا مفتی ہونا چاہیئے یعنی عالم۔ یہ بات بادشاہ و آئمہ صدر و سپاہ اجل و صدر جہاں اور سب لوگوں نے سن لی۔ بعد ادائے جمعہ بادشاہ اور شہزادوں اور ارکان دولت نے قدم بوسی کی۔ یہی بات جس کا ذکر ہوا سب سے فرمائی۔ پھر نماز جمعہ سے لوٹ آئے۔

ایضاً آخر شب وقت شفق

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا نماز کی نیت کرتے تھے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ اور یاران اعلیٰ سے فرمایا بھائیو نماز کی نیت اس طرح کرو متوجھا الی جھۃ عرصۃ الکعبۃ لان بناء الکعبۃ قد یحول لزیارۃ بعض الاولیاء یعنی مستحب یہ ہے کہ مصلی جہت عرصہ کعبہ کی نیت کرے۔ اسلئے کہ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو وہ

بنا سے کعبہ کو واسطے زیارت بعض اولیا کے لے جاتے ہیں و مومن میاید بغیر جہت کعبہ روا نیست او متوجہ خواہد شد ہرگز مخالف نشود کہ خطاب بغیر او ست قولہ تعالیٰ وحیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ یعنے جہاں کہیں تم ہو۔ پس تم منہ کرو طرف کعبہ کے۔ مگر آنکہ ممکن نباشد و با آنکہ متقبہ شود کہ قرار گیر دیگر ارد و بعضے اولیا قید کردتا کل نیابند۔ چوں کعبہ بزیارت بعضے اولیا بردہ باشند عرصہ کعبہ بر قرار است توجہ مصلی دریں افتد یعنی اس کے فرمایا کہ لہٰذا نفل میں تکمیلاً للفرائض کی نیت کرے جیسا کہ اوراد میں ہے۔ فتاوی میں مسئلہ ہے کہ لا یقبل تطوع لاحد حتی لا ینوی تکمیلاً للفرائض یعنے نفل کسی شخص کی قبول نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ تکمیلاً للفرائض کی نیت نہ کرے یعنی نفل میں فرض کے نقصانات کے کامل کرنے کی نیت کرے۔ کہ جو واجبات و سنن کہ فرض میں ناقص ہو گئے ہیں وہ کامل ہو جائیں پھر فرمایا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے محاذی ہے۔ چوتھے آسمان میں ہے۔ اس جگہ کہ جہاں کعبہ شریف ہے حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے پہلے اس جگہ بیت المعمور تھا۔ جس وقت طوفان آیا تو اس جگہ سے چوتھے آسمان پر لے گئے۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ اور کعبہ شریف سے ایسا محاذی ہے کہ اگر مثلاً بیت المعمور سے کوئی چیز نیچے ڈالیں تو سیدھی بام کعبہ پہ گرے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس تقریر نیت صلوٰۃ اور سب باتوں کو لکھ لو غریب ہیں۔

لہ اصل میں ایسا ہی ہے

ایضاً سلخ ماہ ذیحجہ روز شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر امیر کبیر کے پاس حاضر تھا۔ شاہزادہ مبارک خان سلطان کا پوتا واسطے زیارت مخدوم ادام اللہ برکاتہ کے آیا۔ شرف پابوس حاصل کیا۔ دوستے مبارک طرف اُس کے لائے فرمایا کہ بادشاہ مرحمت کرتا ہے۔ کندوری یعنی دسترخوان بچھتا ہے، ہمراہ یاروں کے کھاتا ہوں آج کے دن بھی بچھا ہے۔ میں نے اُس کو رکھ چھوڑا ہے اس لئے کہ دعا گو اور یار لوگ بھی روزہ دار ہیں۔ افطار کے وقت کھائیں گے اور یہ حدیث شریف صحاح پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من فطر صائما فلہ اجر مثلہ یعنی جو شخص افطار کرائے روزہ دار کے روزے کو تو واسطے اُس کے اجر ہے مثل اس روزہ دار کے۔ اگرچہ ایک لاکھ یا زیادہ ہوں۔ تو اُسی قدر ثواب پائیگا۔ گو افطار پانی ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ افطار حاصل ہے۔ یہ حدیث صحاح ہے اور معتبر اعتقاد ہے اس فقیر سے فرمایا بگیر یا ایسی درمیان میں مبارک خان کی ٹوپی پر نظر پڑی۔ اُس سے فرمایا کہ ایسی ٹوپی پہننا روا نہیں ہے۔ جب تک پہنے ہوئے ہے۔ تب تک فرشتے گناہ لکھتے ہیں۔ فرمایا شاید تو محلوق ہے۔ اُس نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر نظر مبارک اُس کے بیٹوں کی ٹوپی پر پڑی وہ بھی اُسی کے مثل ٹوپی پہنے ہوئے تھے فرمایا کہ چھوٹے ہیں۔ اُن کے واسطے وبال نہیں ہے۔ وبال تو ان کے ولی کے واسطے ہے

جس نے ان کو ٹوپی پہنائی ہے۔ پھر مبارک خاں نے مع فرزندوں کے قدم بوسی کی اور لوٹ گیا ایضاً مولانا محمد مغنی کتاب فقہ کا باب الاذان خدمت میں پڑھ رہے تھے۔ اثنائے تعلق میں سید الحجاب یعنی افسر دربانان واسطے زیارت مخدوم ادام اللہ تعالیٰ برکاتہ کے آیا شرف پابوس حاصل کیا اور دئیے مبارک طرف اس کے لائے فرمایا کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں موذن نے اذان میں اکبار کہا۔ دعا گو نے سنا تو یہاں سے باواز بلند کہا کہ اکبار کفر ہے۔ اذان کا اعادہ کرو اکبر کہو۔ بادشاہ نے سنا ہوگا۔ تاکہ ان کو منع کرے۔ اکبار نہ کہیں سید الحجاب نے عرض کیا کہ مخدوم سلطان نے سن لیا چاہتا تھا کہ بلے زبان کرے۔ یعنے موذن کو برطرف کرے پھر موذن پر خفگی کی معترض نہ ہوئے۔ پھر موذنوں کو صدر جہاں کے حوالہ کیا کہ جاؤ ان کو اذان سکھاؤ۔ فرمایا شاید سلطان نے سن لیا۔ جو دعا گو نے کہا۔ سید الحجاب نے عرض کیا جی ہاں مخدوم سلطان نے سن لیا۔ اور تفحص کیا بعد اس کے فرمایا کہ اکبار اسم من اسماء الشیطان فان عمد صار کافرا و الا لم یکن و تبطل الصلوۃ یعنے اکبار ایک نام ہے شیاطین کے ناموں سے۔ اگر قصداً کہا تو کافر ہوگیا۔ ورنہ کافر نہ ہوگا۔ اور نماز باطل ہوگی صیغہ افعل التفضیل کا افعال نہیں آیا ہے اکبر بروزن افعل ہے اگر اکبار نماز و اذان میں کہے گا تو کافر نہ ہوگا لیکن یہ لفظ کفر کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ طریقہ اذان کا یہ ہے کہ اول حرف

کو زبر دے اور دوسرے کو مجزوم اسلئے کہ اکبر کو بسبب وصل کے فتح دیا لان الفتحۃ اخف الحرکات اسلئے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر اول سے آخر تک خود نے اذان کی تقریر فرمائی بعد اس کے فرمایا حی علی الصلوٰۃ کو بالف اشباع نہ کہیں معنی کا تغیر ہو جاتا ہے مثلاً حی کو حیا نہ کہیں کیونکہ تثنیہ پر محمل ہو جائے گا حالانکہ یہ خطاب تو ہر فرد کو ہے فرمایا کہ اذان کا یہ طریقہ یاد کر لو فرمایا کہ فتاوے نقہ میں مسطور ہے ینبغی ان یکون المؤذن مفتیا یعنے لائق یہ ہے کہ مؤذن مفتی ہو ایک عالم ہو علماء سے اس طرف منہ مبارک وولایت یمن وعرب میں موذن لوگ عالم ہیں اور مدینہ مبارک میں شیخ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ اُستاد دعاگو کے مؤذن تھے۔ اس جگہ ناخواندہ ان کچھ لوگوں کو مؤذن کہتے ہیں۔ وہ آذان کے آداب کیا جانیں مؤذن تو متعلم یعنی طالب علم چاہیئے اذان کے آداب جانے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا اس مسئلہ و فوائد کبیر بار غریب ست ایضاً سلخ ماہ ذی حجہ میں دو رکعت نماز مروی ہے ہر رکعت میں سو آیتیں قرآن شریف کی پڑھے۔ سورۂ یٰسین اور والسماء والطارق سو آیتیں ہیں یا سورۂ واقعہ و سورۂ اخلاص بعد اس کے فرمایا کہ آخر سال و اول سال میں روزہ رکھنا چاہیئے حدیث صحاح میں مروی ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صام اخر السنۃ الماضیۃ

ملفوظ ۳۲ بابت ماہ .... [illegible]

لہ اصل میں ایسا ہی ہے ۱۲

واول السنة المستقبلة فکانما صام سنتین یعنی جو شخص روزہ رکھے آخر روز سال میں اور اول روز سال میں پس گویا اُس نے روزہ رکھا ہر دو سال کا پھر اس فقیر سے فرمایا کہ پیر یدلعب اِس کے سید الحجاب سے پوچھا کہ تم نے روزہ رکھا ہے۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا شاید تم نے سحری نہ کی ہو گی پھر سید الحجاب نے سال کی دعا کا التماس کیا لکھوائی اور اُس کو دے دی۔ اُس نے قدمبوسی کی اور چلا گیا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الراجیین فھو علی عشرۃ مقامات الحج والجہاد والرباط والامر بالمعروف والنہی عن المنکر والمعاونۃ علی البر بالمال والنفس والنصر للمظلوم والاجابۃ للصارخ وتفریج الکربۃ واعانۃ المسلمین یعنی اہل رجا کا مقام دس مقاموں پر مبنی ہے اول حج کرنا لقولہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن دخلہ کان امنا ای امنا من کل آفات دوسرا جہاد لقولہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ای الذین جاھدوا والاجل طلبنا لنھدینھم سبل وجہ لنا تیسرا رباط لقولہ تعالیٰ ورابطوا لعلکم تفلحون چوتھا امر معروف یعنی نیک بات کا حکم کرنا پانچواں نہی منکر یعنی بری بات سے منع کرنا روکنا لقولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر چھٹا یاری و مدد کرنا نیکی پر مال وجان سے لقولہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی

دفعہ پنجم ترجمہ

ساتواں مدد کرنا مظلوم ستم رسیدہ کی آٹھواں فریاد رسی کرنا فریاد کرنے والے کی نواں کشادہ کرنا بستہ کا یعنی کسی کی سختی کو دور کرنا دسواں دستگیری کرنا غمزدہ کا یعنی غمزدہ مسلمانوں کی مدد کرنا، یہ دس مقام رجا کے ہیں اس فقیر سے فرمایا فرزندمن تیکو بگیرید ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ رہا تھا گفتگو اس باب میں تھی کہ اگر درمیان دو مریدوں کے خصومت ہو جائے تو شیخ خادم شرع کو واجب ہے کہ ان کی آپس میں اصلاح کرا دے۔ اگر مرید شیخ کا کہا نہ سنے گا تو جو مرتبہ کہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اُس مرتبے سے دور ہو جائے گا پس جس طرح ہو سکے تحمل کرنا چاہیئے۔ لقولہ تعالےٰ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم یعنے سارے مومن جو ہیں سو بھائی ہیں۔ پس تم صلح کراؤ درمیان اپنے بھائیوں کے حضرت مخدوم نے اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر اینہ۔

ایضاً روز مذکور شنبہ سلخ ماہ ذیحجہ

بعد ادائے نماز ظہر یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا فرمایا کہ قدس اللہ سرہ کے کیا معنی ہیں دعا گو نے اس کے جواب میں دو وجہیں سنی ہیں۔ اُن کو یاد رکھتا ہے ای اسکنہ اللہ تعالیٰ فی حظیرۃ القدس وھو اعلی المنازل فی الفردوس وقیل طھر اللہ من النفاق عنہ الاخلاص

لہ اصل میں اسی طرح ہے مگر معنی کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ خلق الاخلاف ہو واللہ اعلم

یعنی ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ اُس کو اعلیٰ منازل میں فردوس کے ساکن کرے بعض نے کہا یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے پس ماندوں کی خلق کو نیک کرے۔ تاکہ اُس کو اُن سے رنج نہ پہونچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے کہ لا توذوا موتاکم بالمعصیۃ یعنے تم اپنے مردوں کو رنجیدہ مت کرو بسبب معصیت کے فرمایا کہ بادشاہ کو بد دعا کرنا نہ چاہیئے بلکہ اصلاح کی دعا کرنا چاہیئے شاید بعد اس کے فتنہ اُٹھے پس اس کے واسطے دعا کرو جس طرح کہ دعا گو کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الْاِمَامَ وَالْاُمَّۃَ وَالرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ فِی الْخَیْرَاتِ وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِھِمْ عَنْ بَعْضٍ یعنے اے اللہ تو امام و امت کو اور حاکم و محکوم کو صالح و درست کر دے اور الفت ڈال دے درمیان اُن کے دلوں کے نیکیوں میں اور دفع کر دے شر بعض کا بعض سے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من این جملہ تقریرات بگیر بایں درمیان میں کئی لوگ خدمت میں پہونچے۔ شرف پابوس حاصل کیا عرض کیا کہ مخدوم نے جمعے کے دن اذان میں منع کیا۔ کہ ایسا مت کہو پس سلطان نے ہم کو طلب کیا معرض لت کشیدہ اور اب جان کے تلف ہونے کا خوف ہے۔ جواب فرمایا کہ میں سلطان سے کہوں گا کہ تمہاری روزی موقوف نہ کرے پھر فرمایا بعضا کہ اوپر گزر چکا ہے یعنی اللہ اکبر کہو اکبا دکفر ہے۔ اگر دانستہ کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ ورنہ نماز باطل

فی ذکر بادشاہ و دعاء او

ہوگی لان الاکبار اسم من اسماء الشیطان یعنے اسلئے کہ اکبار ایک
نام ہے شیطان کے ناموں سے اور حی علی الصلوٰۃ کہو حیا علے الصلوٰ
مت کہو کیونکہ معنی کا تغیر ہو جاتا ہے یہ دو طریق خطا کے اذان
اور تکبیر میں اختیار مت کرو۔ اب تک تم سے کسی نے نہ کہا۔ پھر
تکبیروں نے قدم بوسی کی اور لوٹ گئے۔

غرۂ ماہ محرم روز یکشنبہ وقت اشراق

یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا۔ سلطان واسطے زیارت تہنیت مخدوم
ادام اللہ برکاتہ کے آیا۔ اس وقت آپ اشراق کی نماز پڑھ رہے
تھے۔ اور دوگانہ صلوٰۃ استحباب میں شروع کیا۔ میں دیکھتا تھا کہ سلطان
اس وقت تک تا بفراغ کھڑا رہا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ خادم نے
عرض کیا کہ سلطان آیا ہے۔ آپ اٹھے اور کہا السلام علیک ورحمۃ
اللہ وبرکاتہ۔ معہ فاتحہ کیا۔ سلطان نے قدم بوسی کی۔ اور ایک سپارہ کل
آگے مخدوم کے رکھا۔ فرمایا کہ سب کو بانٹ دیں۔ بانٹ دیا۔ بعد
اس کے فرمایا کہ دعا گو نے چاہا کہ خود آتے تم نے کرم کیا خود آئے
خدا تم کو جزائے خیر دے پھر بیٹھ گئے مولانا سراج الدین امام کو
طلب کیا پوچھا امام آج کیا نماز ہے۔ امام نے جواب دیا کہ دو
رکعت نماز ہے۔ فرمایا امامت کرو۔ بادشاہ بھی ادا کرلے۔ اس نماز
کو مخدوموں نے بجماعت ادا کیا ہے پھر نماز شروع کی۔ بعد فراغ کے

جو دعا کہ اوراد میں مروی ہے اس کو پڑھا۔ دعا سے فارغ ہوئے
تو روئے مبارک بادشاہ کی طرف کیا۔ فرمایا کتاب کافی میں ہے
یجوز للمؤمن ان یعمل فی العبادات علی مذهب غیره وفی المعاملات
لا یجوز الا فی مذهبه والتطوع بالجماعة یجوز عند الشافعی
رحمة الله علیه من غیر الکراهة وفی روایة عندنا رخصة
ویصلی المتنفل خلف المتنفل یعنی مومن کے واسطے جائز ہے
کہ عبادات میں اپنے غیر کے مذہب پر عمل کرے۔ اور معاملات
میں جائز نہیں ہے۔ مگر اپنے مذہب میں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک نفل بجماعت درست ہے۔ بدون کراہت کے اور
ایک روایت میں ہمارے نزدیک رخصت ہے۔ اور نفل گزار
نماز پڑھے پیچھے نفل گزار کے، سلطان تصدیق کرتا تھا۔ بعد اس کے
فرمایا کہ نماز کی نیت جہت عرصۂ کعبہ کے کریں کافی میں لکھا ہے
ینبغی المصلی ان ینوی جهة عرصة الکعبة لان الکعبة قد تحول
لزیارة بعض الاولیاء ذلک علی طریق الاستحباب یعنی مصلی کو چاہئے
کہ جہت عرصۂ کعبہ کی نیت کرے بطریق مستحب، اسلئے کہ کعبہ
کبھی نقل کیا جاتا ہے، واسطے زیارت بعض اولیاء کے، فرشتوں
کو حکم ہوتا ہے تو وہ کعبے کو واسطے زیارت بعض اولیا کے لے
جاتے ہیں۔ اور عرصہ رہ جاتا ہے جب ایسی نیت کرے گا۔ تو
بہر حال نیت نماز کی درست پڑے گی بعض اولیاء کے قبا لگائی

تاکہ کل داخل نہ ہو جائیں سلطان نے عرض کیا کہ غلق تو گرد کعبہ کے پھرتی ہے۔ اور عجب نیک بخت وہ شخص ہے کہ کعبہ اُس کے سر کے گرد پھرتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اسی جگہ ایک عورت دعا گو کے پاس رہتی تھی۔ نو مہینے رہی جب اُس نے سُنا کہ دعا گو جاتا ہے تو اُس نے رخصت کیا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اُس جگہ آؤں گی۔ ہندو تھی مسلمان ہو گئی۔ اُس کی برکت سے اُس کا خاوند اور اُس کے گھر والے مسلمان ہو گئے۔ دعا گو سے تعلق پیوند کیا اس وقت وہ ولی ہو گئی ہے۔ رات کو سوتی نہیں ہے۔ سلطان نے کہا شاید کوئی زحمت یعنی بیماری ہے فرمایا کوئی زحمت نہیں ہے لیکن حق کے خوف و شوق سے اُس کے سر سے نیند جاتی رہی ہے ساری رات مشغول رہتی ہے اُس کا خاوند جس بار نیند سے اُٹھتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ مشغول ہے سلطان نے پوچھا وہ عورت کہاں کی ہے جواب فرمایا کہ سنبل ترا ئیر کی ہے پس سلطان نے کہا کہ ویسے مفسدوں کے درمیان میں ایسی ولیہ سے عجب چیز ہے اسی درمیان میں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اُچہ میں ایک عورت ہے ہر شب جمعہ میں مکے کو جاتی ہے۔ کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ دعا گو کے واسطے شرمی اور نبات مصری لاتی ہے۔ مکے میں ایسی عورت سے ہنایا گیا وہاں اُترتی ہے اس سے پہلے دعا گو کو عجب معلوم ہوتا ہوتا تھا۔ قوت القلوب معتبر کتاب ہے۔ میں نے اُس میں ایک روایت

اُچ ہیں اس کی ... [illegible]

بایں عبارت پائی کل من صحت لہ ولایتہ یکون فی لیلۃ الجمعۃ
والعیدین ولیلۃ الاثنین فی مکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرفۃ
یعنی جو شخص ولی ہو جاتا ہے تو شب جمعہ اور شب عیدین و شب دوشنبہ
کو مکہ مبارک و مدینہ مشرفہ میں ہوتا ہے فرمایا ولایت بفتح الواو
المحبوبیۃ وبکسر الواو التصرف فی الاقالیم قولہ تعالیٰ ھنالک
الولایۃ للہ الحق ھو خیر ثوابا وخیر عقبا۔ مناسب حکایت اُس
عورت کے یہ بیت پڑھی ہے

آن زن کہ براہ ہزار مردست تو ئی — واں مرد کہ از زنے خجل ماندہ منم

فرمایا کہ یہ بیت شیخ جنید قدس سرہ نے پڑھی جس وقت کہ رابعہ
رضی اللہ عنہا سے پیام نکاح کا کیا۔ رابعہ نے جواب دیا کہ خدا اکو
چاہوں یا تجھ کو، تو حضرت جنید نے یہ بیت پڑھی سلطان تقدیق
کرتا تھا بعد اس کے ولایت و تصرف اقلیم کے مناسب حکایت
بیان فرمائی کہ یوں کہتے اُس طرف مشائخ کبار سے سنا ہے کہ ولایت
شیخ کبیر بہاء الدین قدس سرہ کی قصبہ اودھ سے دہلی تک اور قصبہ
اجودھن سے کیچ مکران تک اقصائے خراسان اور ولایت شیخ
فرید الدین قدس سرہ کے قصبہ اودھ سے اقصائے ہندوستان تک
حد باندھی ہے۔ دعا گو نے اس طرف مشائخ کبار سے سنا ہے کہ شیخ
رکن الدین قدس سرہ قطب عالم تھے۔ اور شیخ نصیر الدین بھی قطب
تھے قسم کھائی کہ دو لوتہ لگا از شب جمعہ — و شب دوشنبہ کو مکے میں

ف: شیخ نصیر الدین

حاضر ہوتے تھے شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ دعاگو کو اُن کا مقام دکھاتے تھے۔ انہوں نے دعاگو سے کہا یا ولدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی ھنالک وھذان مقاما الشیخ رکن الدین والشیخ نصیر الدین یعنی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس جگہ نماز پڑھ یہ دونوں ان کے مقام ہیں مقام شیخ رکن الدین متصل دیوار کعبہ را نشان کردہ و مقام شیخ نصیر الدین پارہ بیشتر کردہ منفصل و جیا زیر اچہ شیخ رکن الدین اقرب بود۔ جس وقت شیخ مکہ نے دعاگو سے کہا کہ تو ان دونوں شیخ کے مقام میں نماز پڑھ تو دعاگو نے کہا۔ کہ میں اس جگہ قائم کیونکر رکھوں جہاں انہوں نے رکھا ہے الحاصل میں اُن مقامو سے پیچھے مشغول ہوا۔ اب میں نے یہ ادب نگاہ رکھا۔ تو شیخ مکہ نے دعاگو کے واسطے دعا کی فرمایا کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ وفات پا چکے تھے۔ اور شیخ نصیر الدین قدس سرہ زندہ تھے۔ ایک رات جمعے کے راتوں سے میں اُن کے مقام میں مشغول تھا میں نے دیکھا کہ شیخ نصیر الدین حاضر ہوئے۔ دعاگو سے کہا کہ اس درویش کی حیات میں یہ واقعہ کسی کے روبرو مت کہنا۔ ایسا اعتقاد رکھتے تھے جس زمانے میں کہ شیخ نصیر الدین نے وفات پائی تو دعاگو اچہ میں معتکف تھا۔ شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمتہ اللہ علیہ اُن کی نماز جنازہ کے واسطے آئے دعاگو سے اچہ میں ملاقات کی۔ اور کہا کہ تو بھی اُن کی نماز جنازہ اسی جگہ ادا کر اٹھارہویں تاریخ ماہ رمضان کی تھی۔

کیفیت اُس کی اوپر گذر چکی ہے۔ بعد اس کے خرقہ مشائخ کا ذکر چلا تو فرمایا کیا حکمت ہے کہ خواجگانِ چشت کے خرقہ میں تکمہ ہوتا ہے، سلطان نے کہا آنکہ چو نزکسرہ میگویند۔ فرمایا ہاں دعاگو نے مشائخ چشت سے پوچھا کہ یہ تکمہ اس خرقے کے سر پر کیوں ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ واسطے نفاذِ رفعت مرید کے۔ تاکہ مرید کا کام بلند ہو جائے اور خرقہ مشائخ دیگر کا بے تکمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو خرقہ بغیر تکمہ کے پہنایا ہے۔ یہ تکمہ انہیں مشائخ چشت نے زیادہ کیا ہے واسطے نفاذ رفعت کے مرید پا اور اصل خرقہ بے تکمہ ہے بعد اس کے فرمایا کہ مولانا جمال الدین معبری کا لڑکا دعاگو کا یار تھا۔ دعاگو سے تعلق وپیوند رکھتا تھا۔ مرد اہل علم وصالح و حاجی تھا۔ سلطان نے پوچھا اُس کا گھر کہاں ہے۔ فرمایا دہلی میں، سلطان نے کہا کہ استقامت[۱] کریں گے بعد اس کے شیخ زادوں شیخ کبیر کے پوتوں کے واسطے استقامت کے پیش کیا۔ پھر رشتہ داروں اور خادموں اور عزیزان دیگر کو گزرانا۔ الغرض سلطان نے سب کے واسطے قبول کیا۔ اور کہا کہ استقامت ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے ایک ہندو بچہ چھوٹا تھا۔ اُس کو بھی پیش کیا سلطان نے کہا مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس زمانے میں یہ بچہ دعاگو

---

[۱] یعنی اُس کا وظیفہ مقرر کر دیں گے ۱۲

کے پاس آیا تو کہا کہ دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ اسلام روزی کرے یہ بات زبان ہندی میں کہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اسلام روزی کریگا۔ سلطان نے قبول کیا۔ اور کہا کہ اس کی بھی استقامت کر دینگے بعد اس کے سلطان سے معذرت کی اور فرمایا کہ ہم واسطے تہنیت کے آئیں۔ سلطان نے کہا کہ اہل تہنیت تو آپ کی تعظیم کے واسطے آئیں پھر سلطان اُٹھ کھڑا ہوا۔ صدر جہاں حاضر تھا۔ اُس کی طرف دیکھا اور کہا کہ صدر جہاں ہمارا استاد زادہ ہے۔ سید جلال الدین کرمانی میرے اُستاد تھے اب میں نے سُنا ہے کہ مشغول ہو گیا ہے لیکن تیراندازی کو چھوڑ دیا ہے۔ جو کہ مسنون ہے۔ غازیوں کے زمرے میں ہو مخدوم اوام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ یہ صدر جہاں اپنے نفس پر غزا کرتا ہے وہ دشمن مرکب ست اور یہ حدیث شریف پڑھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك یعنے تیرے دشمنوں سے زیادہ تر دشمن تیرا نفس ہے جو کہ تیرے دونو پہلو کے درمیان میں ہے۔ سلطان نے عرض کیا۔ جی ہاں نفس دشمن ہے۔ جان کا مرکب ہے۔ آدمی پر جدا نہیں ہوتا ہے۔ مگر موت سے، یا پر اُسکو مارنے والے اور وہ لوگ اولیاء ہیں جو کہ خود کو زندگی میں مار سکتے ہیں سلطان نے کہا کہ صدر جہاں مرید ہو گیا ہے۔ فرمایا میں کون ہوں بواسطہ دعا گو مخدوموں کا مرید ہوا ہے۔ اور اُن کے اوراد کو پڑھتا ہے اسی درمیان میں سلطان نے عرض کیا کہ ملک قطب الدین ملتانہ

نہیں پڑھتا ہے۔ فرمودند ملک قطب الدین را کہ بیرادر گفت اے برادر خہتر ما ملک قطب الدین مرید شیخ رکن الدین ست و لیکن ہیچ صالح نیست۔ تا مغز کرو سلطان گفت فقیدم مخدوم در آنجا خانقاہ بخفت دولت میروند اورا عنایت چندان نمیکنند او کدام کس بود عظمت شما سخت بزرگ ست بعد از ان سلطان دو نئے بر خواجہ حسن خادم آورد و گفت حسن بنشیند چہ خادمی میکنی وقت کتابوں می سے شود گفتم لقمہ از دست شیخ مے ربایند و چیز سے خیرست۔ این شود من در خانہ ہی فقیدم این چہ خادمیت کہ شما سے کنید دیدہ ام آں زماں کہ کنند وری شیخ رکن الدین خرج شدی۔ کسے را مجال نبود سے کہ دم زند نہیں اشارت بود سے و معلی نو وازد سے بر سیا نہ اینجا مخدوم زا فزاں حیران سے کنند خواجہ حسن نے جواب دیا کہ خداوند عالم شیخ رکن الدین کے پاس اس قدر خلائق زیارت کو نہیں آتی تھی کہ جس قدر مخدوم قطب عالم و اقالیم کے پاس خود چھپا یا ہے زیارت کو آتی ہے۔ کہاں تک محافظت کریں بعد اس کے سلطان نے اپنے پوتوں کے واسطے کہا کہ مخدوم بندہ زادے قدمبوسی کرتے ہیں تو آپ نے یہ دعا کی کہ اللھم بارك فیھم یعنی الٰہی تو ان میں برکت دے۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے واسطے اسی طرح دعا فرماتے تھے مروی ہے کہ اگر ایک بچہ ہوتا تو اللھم بارك فیہ دعا فرماتے پھر سلطان نے قدمبوس کیا مخدوم نے چاہا کہ زدبان سے

نیچے آئیں۔ سلطان ہاتھ پکڑے رہا۔ پیچھے کو لے نزدیک فرمایا ہے کہتے ہیں پیچھے آؤں
چنانچہ قدیم تا بادشاہ کی تعظیم کروں۔ تم تو اس قدر دور سے آئے ہو۔ سلطان نے
عرض کیا کہ میں روا نہیں رکھتا ہوں کہ آپ نردبان سے نیچے آئیں اہل تعظیم
تو آپ ہیں ہماری تعظیم نہ کرنی چاہیئے پھر سلطان نے قدمبوسی کی اور مخدوم
سے عرض کیا کہ آپ بیٹھیں پھر چلا گیا۔ بعد اس کے ارکان دولت میں سے
ہر ایک قدمبوسی کرتا تھا۔ آپ ہر ایک سے معذرت فرماتے تھے۔ جب
سب چلے گئے۔ تو آٹھ رکعت نماز جو کہ اول سال غرۂ محرم کو اوراد
میں مروی ہے بجماعت ادا کی۔ دعائیں پڑھیں۔ یہ فقیر اول مجلس سے آخر
ملاقات سلطان تک خدمت امیر کبیر میں حاضر تھا۔ نوافل نماز اور سب
کچھ تمام نہ کیا۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من
سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس باب میں تھی واما مقام الصالحین
فھو علی عشرۃ مقامات صوم بالنہار وقیام باللیل وذکر الموت وتشییع
الجنائز ولزوم المقابر ومسح راس الیتامی بالایدی وعیادۃ المریض
وبذل الصدقۃ ومحبۃ اھل الخیر ومداومۃ الذکر یعنی مقام
صالحین کا دس مقاموں پر مبنی ہے۔ ایک تو دن کو روزہ رکھنا دوسرا رات کو
بقیام بسر کرنا یعنی نماز پڑھنا۔ تیسرا موت کو یاد کرنا جب سبق تذکر کا یہاں پہنچا
تو حدیث شریف فرمائی۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من تذکر الموت عشرین
مرۃ فی کل یوم لم تکتب علیہ خطیئتہ یعنے جو کوئی یاد کرے موت کو بیس
بار ہر دن میں تو اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ بابیں

عبادت کہیں جس طرح کہ دعا گو بعد پانچوں نمازوں کے کہتا ہے چار کلمے ہیں۔ چار کو پانچ میں ضرب دو تو بیس ہو جاتی ہیں۔ اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَارْحَمْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا تُعَذِّبْنَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یَا خَالِقَ الْحَیَاۃِ وَالْمَمَاتِ

اس فقیر نے فرمایا فرزند من ان چار کلموں کو بعد پانچوں نمازوں کے ہمیشہ کہو۔ دعا گو ہمیشہ کہتا ہے۔ اور اصحاب کو بھی میں نے حکم دیا ہے منجملہ اصحاب ایک یار نے عرض کیا کہ یا خالق الحیوٰۃ والممات کو بھی پڑھیں جواب فرمایا کہ اس کلمے سے پانچ کلمے ہو جاتے ہیں پانچ کو پانچ میں ضرب دو تو پچیس ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں بھی بیس بار فرمایا ہے اور یہی مروی ہے یہ کلمہ زائد ہوگا۔ لیکن اگر کوئی کہے تو منع نہیں ہے لیکن میں نے جو بیان کیا تم اسی کو لو چوتھا مقام جنازوں کے ساتھ جانا پانچواں قبرستان میں جانے کو لازم کرنا چھٹا یتیموں کے سر پر دست شفقت پھیرنا ساتواں بیمار پرسی کرنا آٹھواں صدقہ دینا یعنی سخاوت کرنا نواں محبت اہل خیر کی یعنی نیک لوگوں کو دوست رکھنا دسواں ذکر کرنے کی مداومت کرنا قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ای سرا وجھرا لان التضرع من الضراعۃ وھو الاظہار یعنے پکارو تم اپنے رب کو پکار کر اور چھپکے اسلئے کہ تضرع ضراعت سے ماخوذ ہے اور ضراعت کے معنی ہیں اظہار یہ دس مقام صالحین کے ہیں روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے

فرمایا فرزند من بگیر یا مایہ رسالک رسمت بہ کبازی ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ بعد اس کے فرمایا کہ اول سال کا دن ہے شیخ الاسلام کے تہنیت کو جاؤں۔ اٹھے پالکی کو لائے سوار ہوئے اور چلے۔ یہ فقیر اور یاران اعلیٰ وثاق میں لوٹ آئے۔

شب دوشنبہ دوم ماہ محرم

مخدوم ادام اللہ برکاتہ غرۂ ماہ محرم کو واسطے تہنیت شیخ الاسلام کے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے لوٹے تو درمیان مغرب وعشا کے پہنچے۔ اس فقیر نے خواجہ نصرت سے پوچھا کہ مخدوم بعد ملاقات شیخ الاسلام کے اور کہاں گئے تھے۔ شام کردی خواجہ نصرت نے کہا کہ میں ہمراہ رکاب نہیں گیا تھا۔ میں نہیں جانتا ہوں۔ ہم ابھی تک اس بات کو خوب کہہ نہ پائے تھے مخدوم چاہتے تھے کہ نمازیں شروع کریں۔ نیت فسخ کی۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور خواجہ نصرت کے لائے۔ فرمایا کہ شیخ الاسلام سے دہلی کہنہ کے گھر میں باغیچہ کے نزدیک ملاقات ہوگئی۔ وہ وضو کرتے تھے کہ میں نے ان کو پایا۔ اور تہنیت کی۔ جب وہاں سے لوٹا تو اثنائے راہ میں ایک عزیز پہنچا۔ وہ مزاحم ہوا۔ اپنے گھر میں لے گیا۔ اس عورتوں نے تعلق کیا۔ یعنی مرید ہوئیں۔ منجملہ ان کے ایک عورت نے خاندان چشت میں پیوند کیا۔ سب چھوٹی تھیں۔ میں نے ان کو بدختری قبول کیا یعنی ان کو بیٹی بنایا۔ مگر ایک بڑھیا تھی۔ بہ اس کو بخواہری قبول کیا۔ یعنی

اُس کو بھی بنایا۔ اُسی جگہ سے فتوح میں کپڑا ملا۔ تو میں نے خادم سے کہا تو اُس نے چادر جا گر کے دامنی پھاڑ کر دیئے تھی۔ پھر میں وہاں سے لوٹ آیا۔ ایضاً آہستہ فرمایا ایسا کہ وہ میں اور یاروں نے سن لیا۔ یعنے مولانا فریدالدین و شیخ زادہ نجم الدین و خواجہ نصرت نے کہ دعا گو کو یہ بات ہوائی کہ تو نہ لوٹے گا۔ یہاں تک کہ حضرت خضر سے ملاقات نہ کرے گا اور بعضے یاروں کی بھی ملاقات کرائے گا۔ پس دعا گو را انشراح در خاطرے افتد یعنے دعا گو کے دل میں خوشی معلوم ہوتی ہے۔ ایک رات خطیر شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ میں مع بعض یاروں کے جہت حمارت معروف سے کہا میں۔ پوچھا کہ اس جگہ سے خطیر کس قدر ہے۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ دو کوس ہوگا۔ فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ تم بھی برابر ہوگئے۔ تم نے غنیمت کی۔ یعنے سلام عرض کیا۔ ایضاً مخدوم دام اللہ برکاتہٗ صلوٰۃ احیاء الشباب پڑھا جاتے تھے۔ بیٹھ کر شروع کی اُٹھ کھڑے ہوئے اور آہستہ فرمایا شنوایا کہ کھڑے ہو کر پڑھو۔ اس سبب سے میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسی درمیان میں سید علی مدنی کی خبر وفات پہونچی علیہ الرحمۃ والمغفرۃ۔ فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ فرمایا کہ دعا گو کا برادر و یار تھا۔ اور اس کی والدہ میری بہن تھی۔ وہ روز سینہ مبارک دعا گو را جبر کردہ بود۔ اور اس جگہ بسبب میری محبت کے آیا تھا۔ ورنہ برابر دنیا کی طرف میل

لہ دامنی چادر را گویند یک عرض و بیند زر ۱۲ غیاث

نہ رکھتا تھا۔ کسی وقت اُس نے کہا کہ میرے واسطے سفارش کرو اور دعا اور
ویسے ہی ہوا جیسا فرمودہ تھا۔ جس وقت صبح کی نماز ادا کر چکے تو دوم ماہ محرم
روز دو شنبہ واسطے نماز جنازہ سید علی کے مع اصحاب اعلیٰ روانہ ہوئے۔
یہ فقیر اور برادر فقیر بھی رکاب مبارک میں چلے۔ جب اُس کے مقام
میں پہنچے تو اُس کے جنازہ مبارک کو باہر لائے۔ فرمایا امام کو
چاہیے کہ سینہ میت کے نزدیک کھڑا ہو۔ پھر نماز جنازہ کی تکبیر بھی
خود مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے امامت فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے
تو آیۃ الکرسی پڑھی۔ پھر برابر جنازے کے چلے یہ فقیر و اصحاب اعلیٰ رکاب
سعادت میں روانہ ہوئے۔ جب حظیرہ میں پہنچے تو جنازے کو اتارا
جب تک کہ قبر کا گڑھا کھودا تب تک اُس جگہ بیٹھے۔ اشراق و چاشت
کی نماز بھی اُسی جگہ ادا کی۔ پھر سید علی مدنی کو قبر میں اتارا۔ پھر تختہ پوش
کیا۔ میت کے نزدیک باواز بلند یہ پڑھا جس طرح کہ اوراد میں ہے
یا ولی اللہ یا ولد رسول اللہ اذا جاءک من اللہ ملک فقل
السلام علیکم انی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا
عبدہ و رسولہ الی آخر الدعاء اور رونے لگے۔ جب تلقین سے فارغ
ہوئے تو سید علی کے لڑکوں سے بھی فرمایا کہ تم دو رکعت نماز پڑھو پہلی
رکعت میں سورہ اذا زلزلت اور دوسری میں سورۃ الہاکم التکاثر بعد فراغ
کے میت کو ثواب بخشو۔ فرمایا کہ یہ بات حدیث صحاح میں مروی ہے
اور اکثر شیخ بھی اس نماز کو نہیں لاتے ہیں۔ مولانا فریدالدین نے عرض

کیا کہ اوراد مجذوم میں مولانا نظام الدین لائے ہیں مخدوم ادام اللہ
برکاتہ مبارک نے قبر کے بیٹھے پھر فرمایا کہ سورۃ واقعہ اور منجیات یعنی سورۃ ملک
کو سورۃ منجیہ بھی کہتے ہیں واسطے نجات قبر کے مجرب ہے منجملہ اصحاب
ایک یار نے پوچھا کہ رات کو نکرین پر سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور میت
کے قبر میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات کیسی ہے۔ جواب فرمایا کہ اس طرف
مکہ و مدینہ میں نہیں کرتے ہیں پھر وثاق میں لوٹ آئے القصہ روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے
شروع کیا ترتیب اس باب میں تھی فاما مقام المریدین ای الطالبین
فہو علی عشرۃ مقامات المحبۃ الی اللہ بالنوافل والتدبر بعدہ
بالنصیحۃ فی النفس فیما عند اللہ بمثل النصح لہ ثم فی الخلق
والانس بکلام اللہ والصبر علی احکامہ والائتمار لامرہ والحیاء
من نظرہ الیہ وبذل الموجود فی محبوبہ والتعرض لکل سبب
یوصل الیہ والرضاء بالقلیل والقناعۃ یعنے طالبین کا مقام دس
مقاموں پر مبنی ہے ایک تو دوستی کرنا اللہ تعالیٰ سے ساتھ نوافل کے
دوسرا مقام اس کا تدبر و تفکر کرنا ہے۔ اول اپنے نفس کو نصیحت کرے
بعد اس کے خلق کو نصیحت کیجیے، قولہ تعالیٰ اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم تیسرا اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے موانست
کرنا۔ یعنے قرآن شریف کی بہت تلاوت کرنا چوتھا قرآن شریف کے
احکام پر صبر کرنا۔ یعنی اس کے اوامر ونواہی کی رعایت کرنا۔ پانچواں

اس کے حکم کی فرمانبرداری کرنا چھٹا اللہ تعالیٰ کے نظر کرنے سے شرمانا کہ وہ اس کو دیکھتا ہے۔ قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید وھو معکم اینما کنتم۔ ساتواں جو کچھ پہونچے اس کو خرچ کر ڈالے آٹھواں اس بات میں کوشش کرے کہ وصال پائے اور اس کے پاس پہونچے نواں تھوڑے سے راضی ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھ سے تھوڑے کے ساتھ راضی ہو جاتا ہے تو میں بھی اس سے تھوڑے کے ساتھ خوش ہو جاتا ہوں۔ زکوٰۃ و حج و صدقہ فطر و قربانی اسمیے وایتاء ذی القربیٰ وما جعل علیکم فی الدین من حرج دسواں قانع بقناعت ہونا القناعۃ کنز لا یفنے والقانع غنی وان لم یملک حبۃ والحریص فقیر وان ملک الدنیا یعنے قناعت ایک خزانہ ہے کہ فنا نہیں ہوتا ہے اور قانع غنی ہے اگرچہ ایک حبہ کا مالک نہ ہو اور حریص وہ فقیر ہے گو دنیا کا مالک ہے یہ دس مقام طالبین کے ہیں۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من نیک بگیر یہ مایہ سالک ست یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق تعالیٰ اس فقیر کے تھی۔

ایضاً روز مذکور دوم ماہ محرم روز دوشنبہ بعد از نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ عوارف کا سبق فرماتے تھے کہ جو شخص خانقاہ میں رہے تو اس کو چاہیے کہ مشغول رہے نہ بیکار رہے ورنہ از روئے طریقت نہ از راہ شریعت اس خانقاہ کی وجہ کھانا روا نہیں ہے۔

یا کوئی شخص اگر کھانے تو خادمی کرے یا جھاڑو دے۔ اس کو بھی روا ہے
کیونکہ کام میں ہے۔ لیکن بانی خانقاہ نے وقف کی نیت کی ہے۔ تو شریعت
میں بھی بیکار کے واسطے روا نہیں ہے۔ چنانچہ اول مذہب میں اسی درمیان
میں خادموں کو طلب کیا اور فرمایا۔ کہ بادشاہ ہر ماہ وجہ نیک سے وظیفہ
بھیجتا تھا۔ اس ماہ میں یعنے محرم میں وظیفہ نہیں بھیجا۔ اس سبب سے
کہ بعد عاشورے کے روانہ ہو جاوے گا۔ لیکن بادشاہ ہر روز دو وقت
کندوری یعنے دستر خوان تہنیت کا بھیجتا ہے۔ پس کسی بیگانے کو
اندر آنے مت دو۔ تا کہ ان وظیفہ خواروں کو بھی کھانا جو آتا ہے پہنچ
جاوے اور کفایت کرے۔ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ
جس زمانے میں دعاگو اُچہ سے ملتان میں واسطے طلب علم کے آیا تو
شیخ قطب العالم رکن الدین قدس اللہ سرہ کی ملاقات کی تھی شیخ نے
اپنے خادموں سے فرمایا کہ اس کو خانقاہ میں مت آنے دو۔ مدرسے میں
آنے دو۔ کیونکہ یہ نیت علم باہر آیا ہے۔ وجہ خانقاہ کی اس کے واسطے
کب جائز ہوگی۔ پس شیخ نے دختر بادشاہ سے کہہ دیا تھا۔ کہ ہر روز دو دیگچہ
خاص شیخ سے وظیفہ پکا کر پہنچاتی رہیں۔ وجہ خانقاہ سے نہیں اور
کبھی کبھی لیں خوردہ شیخ کا بھی بھیجتی تھی۔ ایسی شفقت رکھتی تھی تا وجہ یعنے
غیر حلال کھانے نہیں دیتے تھے۔ ایک برس تک میں وہاں ہدایہ
جیسی کتابیں جو کہ بعد انتقال قاضی بہاء الدین علیہ الرحمہ کی رہ گئی تھیں
ان کو میں نے تمام کیا۔ پھر شیخ نے دعاگو کو روانہ فرمایا۔ ایضاً فرمایا کہ بعض

اور جب کسی مقام میں کوئی خطا ہو جاتا تو اُس مقام سے عدول کرتے
تھے۔ تا آں خطا را بدا کردہ نیت زیادہ نماید۔ مناسب اس کے فرمایا
شریعت میں مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر
عورت سے صحبت کر لی۔ تو اس کا احرام ٹوٹ گیا۔ پھر جس وقت
باندھے کہ احرام باندھے تو عورت سے جدا رہے۔ نزدیک
بعض علما کے واجب ہے اور ہمارے مذہب میں اولیٰ یہ ہے کہ
ایسا کرنے پر نظر ہے اُس بات کی جس کا ذکر اول ہوا۔ پھر رو بہ مبارک
طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیر یاد رسبق پڑھو میں نے
شروع کیا۔ ترغیب اس باب میں لکھی روی عن عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال من سبح اللہ تعالی مأتہ بالغداۃ ومأتہ بالعشی
کان کمن حج مأتہ حجۃ ومن حمد اللہ تعالی مأتہ بالغداۃ و
مأتہ بالعشی کان کمن حمل مأتہ فرس فی سبیل اللہ تعالی ومن
ھلل اللہ تعالی مأتہ بالغداۃ ومأتہ بالعشی کان کمن اعتق
مأتہ رقبۃ من ولد اسمعیل علیہ السلام ومن کبر اللہ تعالی مأتہ
بالغداۃ ومأتہ بالعشی لم یأت فی ذلک الیوم احد باکثر مما اتی
بہ الا من قال کما قال ھو او زاد علی ما قال یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سبحان اللہ[1] کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ

---

[1] پوری تسبیح یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اُس شخص کے مثل ہے کہ جس نے سو حج کئے۔ اور جو کوئی الحمد للہ کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ مثل اُس شخص کے ہے کہ جس نے سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کیا ہو۔ اور جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو وہ مثل اُس شخص کے ہے کہ جس نے سو بردے آزاد کئے ہوں۔ اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے، اور جو کوئی اللہ اکبر کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو تو اُس دن کوئی شخص اُس سے عمل میں زیادہ تر نہ ہوگا۔ مگر وہ شخص کہ کہے جیسا کہ اس نے کہا یا اُس پر زیادہ کیا۔ پس اسکے امیر کبیر رو دئے منبر طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں یہ تسبیح ہر روز صبح و شام دو سو بار کہا کرو دعا کو بھی ہمیشہ کہتا ہے۔ اور بار لوگ بھی کہتے ہیں میں نے ان کو حکم دیا ہے۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی

سوم ماہ محرم روز سہ شنبہ وقت چاشت

یہ فقیر حقیر ختلان میں بخدمت امیر کبیر حاضر تھا۔ فرمایا حقیقت ماہیت کہتے ہیں کماھی بمناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ کبیر بہار الحق والدین قدس اللہ روحہ کسی جگہ تشریف لے گئے تھے وہاں سے لوٹے تو مسجد میں تکبیر کی اقامت کہی تھی۔ اور آ رہے۔ امام کا اقتدا شروع کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام کو طلب کیا۔ اور فرمایا میں تکبیر تحریمہ سے نماز سے نکلنے تک تو ملتان میں گھوڑے خریدتا

اور دہلی میں بیچا تھا۔ اور دہلی سے بردے خریدتا اور ملتان میں بیچتا تھا۔ ملتان سے دہلی میں اور دہلی سے ملتان میں۔ یہ کیا نماز ہے۔ یاراں امام گفت نماز اعادہ کنیم شیخ گفت خواہی کرد خود شیخ اعادہ کرد۔ یہ ہے نماز حقیقت کی لیکن شریعت میں روا ہے۔ حقیقت کی نماز حضور ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول پاک ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب اسے بحضور القلب مع اللہ تعالیٰ یعنی نہیں ہے نماز مگر ساتھ حضور قلب کے یعنی ساتھ حضور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا ...... فرزندان میں بگیرید الفقّا فرمایا کہ کمال بیت مرید کی اُس وقت ہوتی ہے کہ اگر دل میں کچھ بدی گزرے تو شیخ اُس کا کشف کرے۔ یعنے اُس کو دور کر دے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک ہندوستانی مکہ مبارک میں شیخ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ کے پاس رہتا تھا۔ مکے میں اوراد یعنی وظیفہ نہیں ہوتا ہے۔ مصر میں خلیفہ کے پاس ہوتا ہے۔ ایک دن وہی ہندوستانی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ خلیفہ کے پاس مصر میں جاؤں کچھ وظیفہ مقرر کر دے تو پھر واپس آجاؤں۔ وہ ہر سال پہونچے گا۔ حاجتمندی نے زور آوری کی ہے۔ شیخ مکہ عبداللہ یافعی قدس اللہ روحہ نے اُس کے باطن میں نظر کی۔ اُس کے دل سے اُس خطرے کو دور کر دیا۔ بعد ذرا دیر کے دعا گو نے دیکھا کہ اُس ہندوستانی نے کہنا شروع کیا۔ کہ مخدوم میں نے توبہ

کی۔ میں نہ جاؤں گا۔ میں نے باری تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کی۔ اور یہ آیت شریف پڑھی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا یعنی نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں مگر اللہ پر ہے روزی اس کی۔ دعاگو نے اس سے کہا تو جانتا ہے کہ تیرا یہ خطرہ کہاں سے دور ہوا۔ وہ بولا میں نہیں جانتا ہوں۔ میں نے کہا کہ شیخ نے تیرے باطن میں نظر کی اور اس خطرے کو دور کر دیا۔ فرمایا کہ گھڑی بھر اولیاء کی نظر کرنے میں یہ دولت ہے۔ چاہیے کہ شیخ کی صحبت میں رہے۔ اور علم پڑھے اور اس سے سنے تو ایسی دولتیں سعادتیں پائے۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران اعلیٰ کے لائے۔ فرمایا جیسے تم مجھ صحبت دعاگو رہتے ہو۔ اور دعاگو سے علم سنتے ہو اور پڑھتے ہو اور عمل اخذ کرتے ہو کس حد تک سعادت ہے ہم سب نے قدمبوسی کی ایضاً صحبت توبہ مرید کے باب میں گفتگو ہونے لگی فرمایا کتاب سلوک میں ہے لا یصیر المرید مریدا حتی لا یکتب صاحب الشمال عشرین سنۃ شیئا یعنی مرید مرید نہیں ہوتا ہے۔ یعنی طالب کامل، یہاں تک کہ بائیں طرف کا فرشتہ نہ لکھے اس پر کچھ بدی، بیس برس تک اس فقیر سے فرمایا فرزند من بگیر یا آج ایک شخص نے مجھ سے بیعت کی اور ریشمی ڈالا۔ توبہ کی۔ اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اور نماز بھی قبول نہیں ہے۔ پھر اس کے منہ پر مار لیے ہیں۔ اور وہ توبہ کرتا ہے۔ اور پھر نماز پڑھتا ہے۔ فرشتے گناہ لکھتے ہیں۔ جب تک کہ پہنے ہوتے ہے۔ اسی جہت سے دعاگو

نہیں کرتا ہے۔ پڑھوں کو تیار دی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور جوان کو فرما دی ہیں قبول کرتا ہوں۔ میں شیخ نہیں ہوں دکیل ہوں اسی درمیان میں مخدوم زادہ سیادت مآب بیرہ مخدوم اطال اللہ عمرہ خدمت میں کلام اللہ شریف پڑھنے لگا۔ شروع میں کہتا تھا یا سنادکم الی حضرۃ اللہ جل جلالہ فرمایا یہ اس سبب سے کہتا ہے کہ دعا گو ساتوں امام سے ساتوں قرآت کا اسناد رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میں نے اس طرف ان قاریوں کو عرض کیا ہے۔ اور اسناد لکھا ہوا رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس جگہ کوئی شخص دعا گو سے ساتوں قرارت کو عرض کر لے۔ اور اگر نہ کر سکے تو قرآت ابوعمرو کو عرض کر لے۔ تو میں اسناد لکھوں۔ اور اس کو دیدوں۔ چنانچہ بعض عزیزوں نے عرض کیا ہے میں نے ان کو اسناد لکھ دیا ہے سیادت مآب سورۃ طسم میں پہنچا۔ فرمایا کہ طسم بفتح الطاء بغیر الف ما لہ بھمزۃ وبغیر الھمزۃ ہند و شانی قاریوں نے ترک ہمزہ کو اختیار کیا ہے اور ابا تنا میں حرف تا کو ظاہر کرتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیر یا۔ وسبق بجز انیہ میں نے شروع کیا ترتیب اس باب میں لکھی اما مقام المحبین فھو علی عشر مقامات تعظیم امر اللہ والحب للہ والبغض للہ والھیبۃ والمراقبۃ للہ والصدق والجد والاجتہاد وخضوع الرقبۃ فی ذل المسکنۃ والسکون بین یدی اللہ وحفظ النفس عنہ ورعایۃ القلب وانتظار ما یفتح

بدوم معاملتہ یعنے مقام مطیعوں فرمانبرداروں اور اہل طاعت کا
دس مقاموں پر مبنی ہے ایک تو تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کے امر کی۔ دوسرا
مقام دوست رکھنا اہل طاعت کو واسطے خدا کے۔ تیسرا دشمن رکھنا اہل
عصیاں کو واسطے خدا کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تاخذکم بہما
رافعۃ فی دین اللہ۔ چوتھا بخشش کرنا واسطے رضا اللہ تعالیٰ کی۔ بقدر
مقدور پانچواں مراقبہ کرنا یعنی سب حال میں اللہ تعالیٰ کو خود پر ناظر رکھنا۔
مراقبہ کے معنے از روے لغت کے پاسبانی چشم داشتن اسلیے کہ مفاعلہ
واسطے مشارکت کے ہے۔ اور مبالغے کے بھی۔ وفی اصطلاح المشائخ
الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم العزیزۃ المراقبۃ ملازمۃ العلم
بان اللہ مطلع علیہ یعنی مشائخ صوفیہ کے اصطلاح میں مراقبہ یہ ہے
کہ ہمیشہ اس بات کا جاننا کہ اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے۔ اور یہ مراقبہ
کہ گھڑی بھر سر کو زانو میں کر لیتے ہیں۔ سو مبتدیوں کا مراقبہ ہے۔ اور
مراقبہ منتہی لوگوں کا یہی ہے جو میں نے کہا۔ چھٹا مقام جہد و اجتہاد ہے
یعنی اعمال صالح میں سعی و کوشش کرنا۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے والذین
جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ای سبیل وصالنا یعنی جن لوگوں نے
سعی و کوشش کی ہمارے طلب میں تو ہم ضرور ان کو اپنے وصال کی
راہیں بتا دینگے۔ ساتواں گردن رکھ دینا ذلت و محنت میں۔ یعنی
خواری کھینچنا۔ آٹھواں ساکت ہونا روبرو حضرت صمدیت کے یعنی لایعنی
سے لے فائدہ بات نہ کہنا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

من امن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت وفی روایۃ اولیصمت یعنے جو شخص اللہ و رسول و روز قیامت پر ایمان لایا ہے تو چاہیئے کہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔ نواں فرو بردن نفس نزدیک خدائے تعالیٰ یعنی نگاہ رکھنا نفس کو نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔ دسواں رعایت قلب یعنی نگاہ رکھنا دل کو اور منتظر رہنا اُس شے کا جو واقع ہوتی ہے دل میں معاملہ حق سے۔ جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

قلوب العارفین لہا عیون

یعنے عارفوں کے دلوں کی آنکھیں ہیں۔ یہ دس مقام اہل طاعت کے مقام ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیر یا یہ سالک سنت یہ ترتیب حق ہیں اس فقیر کے تھی ایضًا خلق رنجیدہ کرتی تھی۔ نماز نہیں پڑھنے دیتی تھی۔ تو فرمایا فروا من الناس کما یفر الغنم من الاسد یعنے تم بھاگو لوگوں سے جس طرح کہ بکریاں شیر سے بھاگتی ہیں ایضًا فرمایا سالک کو واجب ہے کہ جو کچھ کرے خدا کے واسطے کرے۔ مثلاً اگر کھانا کھائے تو عبادت خدا کی نیت کرے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر پاخانے میں جائے تو نیت کرے کہ جلد فارغ ہو جائے تو لائق عبادت کے ہو۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام نیۃ المومن خیر من عملہ و انما الاعمال بالنیات یعنے نیت مومن کی بہتر ہے اُس کے عمل سے اور سوا اس کے نہیں کہ اعتبار اعمال کا نیتوں سے ہے ایضًا بلاغت بالغوں کا ذکر نکلا تو فرمایا کہ بالغین صاحب ہیں

جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لا شئی عندی کل من طلب الدنیا[1] — والقاہرون نفوسہم الابطال

الطالبون نشابہوا برجالہم — والواصلون الی الحبیب رجال

یعنی جو شخص کہ دنیائے فانی کا طالب ہے وہ کچھ شے نہیں ہے۔ والشئ اذا انفصل عن المقصود جاز نفیہ یعنی شے جس وقت مقصود سے خالی ہوتی ہے۔ تو اس کی نفی جائز ہے۔ فرمایا ایک عزیز نے پوچھا کہ لا شئی کیوں کہتا ہے۔ لا شے بھی ایک شے ہے۔ حالانکہ طالب دنیا تو لا شے بھی نہیں ہے اور اپنے نفس کے توڑنے والے ابطال ہیں ابطال جمع ہے بطل کی بطل کہتے ہیں شجاع و بہادر کو اور طالبان حضرت قدسی کو مردوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ اور جو لوگ کہ دوست تک پہنچے ہوئے ہیں مرد وہی ہیں ایضاً فرمایا کہ محبوں کی شوق و محبت کی آگ سخت تر ہے دوزخ کی آگ سے جیسا کہ اہل محبت نے کہا ہے ؎

بالنار خوفنی قوم فقلت لھم — النار ترحم من فی قلبہ نار

یعنی ایک گروہ نے مجھ کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا تو میں نے ان سے کہا۔ کہ دوزخ کی آگ رحمت و شفقت کرتی ہے اس شخص پر کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے۔ ولھذا قیل المحترق لا یحترق یعنی اسلئے کہا ہے

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے لیکن وزن شعری میں اختلال آتا ہے۔ شاید الدنا ہو جو جمع ہے دنیا کی کما فی القاموس واللہ اعلم

کہ جلی ہوئی شے نہیں جلتی ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ جلی شے کو پھر جلائیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند من بگیر ایں و آں اشعار عربی یکجا تقریر کردم بنویسید۔ وسبق بخوانید میں نے شروع کیا ترتیب اس باب میں تھی۔ عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما قولہ علیہ السلام من قام اذا زالت الشمس وتوضأ واسبغ الوضوء ثم صلی قبل الظهر اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وایۃ الکرسی وقل ھو اللّٰہ احد ثلاث مرات ویتم رکوعھن وسجودھن کتب اللّٰہ لہ سبعین الف حسنۃ ومحا عنہ سبعین الف سیئۃ ورفع لہ سبعین الف درجۃ وصلی خلفہ سبعون الف ملک یستغفرون لہ ووکل اللّٰہ ملکین سوی حفظتہ احدھما عن یمینہ والاخر عن شمالہ یدعوان لہ حتی یمسی وان مات کان لہ اجر صدیق وشھید یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص کہ کھڑا ہو جس وقت کہ سورج ڈھل جائے اور وضو کرے بکمال اعتبار الاسباغ الاکمال یعنی اسباغ کی معنی اکمال ہیں۔ پھر پڑھے ظہر سے پہلے چار رکعتیں۔ پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایکبار اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد تین بار اور پورا کرے اُن کے رکوع و سجود خشوع کو یعنے تعدیل ارکان ادا کرے تو لکھوا دے اللہ واسطے اُس کے ستر ہزار نیکیاں، اور دور کرے اُس سے ستر ہزار بدیاں اور بلند کرے واسطے اُس کے ستر ہزار درجے اور نماز پڑھیں پیچھے اُس کے یعنے اقتدا کریں ستر ہزار فرشتے اور بخشش مانگیں

واسطے اُس کے اور مقرر کرے اللہ دو فرشتوں کو جو نگہبان فرشتوں کے ایک کو اُس کے سیدھی طرف اور دوسرے کو اُس کے بائیں طرف نگاہ رکھیں، اس کو یہاں تک کہ شام کرے۔ یکلاۂ نہ ای یحفظانہ یعنی نگاہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دو فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اگر اس نماز کا پڑھنے والا اُس دن مر جائے تو اُس کے لئے صدیق و شہید کا اجر ہوئے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا فرزند بن کبیر یہ۔ اور یہ نماز وقت زوال کے ادا کرو۔ دعاگو ہمیشہ ادا کرتا ہے یہ نماز اور اوبیں سے ہے میں نے یا دل سے بھی کہہ دیا ہے وہ اُس کو کرتے ہیں یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس دعاگو کے تھی۔

ایضاً روز مذکور سہ شنبہ ماہ مذکور بعد نماز ظہر

یہ فقیر خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا مصابیح کا سبق فرما رہے تھے حدیث شریف یہ تھی۔ ان اعرابیا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ علمنی شیئاً فاعمل بہ حتی ادخل الجنۃ فقال یا اعرابی تعبد اللہ لا تشرک بہ شیئاً و تصلی الصلوٰت المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ فقال الاعرابی لا ازید علی ھذا و لا انقص یعنی تحقیق ایک دن ایک جنگلی آدمی آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ سکھاؤ مجھ کو کوئی چیز پس میں اُس کو کروں یہاں تک کہ داخل ہوؤں میں بہشت میں پس آپ نے فرمایا اے اعرابی تو

عبادت کر اللہ کی، اور شریک مت کر اُس کے ساتھ کسی چیز کو فرمایا کہ مراد
اُس شرک سے ریا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ریا کو شرک اسلئے کہا کہ
ریا شرک خفی ہے۔ اُس طرف کے محدثوں سے اسی طرح سُنا ہے۔ یہاں
تک کہ اگر رات میں یا حجرۂ تاریک میں نماز پڑھے اور دل میں خطرہ گذرے
کہ کسی کو دیکھتا ہے تو ریا ہوگی۔ مخلص کو خلا و ملا یعنی تنہائی و مجمع یکساں ہے۔ وہ
نظر رکھتا ہے، خداوند تعالیٰ پر، دوسری بات اُس اعرابی سے یہ فرمائی
کہ اے اعرابی تو پانچوں وقت کی نماز پڑھ جو کہ لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اے اعرابی ادا کر زکوٰۃ
جو کہ فرض کی گئی ہے، اگر تو نصاب کا مالک ہو۔ پس اُس اعرابی نے کہا۔
میں کچھ اس پر زیادہ نہ کروں گا۔ اور نہ کم کروں گا پھر فرمایا یعنی حضرت
مخدوم نے کہ دوسری اس بات کا حکم دیا کہ حج ادا کر یہ بات اُس طرف
کے محدثوں سے سُنی ہے۔ کیونکہ مناسک حج سب وقت تھا۔ وہ شخص بیابانی
وغیرہ بھی اس کو جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکل امۃ جعلنا
منسکا ھم ناسکوہ اعرابی نے جو بات کہی کہ لا ازید علی ھذا ولا انقص
یعنی میں نہ اُس پر زیادہ کروں گا نہ اس سے کم کروں گا سو اس کے کیا معنی
ہیں اُس طرف کے محدثوں سے سُنا ہے کہ وہ اعرابی قوم کا سردار تھا یعنے
اس حدیث کو قوم کے پاس پہونچاؤں گا اس حدیث پر نہ کچھ زیادہ کروں گا نہ
اس سے کچھ کم کروں گا۔ پھر اس فقیر اور اصحاب اعلیٰ سے فرمایا برادران کبیر یکو
اسی درمیان میں اربعین صوفیہ کا سبق شروع ہوا حدیث شریف یہ تھی

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء الدنیا فی الثلث الاخیر ویقول ہل من مستغفر فاغفر لہ وفی روایۃ یبسط یدیہ ویقول من یقرض الذی ہو غیر عادم ولا ظلوم حتی ینفجر الفجر فرمایا کہ ینزل ربنا کہا ہے اللہ تعالیٰ تو نزول سے منزہ ہے پس اس جگہ مضاف محذوف ہے ای ینزل ملک ربنا یعنی ہر رات ایک فرشتہ اخیر رات میں آسمان سے اترتا ہے اور کہتا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھیلاتا ہے اپنے ہاتھوں کو اور کہتا ہے کون شخص قرض دیتا ہے اس شخص کو جو کہ معدوم نہیں ہے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے ومن یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا مضاعفۃ اور اس شخص کو جو کہ ظالم نہیں کرتا ہے یہ ندا صبح تک رہتی ہے کہ فجر طلوع کرے بعد اس کے سید معز الدین رسولدار آئے اور حل اسم پڑھنے لگے اسم یہ تھا فلا یفوت شیئ من عابدہ ولا یؤدہ فرمایا آج تجھی یا حی یا قیوم کا ورد ہے ہزار بار، روز سہ شنبہ ہے۔ فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اگر مردے پر پڑھیں تو زندہ ہو جائے۔ اور اس اسم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُن کو عجائب دکھلائے اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز ایک

لہ اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید عربی عبارت میں سے یہ لفظ رہ گیا ہل من داع فاستجیب لہ ۱۲

ولی مکاشف راہ حجاز تعلیمہ میں جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس زمین میں پہنچے کہ جس جگہ گنج زر ہے۔ تو فرمایا کہ کھولیں۔ خمس کو بیت المال میں، اور باقی کو جو درویش لوگ کہ پیدل چل رہے تھے اُن سب کی امداد کے واسطے لیا۔ اونٹ خریدے اور روانہ ہوئے بعد اس کے فرمایا کہ اگر مال کو شہر میں پائیں اور امیر ہو تو وہ سب بیت المال میں جمع ہو۔ اور اگر کسی جنگل میں ہو اور امیر نہ ہو تو وہ ایک خزانہ ہے کہ جو خلق اللہ الارض خاق ذلک یعنے وہ ایک خزانہ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا ہے اُس کو بھی پیدا کر دیا بعد اس کے فرمایا کہ منجملہ یاران ایک عزیز ہے کہ نام اُس کا نہ لوں گا۔ وہ مکاشف ہے۔ اور اسی جگہ ہے اُس نے دعا گو سے کہا کہ فلاں جگہ خزانہ ہے کسی دوسرے عزیز کے کام آجائیگا تاکہ وہ اُس کو کھولے۔ مصرف میں پہنچانے میں نے کہا کیا یہ کہ کسی کی ملک ہو۔ تو مجھے حرام ہے۔ اور وہ بیت المال کی ملک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ بادشاہ سے کہیں۔ وہ اُس کو کھولے۔ سید رسول دار نے کہا کون ہے کہ اس بات کو بادشاہ کی کان پر ڈالے۔ فرمایا میں اُس سے مشورہ کروں گا خواجہ نصرت کو طلب کیا اور فرمایا جا اُس سے پوچھ کر بر بادشاہ[1] بعد اس کے فرمایا کہ شاید کہ وہ خزانہ شہر سے باہر ہے اللہ تعالےٰ نے اُس کو پیدا کیا ہو جس دن کہ دنیا کو پیدا کیا ہے چنانکہ حکایت آمد بعد اسکے فرمایا کہ ایک ولی ہندوستان کا ہے اور ایک خراسان کا

---

[1] اصل میں اسی طرح ہے شاید یوں ہو کہ اُس سے پوچھ کر بادشاہ سے اس بات کو کہہ دیں۔ واللہ اعلم

اس جگہ کے خادموں سے۔ اُن کو میرے ساتھ کھانا کھانے نہیں دیتے ہیں
دور کرتے ہیں۔ فرمایا لیکن اچھا ہے تاکہ استوار رہیں۔ ایضاً ولایت قطبی
کا ذکر چلا فرمایا کہ شیخ نصیر الدین قطب تھے لیکن تمام عالم کے نہ
تھے۔ اُسی اپنی ولایت ہی کے۔ ایک عزیز نے پوچھا۔ کہ کتنی مدت قطبی میں
رہے۔ فرمایا کہ چند سال۔ آخر عمر میں دعا گو نے اس اطراف میں سنا ہے۔
رہا قطب عالم سو وہ قطب اقطاب ہوتا ہے۔ جیسے شیخ عبد القادر
رحمہ اللہ تعالیٰ کے قطب اقطاب تھے۔ اور آسمان میں تصرف رکھتے تھے۔
فرشتوں کے واسطے عرض کرتے۔ کہ اس کو فرشتہ مقرب کریں۔ بندہ رسول اللہ
نے پوچھا وہ قطب کہ ابدال کے سر پر ہے۔ دوسرا ہے۔ فرمایا ہاں ایضاً
سید علی مدنی کو یاد کیا اور فرمایا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من مات من
العشق فقد مات شہیداً یعنی جو شخص عشق سے مر جاتا ہے تو مقرر وہ شہید مرا
ایک عزیز نے پوچھا۔ کہ اس کا حال کس طرح گذرا۔ فرمایا کہ اس کا حال رات
کو معلوم ہوا۔ نور من قبرہ شبہ یعنی اُس کی قبر روشن اور فراخ کر دی گئی یعنی اُس
کی قبر مبارک کو پر نور کر دیا۔ اور فراخ بھی کیا۔ بعد اس کے فرمایا حدیث شریف
میں ہے کہ اگر کوئی شخص غربت یعنی مسافرت میں مر جاتے تو اُس کی قبر کو
اُس جگہ تک کہ جو اُس کا مقام ہے بہشت کا چمن کرتے ہیں۔ سید علی کا یہی
واقعہ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ چند مدت اُچہ میں تھا۔ اور اُس جگہ بھی کسی
وقت اُس نے دنیا کی طلب نہ رکھی۔ رونا بہت تھا۔ بات میں رقت بہت
رکھتا تھا۔ ایک عزیز تھا اور میرا برادر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ بات مروان

کا حال کیونکر گذرا۔ فرمایا اس سبب سے کہ اُس کے پیر شیخ نصیر الدین اُس سے رنجیدہ تھے۔ عقوبت میں تھا۔ دعا گو نے اُس کے واسطے شیخ نصیر الدین سے معذرت چاہی۔ تو اب تخفیف ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ مدینہ مبارک میں ایک صندوق ہزار دانے کی تسبیح سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرے دن زیارت کو جاتے ہیں۔ اور ایک بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں صحاح میں ہے کہ عذاب قبر کا میت سے اُٹھا لیتے ہیں۔ گو لائق عذاب ہی کے کیوں نہ ہو بعد اسکے فرمایا کہ اگر گناہ نہیں رکھتا ہے اور لائق عقوبت کے نہیں ہے تو درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اور اگر وہ خصم رکھتا ہے تو تخفیف ہو جاتی ہے لیکن قیامت کے دن جب تک کہ اُس کے خصم خوش نہ ہو جائیں گے تب تک خلاصی نہ پائیگا تیسرے دن بعد کھانا تسبیح کے، واسطے زیارت سید علی کے روانہ ہوئے۔ سب یاروں نے فرمایا اور بندہ اور برادر بندہ رکاب سعادت میں تھے۔ یہاں تک کہ اُس کے حظیرے میں پہونچے مخدوم نے مع یاروں کے سورۃ ملک پڑھی۔ اور ثواب بخشا اور یہ دعا پڑھی جو کہ حدیث صحاح میں ہے فللہ الحمد اور یاروں سے فرمایا کہ سارے مُردوں کو ثواب بخشو فرمایا کہ جو کوئی یہ پڑھے سارے مردگان اسلام کی نیت سے تو سب کی قبریں منور و فراخ ہو جائیں۔ خادم نے عرض کیا۔ کہ تسبیح لائیں۔ فرمایا حاجت نہیں ہے غرض اس کی حاصل ہو گئی ہے۔ ولیکن اُس کی ترقی درجات کے واسطے کھولوں گا بعد اُس کے فرمایا کہ جس زمانے میں بقال قطب یمن نے وفات پائی تو دعا گو حاضر تھا تیسرے دن اُن کے واسطے بھی تسبیح ہوتی

واسطے نیت ترقی درجات کے ۔ اور ایک تسبیح دعاگو کے ہاتھ میں بھی دی۔ بعد اس کے تسبیحیں بانٹنے لگے ۔ یعنی حضرت مخدوم ایک تسبیح بندے کے ہاتھ میں بھی دی۔ پھر مخدوم لوٹ آئے تے بندہ برادر بندہ بھی مع اصحاب دیگر والحمد للہ علی ذلک

پنجم ماہ محرم روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر

بندہ خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا ۔ شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ رہا تھا گفتگو مسافرت میں تھی شیخ قدس سرہ نے ایک یار سے فرمایا کہ لو خطر فی قلبک من الجمعۃ الی الجمعۃ غیر اللہ تحرم لک ان تخضرنی یعنے اگر گزرے تیرے دل میں ۔ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک غیر خدائے عزوجل تو حرام ہے تیرے واسطے یہ کہ تو میرے پاس حاضر ہو جبکہ ایسا جب ہو تو اس کو سفر حرام ہے ایک عزیز بیٹھا ہوا تھا ۔ اس نے سوال کیا کہ یہی مشغول ہونا واسطے اس کے غیر اللہ سے حجاب ہے یا نہیں فرمایا کیا کہتا ہے اے خواجہ اگر تو ظاہر میں ہزار آدمیوں کے ساتھ ہو چاہیئے کہ دل خدا کے ساتھ حاضر ہو پس سارے مشائخ اسی طرح تھے شیخ نظام الدین و شیخ نصیر الدین اور مشائخ دیگر بادشاہ کے پاس بھی آتے تھے ملاقات ہوتی تھی ایضا وہ مذکور میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن اُچہ میں ایک عزیز درویش والد کے خانقاہ میں آیا اُچہ میں تین خانقاہیں ہیں ایک تو والد کی دوسرے شیخ جمال الدین کی تیسرے گازرونیوں کی اس شخص نے کہا میں نے تمہارے اُچہ میں ایک ولی دیکھا

بدل باطن حاضر و بچشم با خلق ظاہر یعنی اس کے فرمایا ظاہر کا اعتبار نہیں ہے اعتبار خاص باطن کا ہے سارے انبیاء و اولیا اس صفت کے تھے ایضاً فرمایا کہ زمینیں شکایت کرتی ہیں کہ اسے بار خدایا تو نے کوئی ایسا بندہ ہم پر نہیں بھیجا کہ تیری عبادت کرے یا تیرے ذکر میں ہو اسی جہت سے بعض مشائخ کو سرگرداں کرتے ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں لاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ دو تین بار دہلی میں تشریف لائے ایک دن کوئی شخص خدمت میں شیخ نظام الدین کے بطریق طعن کہتا تھا۔ جیسے کہ شیخ رکن الدین اس جگہ آتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ بعض بندگان خدا اُس سے بیعت کریں۔ اور وہ لوگ اُس جگہ نہیں جا سکتے ہیں۔ تو شیخ کو اس جگہ لاتے ہیں تا کہ اُس کے تشریف بیعت سے مشرف ہو جائیں۔ اور یہ بات واقعی ہے ایضاً روز مذکور میں فرمایا بار دوستو ایک خالی وقت تھا۔ هذا اقول بالعربية قيل لي لاتخرج من هذا البلد حتى ترى الخضر واردت ان اروح لزيارة شيخنا الاسلام نظام الحق والدين حتى الاقيه واراعي هذا الاجل عبارة المعلولة فاريد ان اخرج الى الصحراء لاجل ملاقاته في ليلة ولاجل هذا اصلے الظهرية قائما یعنی اس کے روئے مبارک طرف ہمارے لائے فرمایا انتم مواظبون على الظهرية قلنا نعم يا مخدوم قال المخدوم ان شاء الله تعالى انتم ترون رجلا جيلي اهل هذه الصلوة

الا یدری المختصر۔

ایضاً شب ہفتم ماہ محرم

کو بندہ خدمت میں امیر کبیر کے حاضر تھا۔ فرمایا آج بادشاہ سے ملاقات ہوئی بہت باتیں کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی علو ہمت ہیں، جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے ؎

ہمت بلند بلند روزی کن ۔۔۔ کہ من از تو ہمیں ترا خواہیم

تو بادشاہ نے اس کو لکھا اور نہایت اُس کو خوش آیا اور چند بیتیں دوسری شیخ امین الدین کی سید الحجاب نے لکھیں ؎

ہر آنکہ غافل از وے یکزمان ست ۔۔۔ دراں دم کافر ست اما نہانست

مبادا غائبے پیوستہ باشد ۔۔۔ درِ اسلام بروے بستہ باشد

حضوری بخش آمے پروردگارم ۔۔۔ کہ من غائب نشستن طاقت ندارم

فرمایا ملک علی کہتا تھا کہ قاضی نصراللہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ موزے پنا ابریشم سبز پیڑا لے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ ہم پہچانتے تھے ہم نے چھوڑ دیا اور سوتی کر لیا۔ تم تو خود قاضی ہو۔ قاضی نے کہا روایت لاؤ مخدوموں نے کہا کہ روایت لڑکی ہے حق میں ابریشم کے۔

ہفتم ماہ محرم روز شنبہ وقت چاشت

بندہ خدمت میں حاضر تھا نبیرہ مخدوم سید حامد قرآن شریف پڑھ رہے تھے

آیت شریف اس باب میں تھی ویستحیون نساءکم فرمایا منتخاص میں ہے
الاستحیاء ترسم را داشتن وزندہ گزاشتن اس جگہ بمعنی زندہ گزاشتن ہے ایضاً
آیت اس جگہ پہنچی تھی والیہ ترجعون فرمایا اس کو معروف ومجہول پڑھا ہے
اگر معروف پڑھیں تو رجوع سے ہوگا لازم اور اگر مجہول پڑھیں تو رجع
سے ہوگا متعدی قولہ تعالیٰ واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ ایک عزیز
نے پوچھا کہ اس وحی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا منتخاص میں ہے الایحاء
وحی کردن و بہام گزاشتن۔ اس جگہ یہی معنے ہیں الہی درمیان میں
فرمایا کہ دعا گو ساتویں امام سے ساتویں قرارت کا اسناد رکھتا ہے۔ بعد
اس کے فرمایا کہ اس طرف میں نے پوری شاطبی عرض کی ہے۔ میں
آرزو رکھتا ہوں کہ کوئی شخص میرے روبرو عرض کرے۔ اگر ساری نہ کر سکے
تو قرارت ابو عمرو کو تو عرض کرے کہ میں اس کو اسناد لکھ دیتا ہوں ایضاً
شیخ زادہ نجم الدین نے عوارف کا سبق شروع کیا گفتگو **مسافرت**
واقامت میں تھی سفر میں وہ شخص ہے کہ اذا کشف الماء مکان یترجاہ
پس بعض نے یہ اختیار کیا ہے اور بعض نے وہ قال بعض الصالحین
للہ عباد طور سینا ھم فی رکبھم فسالھم القرب مع اللہ عزوجل
یعنے بعض صالحین نے کہا ہے کہ اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ ان کا
طور سینا اپنے سر کو زانو میں رکھنا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کوہ طور پر کلام کرتے اور قربت پاتے تھے۔ ویسے ہی یہ لوگ جس
وقت اپنے سر کو زانو میں رکھتے ہیں تو اللہ عزوجل سے قربت پاتے ہیں۔

اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین مراقبے میں ہوتے تو دریائے عدن میں جہاز کو ڈوبنے سے کھینچ لیتے تھے۔ دعا گو کو ان کی وضو کرنے کی جگہ دکھائی ہے۔ میں نے عدن میں فقیہ بصال کی زیارت حاصل کی۔ اول مجلس این بود گویم برادر بود اشتم فقیہ بصال نے فرمایا لا تخرج من مکتہ یاذن لک الذی ارسلک اعنی الشیخ قطب العالم رکن الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ یعنی تو مکے سے مت نکل یہاں تک کہ اجازت دے تجھ کو وہ شخص جس نے تجھ کو بھیجا ہے یعنی قطب عالم شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نعیاً حیاً۔ وہاں مکے مجھ سے پہلے انہوں نے۔ یعنی بصال نے وفات پائی دعا گو مکے میں لوٹ گیا۔ شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا جو کہ فقیہ بصال نے کہا تھا۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم شیخ رکن الدین کے اذن سے آئے فرمایا ہاں اذن کردہ بود اکنون در عفا بعد ایضاً فرمایا کہ بعض مشائخ کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف لاتے ہیں تا کہ جو لوگ رہ گئے ہیں ان سے بیعت کریں اور ان سے ارشاد پائیں اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ شہر میں آئے تو لوگوں نے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ وہ وہاں سے یہاں آتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بعض کے واسطے لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ وہ ان کو ہدایت کرینگے۔ وہ اس سبب سے یہاں آتے ہیں۔

اور مجھ کو لکھا ہے یاروں نے عرض کیا۔ کہ بسبب تشریف لانے مخدوم کے آج مبارک سے انکی سعادتیں ظاہر ہوئیں۔ فرمایا میں کون ہوں۔ القصہ فرمایا دل تفرقہ رکھتا ہے۔ جب تک کہ جمع نہیں ہوتا ہے۔ جب جمع ہوجاتا ہے تو تفرقہ اٹھ جاتا ہے ؎

کانت لقلبی اھواء مفرقہ ۔۔۔ فاستجمعت اذرأتک العین اھوائی

یعنے میرے دل کی خواہشیں متفرق و پریشان تھیں۔ جس وقت کہ دل کی آنکھ نے تجھے دیکھ لیا تو میری خواہشیں جمع ہوگئیں یعنے پریشانی گئی۔ وجمعی حاصل ہوئی القصہ سید شمس الدین کہنے لگے کہ اگر تو مجھے کچھ نہ دلائیگا تو میں کمر پر زنار باندہ ہوں گا وجہ کہ می کنم اس پر قصیدہ لامیہ کی نظم فرمائی ؎

وَمَن نَوَا رْتِدَادَ بَعدَ دَھْرٍ ۔۔۔ یَصِرْ عَنْ دِینِ حَقٍ ذَا انسِلَالٍ

یعنے جو شخص بعد ایک مدت کے مرتد ہونے کی نیت کرے تو وہ دین حق سے نکل جاتا ہے بعد اس کے فرمایا فرزند من این ابیات عربی کہ تقریر کردم بنویسید پس نبوشتم۔

القصہ شب یکشنبہ ہشتم ماہ محرم بعد تہجد

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز مدارک کا سبق پڑھ رہا تھا بات اس باب میں تھی۔ من لم تزد طلبا لم ینل یعنے جو شخص طلب کو زیادہ نہ کرے گا وہ مراد کو نہ پہونچے گا۔ اور یہ بیت فرمائی ؎

لولم ترد نیل ما ارجو واطلبہ ۔۔۔ من جود کفیک ما علمتنی طلبا

لیتے اگر تو اپنے کف دست کے جود سے میرے امید و مطلب کے پالنے کا ارادہ نہ کرتا تو مجھے طلب کی تعلیم نہ کرتا جبکہ تو نے طلب سکھائی تو معلوم ہوا کہ تجھے میری امید کا بر لانا منظور ہے فرمایا کہ یہ بیت میں نے سلطان کے روبرو پڑھی تو اس نے لکھ لی اچھی بیت ہے شب عاشورہ میں اپنے سر مبارک سے خرقہ خضر علیہ السلام نے بندے کو دیا یہ خرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر ہے۔ صرف دو واسطہ ہیں۔ یعنی ایک خضر علیہ السلام دوسرے حضرت مخدوم اسی درمیان میں مولانا نے پوچھا کہ مخدوم مشائخ دہلی کے کب زیارت کرینگے۔ فرمایا میں نے سلطان سے کہا کہ میں عاشورہ سے پہلے زیارت کرونگا۔ تو اس نے کہا کہ بعد عاشورہ کے زیارت کرو میں رخصت کرونگا۔

ہشتم ماہ محرم روز یکشنبہ وقت چاشت

بندہ خدمت میں حاضر تھا شیخ زادہ نجم الدین سبق عوارف کا پڑھتا تھا گفتگو اس باب میں تھی کہ ایک بزرگ جنگل میں گئے انہوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ خضر علیہ السلام نے ان سے ملاقات کی۔ پوچھا کیا ہے کہ تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ کہا میں اس سبب سے بھاگا کہ مبادا نفس غالب آئے۔ کہے کہ میں نے خضر کو دیکھا۔ ان سے ملاقات کی۔ فرمایا بزرگ۔ پس ہم ختم ایضاً فرمایا اگر کوئی شخص اس نیت پر سفر کرے کہ صحرا و بساتین و اقالیم کا تماشا کروں۔ تو اس نے اپنی عمر ضائع کی او را گر یہ صفا بیرون آید

ہمہ خیریت باشد یعنی اگر واسطے صفائی حاصل کرنے کے باہر نکلے تو سب خیریت ہے۔ پھر رخ مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من نویسید ایضاً فرمایا سیاح لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمرے میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اُن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے اسلئے کہ وہ سیاحت کرتے پھرا کرتے تھے۔ کسی جگہ قرار نہیں پکڑتے تھے۔ جس جگہ رات کو پہنچتے اُسی جگہ رہتے۔ بعد اسکے فرمایا

ولہذا قولہ تعالیٰ انما المسیح عیسٰی بن مریم یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو مسیح اسلئے فرمایا کہ وہ سیاحت کرتے تھے ایضاً سید مسعود نے کہا کہ مصحف کی فال دیکھیں تاکہ وداع کروں مصحف شریف لائے۔ فرمایا کہ اگر شروع روز ہو تو اول مصحف سے دیکھیں اور اگر درمیان دن کا ہو تو درمیان مصحف سے دیکھیں اور اگر آخر دن ہو تو آخر مصحف سے دیکھیں۔ حرف شمار نہ کریں اور سطر بھی۔ بودی نسبت خیر ہے یہی طریق ست و آنکہ الف یا باشد گویند آں نیز بدعت است جس وقت کھولیں تو ایک آیت پڑھیں اُسی آیت سے بشارت لیں۔ اور وہ آیت جس میں فال نکلی تھی۔ یہ تھی انا لنجزیک من المحسنین فرمایا کہ تمہارے حق میں نیک فال آئی ہے پھر رخ مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من ایں طریق دید فال کہ تقریر کردم نویسید ایضاً شیخ زادہ نجم الدین عوارف کا سبق پڑھ رہا تھا۔ باب سفر کا تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تیمم روا نہیں ہے مگر ساتھ تراب یعنی مٹی کے، اور اگر ریت مٹی کے ساتھ ملی ہوئی ہو تو بھی روا ہے۔ فرمایا دعا گو نے

فال مصحف

دیکھا ہے کہ شافعی مذہب لوگ تیمم کے واسطے مٹی[1] کے خریطے بطریق قماش پُر رکھتے ہیں۔ اگرچہ راہ پختہ یعنی سواری پر غبار ہو اور اگر کسی جگہ پانی ظاہر ہو جائے اور انہوں نے نماز میں شروع کر لیا ہو تو ان کا تیمم و نماز نہ ٹوٹے اور ہمارے مذہب میں ٹوٹ جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر اگر محدث یعنی بے وضو ہو تو بغیر تیمم کے نماز نہ پڑھے۔ اور قرآن شریف پڑھے اور مصحف کو لیوے۔ اور اگر جنب ہو یعنی نہانے کی حاجت ہو تو بجائے قرأت قرآن کے دعا پڑھے اور یہ دونوں جس وقت پانی پر پہنچیں تو نماز کو دوہرا دیں۔ تب اس نے فرمایا کہ ہمارے مذہب پر بغیر مٹی کے بھی تیمم روا ہے۔ جیسے پتھر و گچ اور چونہ و نمک و سرمہ اور اس کے مانند اور تنے، پس ان پر تیمم کر لے۔ اور نماز یا قرآن پڑھے اور اعادہ نہ کرے نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کم سے کم سفر ایک رات دن کا ہے اور نزدیک ہمارے تین رات دن کا۔

ایضاً آخر شب جمعہ چہاردہم ماہ مذکور

دو دراع یعنی کرتے لائے۔ اُن میں سے ایک اس فقیر کو دیا اور دوسرا ایک اور عزیز کو دیا۔

ایضاً شب یکشنبہ پانزدہم ماہ مذکور

---

[1] یعنی سفر میں مٹی کی تھیلیاں بھری ہوئی ساتھ لے جاتے ہیں کہ ضرورت کے وقت تیمم کر لیں۔

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا نور الدین کاتب سے فرمایا کہ اس فقیر کے واسطے اجازت نامہ لکھے۔ وہ لکھ کر لایا۔ مولانا فرید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ ساکن کو شک نگار جہاں لما سے گزرانا۔ جو اجازت نامہ لکھ کر لایا تھا اس کو اپنے دست مبارک میں لیا۔ اور بوسیدہ اس فقیر کے ہاتھ میں دیا بندہ سے تے اور یاروں سے پا بوسی کی۔ یاران بزرگ جو اس جگہ حاضر تھے یہ لوگ تھے مولانا فرید الدین شیخ زادہ نجم الدین خواجہ نصرت مولانا حسام الدین بہزاد مولانا ضیاء الدین ثنائی ان کے سوا اور عزیز لوگ ایک جمع کثیر تھا۔ یہ سب عزیز لوگ اس حال سے خبردار ہیں۔ یہ فقیر کیا اس کے لائق ہے کہ ایسے بزرگوار کے طرف وکیل ہوئے ع چہ کند بندہ گردن ننہد فرما نرا الحمد للہ علے ذلک

نہم ماہ محرم

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ ایک روایت میں روزہ عاشورا نویں تاریخ محرم کو ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو حییت لصومن التاسع اور اس دن کو تاسوعا کہتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو البتہ نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اور ایک روایت میں گیارہویں ماہ محرم کو ہے۔ علت اس کی یہ ہے کہ جہودؔ لوگ دسویں تاریخ روزہ رکھتے ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ عاشورے کا دن دسویں تاریخ ہے۔ اور معمول بھی

لہ یعنی یہود ۱۲

بھی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تابوتوں والوں میں روزہ رکھیں روزہ فتنہ یہ روز جمعہ کو ادا کے بعد اشراق کے دو رکعت نماز بجماعت پڑھی جس طرح کہ اوراد میں ہے اور باقی تنہا۔ بانکی علما فقہا امرا و گدا اتنی خلق آگئی کہ تمام گھر کا صحن بھر گیا۔ جگہ نہ رہی۔ تمام دن انہیں کے واسطے گزرا۔ بعد نماز ظہر کے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے گئے رخصت کر کے آگئے۔

شب یازدہم چہار شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا وقت تہجد کے فرمایا کہ دہلی کو جاؤں گا۔ مشائخ کی زیارت کروں گا۔ اُن سے رخصت ہوؤں گا جس وقت صبح ہوئی تو مخدوم روانہ ہوتے بندہ برادر بندہ اُن کی رکاب میں حاضر تھے۔ یہاں تک کہ حوض خواص خانہ شیخ الاسلام میں اُترے۔ شیخ کو خبر کی۔ وہ چبوترے میں بیٹھے تھے۔ ننگے پاؤں اُترے باہم ملاقات کی معانقہ کیا۔ اور اُسی چبوترے میں بیٹھے۔ شیخ نے پوچھا کجا سلامتی عزیمت کردہ اید یعنے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ فرمایا ہم روانہ ہوتے ہیں تم سے رخصت ہونے کو آتے ہیں شیخ نے کہا شیخ قطب الدین و قاضی حمید الدین کے زیارت میں آپ جائینگے فرمایا ہاں۔ شیخ الاسلام نے کہا میں نے شیخ رکن الدین کے زبان مبارک سے سنا ایک عزیز شہر سے پہونچا۔ تو انہوں نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کون پیر کی زیارت کی۔ اُس نے ہر پیر کا نام لیا۔ مولانا علاء الدین کا نام نہ لیا۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ مولانا علاء الدین کرمانی کی تو نے زیارت کی۔

جو کہ شیخ الشیوخ کے خلفاء سے ہیں۔ اُس عزیز نے کہا کہ میں نے انکی زیارت نہیں کی۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا جب تو نے اُن کے زیارت نہ کی تو کسی ایک کی زیارت نہ کی کیونکہ وہ تو شیخ دہلی سے پیشتر یہاں آئے تھے مخدوم نے فرمایا انشاءاللہ میں اُن کی زیارت کروں گا۔ بعد اس کے شیخ الاسلام نے پوچھا کہ چار عورتیں جو ساری عورتوں سے بہتر ہیں وہ کون ہیں۔ فرمایا ام المومنین حوا مریم پارسا عائشہؓ فاطمہؓ بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا کہ قصیدۂ لامیہ میں یوں کہا ہے ؎

وللصدیقۃ الرجحان فاعلم ٭ علی الزہراء فی بعض الخلال

پس رجحان یعنی فضیلت حضرت عائشہؓ کو حضرت فاطمہؓ پر کیوں ہے مخدوم نے فرمایا کہ رجحان حضرت عائشہ کا حضرت زہرا پر بسبب علم واجتہاد کے ہے۔ اعمال کی جہت سے نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چند مسائل میں اجتہاد کیا ہے۔ اسلئے لامیہ والے نے فی بعض الخلال کہا ہے یعنی بعض خصال میں ان کو فضیلت ہے بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رجحان کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک فضیلت اُن کی یہی ہے کہ عورتوں کی معروف عادت سے وہ پاک تھیں دوسرے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں سیب پایا اُس کو کھا لیا اُس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نطفہ بنا۔ شیخ الاسلام نے پوچھا کہ سید لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کی اولاد سے ہوتے ہیں یا اور بیٹیوں کی اولاد سے

بھی مخدوم نے فرمایا کہ یہ خاص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فرزندوں کا نسب ہے۔ عثمانی لوگ بھی ہیں لیکن ان کو شریف نہیں کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی زادے ہیں۔ یہ شرف خاص انہیں فرزندان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہے۔ اسلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند جو دوسری عورتوں سے ہیں اُن کو علوی کہتے ہیں۔ شریف نہیں کہتے ہیں بعد اسکے یزید کی لعنت کا ذکر چلا شیخ الاسلام نے پوچھا کہ قصیدۂ لامیہ میں جو یہ کہا ہے ؎

ولم یلعن یزید ابعد موتٍ　　سوی المکثار فی الاغراء غالی

اس منع لعنت کا کیا سبب ہے مخدوم نے فرمایا کہ لامیہ والے نے تو اس کے واسطے ایک جگہ برعکس اس کے یہ بیت کہی ہے ؎

ولعنۃ عالمین علی یزید　　لان[۱] شقا وتہ مبین فی الفعال

بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ قصیدۂ لامیہ کا کیا اعتبار ہے میں نے اس کو پڑھا ہے لیکن ایک خلق سے سنا ہے کہ ظالم پر لعنت کرنا روا ہے کیونکہ اس نے ظلم کیا ہے۔ اور لعنت ظلم کی کفر نہیں کرسکتی ہے لیکن اس نے جو کام کیا ہے مآل اس کا کفر ہے۔ مخدوم نے فرمایا کہ شارع کے واسطے روا ہے۔ کہ وہ لعنت کریں۔ لیکن غاروبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات لائق ہے لیکن یزید نے قتل کو حلال سمجھ لیا تھا۔ اسلئے کہ امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو

---

[۱] اصل میں اسی طرح ہے شاید لان لفظ شرح کا ہے شعر میں داخل نہیں۔ واللہ اعلم

کنگرے کے سر پر لٹکایا تھا جس طرح کہ دشمنوں کے سر کو لٹکاتے ہیں۔ یہ دلیل استحلال قتل کی ہے۔ پس اس کے حق میں یہ لعنت راست آئیگی۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما ای اذا استحل قتل المومن وھذا عندنا فلعل یزید تاب ظنا فی حقہ فلا یجوز اللعنۃ علی حرما نہ یعنے یزید نے شاید توبہ کرلی ہو پس اسلئے لعنت روا نہ ہو یہ قول صحیح ہے بعد اسکے مخدوم نے فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بواسطہ دعا گو مخدوموں کی کلاہ پہنی اور ایک یا دو نے خاندان چشت سے بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہا کہ خدا تعالیٰ ان کو استقامت دے الغرض وہ متاب ہونگے بعد اسکے مخدوم نے فرمایا کہ ایک دن دعا گو شیخ رکن الدین قدس اللہ روحہ کے پاس بیٹھا تھا تب لوگ مرید ہوتے تھے۔ ایک عزیز دانشمند اس مجلس میں حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا کہ جو کوئی ترک نہ دیا اور جس کا آدمی آتا ہے مخدوم اس کو مرید کر لیتے ہیں۔ یہ کیا کرتے ہے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر وہ ایک گناہ سے باز آجائیں تو ان النصح کو اسی سبب سے بخش دیں۔ بعد اس کے فرمایا عوارف میں ہے کہ جب تک صحبت نہ ہو تو کچھ منفعت نہیں ہے۔ بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا بدین طریق عصمت مرید می آید دلی قسا یدایں مراد باشد از گنہی توبہ و آید زرہ بان متنفر گردد تا فرشتہ حسنات تنہا ندہ نوشت زیرا نچہ فرشتہ بچپا دو تصرف فرشتہ را ست

ست تا او نمیگویند تو لیس را ناما نع باشد تا آنکہ مستغفر شود اگر در
حال مستغفر شود نیکو والا ذر کتاب میروند شاید این معنی باشد بعد
اس کے شیخ الاسلام نے کہا کہ ایک شخص نے عوارف کی شرح کی ہے۔
نہایت بعض اصحاب کے ہے نزد ایک احمد خادم کے لکھی ہے۔ عوارف
کے بہت سے مشکلات کو حل کیا ہے۔ بعد اسکے تفضیل ارض کا ذکر
نکلا فرمایا اول ارض مسہا قدم ابی لما اہبط من الجنۃ الی الدنیا
فی السرندیب واکثر الابدال فی الہند یعنی پہلی زمین جس کو
آدم علیہ السلام کے قدم نے چھوا جب کہ جنت سے دنیا کی طرف
اتارے گئے سرندیپ ہے۔ اور اکثر ابدال ہند میں ہیں۔ شیخ الاسلام
نے کہا کہ نزول ابدال کا ہند میں ہے۔ فرمایا یتعبدون اللہ تعالیٰ فی
بیلت الاصنام یعنی وہ بتخانوں میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں شیخ الاسلام
نے کہا آپ ہندوستان کو کیا فضیلت دیتے ہو۔ آپ اور ہیں اُس زمین
کے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اُس طرف سُنا ہے۔ میں نہیں کہتا ہوں۔ بعد
اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ جس زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام
کو ہبوط ہوا تو انہوں نے ساری زمین کو چھوا۔ فرمایا کہ اس سے دخت طریقت
مراد ہے۔ انکے قدم مبارک نے فی الجملہ زمین کو چھوا ہے بعد اس کے
شیخ الاسلام نے پوچھا کہ ہندوستان میں ابدال کیوں رہتے ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یوں فرمایا ہے کہ خیر البقاع بقعتی یعنی بہترین
قطعات زمین کا میرا قطعہ زمین ہے مخدوم نے فرمایا اُس اطراف سے اس

جگہ آئے ہیں۔ اور مشغول ہوتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص اُن کو مزاحمت نہ دے۔
یعنی تکلیف نہ پہنچاوے اس جگہ بعدہٗ ملتان کے پیروں کی زیارت
کا ذکر نکلا حرسہا اللہ تعالےٰ عن الآفات۔ فرمایا کہ شیخ خطیر کو کہ سلطان
محمد نے بنایا ہے دعاگو اُس جگہ زیارت نہیں کرتا ہے۔ میں اسی جگہ حظیرۂ
شیخ بہاء الحق والدین قدس اللہ روحہ میں زیارت کرتا ہوں۔ اسلئے کہ
شیخ رکن الدین کو پھر اُس جگہ سے لے گئے۔ اور میں سنتا ہوں اور مجھ سے
کہا ہے کہ اُس جگہ مت جا۔ اسی جگہ زیارت کر شیخ رکن الدین اُس جگہ نہیں
ہیں۔ بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ جس شخص نے شیخ رکن الدین
کی قبر کو کھودا اُس کے ہاتھ پاؤں خشک ہوگئے۔ اور مرگیا۔ کسی کو واسطہ
شیخ ہند نام وے معلوم است کہ چہ طریق بمرد بعد اسکے شیخ الاسلام
نے پوچھا وہ کیا حکمت ہے کہ بعض مُردوں کو اُن کے مقام سے نقل
کرتے ہیں۔ مخدوم نے فرمایا۔ فرشتے ہیں کہ اسی کام کے واسطے پیدا کیے
گئے ہیں۔ کسی مقام کی فضیلت کے جہت سے لے جاتے ہیں۔ اس جہت
سے کہ آدمی کیا جانے غلطی بھی کرتا ہے جس جگہ کہ اُس کی خاک ہے اُسی
جگہ سپرد کرتے ہیں بعد اسکے شیخ الاسلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ
نے تمام عشرۂ محرم میں روزہ رکھا ہے۔ ہم نے تو اسی عاشورہ کے
دن کا روزہ رکھا ہے لیکن میں حیران ہوا۔ تمام دن درمیان پانی کے رہا۔
آپ کو کیا قوت ہے۔ مخدوم نے کہا کہ ہمارے سارے ڈولکشوں نے
روزہ رکھا ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ ہمارے ڈولکش تو ماہ رمضان میں

روزہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ آپ کی برکت ہے کہ ان میں اثر کرتی ہے۔ مخدوم نے فرمایا میں نے چاہتا تھا کہ آج بھی روزہ رکھوں یعنے گیارہویں ماہ محرم کو۔ پھر میں نے کہا کہ زیارت بہت کرتا ہے۔ شاید کوئی مزاحم ہو جائے کہ مہمان بلائے اسلیے آج میں نے افطار کر لیا۔ بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہنا شروع کیا کہ مخدوم زادہ محمود بھی اس جگہ رہیں گے۔ فرمایا وہ برابر رہے گا۔ لیکن چند روز رہے گا۔ قرض بہت رکھتا ہے اللہ تعالی ادا کرے۔ قرض اس کا ادا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ میں اتنا منع کرتا ہوں ...... کہ قرض مت کر سنتا نہیں ہے خدا تعالی اس کو اس سے باز رکھے بعد اس کے شیخ الاسلام نے کہا طہارت نفس خوب رکھتا ہے۔ مروت نکافت ہے۔ کپڑے پرانے میلے پہنتا ہے عجب طریق رکھتا ہے۔ آمر شیخ رکن الدین طریقے دا فتی کہ وزرا کہ والی مہمات شما اند انکہ یمین در ہر ماہے سر ماہے یک تنکہ بچگانی دادی آں ہم پیش خود بخش کنانیدی ایں خدمت گار دا آں دیگر پیدا اصلا نقش نیم دیدن تا دادی کہ جوانی ست نباید در بطالت افتادہ ہر سالی در زمستان یک صوف دادی و دولبا بچہ می آمد در آنکہ بسا سالے زوانتہ ہم بودم چون تقدیر نبرگ شد خیاط التماس کر دکہ از یک صوف دو لبا بچہ لمی آید شیخ رکن الدین گفت ازاں کہنہ ہست بیرون آرد یک روز شاہے بود دست من دستار چہ بود نظر شیخ افتاد کہ دستار چہ حیثیت ایں ازاں پیران ست ایشان خلاط زحمت دادہ جوا قرا چہ نسبت دادہ من از دست دو لہ کردم از انکہ باز تا غایت ہیچ دستار چہ برونت

من نماند اگر برائے چیزے باشد آں باشد چوں بزرگ را اوفات یافت چناں بروں افتادیم کہ ہرچہ خویش آمادہ کردیم بعد ازاں شیخ الاسلام پرشمس الدین مسعود آورد کہ حصول او غرض تمام شد از گفت انشاء اللہ تعالیٰ مخدوم نے فرمایا اس جگہ بھی قرض بہت رکھتا ہے اور اس جگہ سے قرض کا مارا ہوا آیا تھا۔ خدا اس کا قرض ادا کر دے۔ شیخ الاسلام نے کہا میں اس جگہ رخصت نہیں کرتا ہوں اس جگہ آؤنگا معذرت کی کہ آپ کی صحبت عزیز ہے۔ لیکن آفتاب چڑھتا ہے۔ اور آپ کو زیارت کرنا ہے مخدوم کو دروازے تک پہنچایا۔ بعد اس کے مخدوم روانہ ہو گئے۔ بندہ ہمرکاب تھا۔ بندے کی طرف اشارہ کیا کہ مولانا علاء الدین کرمانی اور دیگر مشائخ کے زیارت دکھاؤ۔ بندہ آگے ہوا یہاں تک کہ نمازگاہ کی پس پشت پہنچے۔ اس جگہ اُترپڑے مولانا علاء الدین کی زیارت کی۔ اس طرح پر سلام کیا السلام علیکم یا ولی اللہ، جزاکم عنا خیر ما جزی ولیا من امتہ رسول اللہ صلعم دیر تک دست بستہ کھڑے رہے۔ سر نیچے ڈالا اور کچھ پڑھتے رہے بعد اُنکے قبر کو بوسہ دیا۔ اور روئے مبارک طرف قبلے کے لائے اور توسل کیا اور لوٹے بعد اُنکے سارے سوتے ہوؤں کو اس طرح سلام کیا السلام علیکم یا اولیاء اللہ جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی اولیاء من امتہ رسول اللہ صلعم اُس جگہ سے سوار ہو گئے اور بندے سے کہا حوض سلطان کے راہ اس جگہ بھی آئی۔ اور خطیرہ کو ڈالی میں اُترے۔ یہاں وضو کیا۔ اشراق وچاشت اسی جگہ ادا کی۔ ایک درویش خطیرہ مذکور میں رہتا ہے طعام و شربت لایا فرمایا

اس جگہ کوئی قبر تو نہیں ہے۔ قبر کے پاس کھانا کھانا روا نہیں ہے لوگوں
نے کہا اس جگہ قبر نہیں ہے۔ فرمایا تو ہم کھائیں گے۔ برادرزادہ کو بلایا کہ
کھاؤ راہ دور سے آئے ہو تھک گئے ہو۔ ہم نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے
کھانا کھایا وہاں سے سوار ہوئے **شیخ قطب الدین** قدس سرہ کی زیارت
کو آئے اور فرمایا السلام علیکم یا قطب العالم جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی
اقطابا من امتہ رسول اللہ صلعم اس جگہ بھی دست بستہ کھڑے رہے اور کچھ نہ
پڑھا۔ بعد ازاں قبر کو بوسہ دیا اور لوٹے اور توسل کیا رخ مبارک طرف قبلے
کے لائے اور کہا اِلٰھنَا توسَّلْنَا بِھٰذَا الْقُطُبِ اَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ
وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ بعد اسکے **شیخ بدر الدین غزنوی** رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت
کی اور سلام کہا السلام علیکم یا ولی اللہ اسی طرح دست بستہ کھڑے رہے
کچھ نہ پڑھا رخ مبارک طرف قبلے کے لائے توسل کیا۔ شیخ زادہ شیخ قطب الدین
کے لیے پانی لائے۔ فرمایا روا نہیں ہے شربۃ الماء عند القبور حرام
یعنی قبروں کے پاس پانی پینا حرام ہے بعد اسکے **قاضی حمید الدین ناگوری**
رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے اس طرح سلام کیا السلام علیک یا ایھا
الشیخ خلیفۃ شیخ الشیوخ جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی شیخا من امۃ رسول
اللہ صلعم رخ مبارک طرف قبلے کے لائے۔ توسل کیا اور لوٹے اس جگہ سے سوار
ہوئے **سید علاء الدین جلیوری** رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے اس
طرح سلام کیا السلام علیکم یا ایھا السید الجیلانی ولد رسول اللہ خلیفۃ شیخ الشیوخ
جزاکم اللہ عنا خیر ما جزی ولد نبی من امتہ یہاں بھی دست بستہ کھڑے رہے۔

اور کچھ پڑھتے نہ تھے۔ بعد اسکے قبر کو بوسہ دیا اور توسل کیا پھر لوٹنے بعد اسکے اپنے پوتی دختر مخدوم زادہ سید محمود کی زیارت کی۔ اور اس طرح سلام کیا السلام علیک یا بنت عترتی جزاک اللہ عنا خیر ما جزی ولد امن ولد اجیہ پھر یہاں سے جمال الدین مصری کی زیارت کو آئے۔ یہ مخدوم کے مریدوں سے تھے۔ اس طرح سلام کیا السلام علیک یا اخی جزاک اللہ عنا خیر ما جزی اخا من اخیہ یہاں سے سوار ہو گئے اور لوٹ آئے نیرہ دیزا ور دیبی ہمرکاب مبارک لوٹ آئے۔

سیزدہم ماہ محرم روز جمعہ وقت نماز

مخدوم نے سلطان خانہ میں نماز ادا کی تا کہ خلق تکلیف نہ دے۔ خطیب نے نماز جمعہ میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ پڑھی اور دوسری آیت پڑھی تھی جب سلطان سے ملاقات کی تو فرمایا ہ کل ما وجوبہ مختلف ؛ ففعلہ اولی ولا یخالف یہ نظم کتاب متفق کی ہے۔ یعنے جس چیز کے کرنے میں اختلاف ہو تو اولی یہ ہے کہ اس کو اتفاق کرلے جس طرح کہ سورت کا فاتحہ کے ساتھ پڑھنا ہمارے مذہب میں اولی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ کے قول پر فرض ہے جیسا کہ فتاوی فقہ میں واقع ہوا ہے یقرأ الفاتحۃ ویضم سورۃ معہا او ثلاث آیات من ای سورۃ شاء فالاول اولی یعنی سورۂ فاتحہ کو پڑھے اور ایک سورۃ کو اسکے ساتھ ملائے یا تین آیتوں کو جس سورت سے چاہے۔ اور اول قول اولی ہے۔ اسی

لہ اصل میں نبیرہ ہے نبیرہ تو پوتی کو کہتے ہیں لیکن سید محمود مخدوم کے بیٹے ہیں اس لحاظ سے انکی بیٹی مخدوم کی پوتی ہوئی۔

سبب ہے۔ عاشقوں نے امام سے کہہ دیا ہے کہ پوری سورت پڑھے تاکہ اتفاق ہو جائے اور ہمارے مذہب پر اولی ہو۔ مخدوم نے فرمایا وداع کرتا ہوں لیکن میں نے ایام بیض کے روزے رکھے ہیں۔ اور راہ قطع کرنا غرض ہے اور ہوا مخالف ہے جب ایام بیض تمام ہو جائینگے تو تم کو بسلامتی وداع کرونگا عرضداشتیں جو کہ عاشق نے دی تھیں ان کو بیان الحجاب کے ہاتھ میں دیدیا۔ بادشاہ نے اُن سب کو قبول کیا۔ اور لوٹ گیا۔ ایک خلق سلطان شاہ کے ہیں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ہجوم کیا۔ تو دریچہ کے طرف آئے۔ مبارک میری طرف لائے فرمایا السلام علیک میں نے تمہارے بھائی کو اور تمہارے دین کو خدا کو سونپا تم بھی ہم کو خدا کو سونپو۔ ساری خلق نے سلام عرض کیا اور الوداع و اقسام کی دعائیں فرمائیں۔ مسجد سے لوٹے۔

ایضاً آخر شب شنبہ چہاردہم ماہ مذکور

بعد ادائے نماز عشا بندہ و برادر بندہ خدمت میں حاضر تھے۔ دو پگڑیاں لائے انکو استعمال کیا۔ ایک بندے کو اور ایک برادر بندہ کو دیا۔ فرمایا کیا جانیں وقت رخصت کے موجود ہو یا نہ ہو الغرض اس وقت موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے قدمبوسی کی اور پگڑی لیکر لوٹے لیا۔

پانزدہم ماہ محرم روز یکشنبہ بعد اشراق

فیروز آباد سے باہر آئے۔ اور کوشک شکار عرف جہاں نما میں اُترے بندہ و

یہ اور بندہ اور دیگر یار لوگ رکاب سعادت میں تھے۔ چاشت اسی جگہ ادا فرمائی۔ اسی وقت دستر خوان سلطان کا پہنچا۔ فرمایا جو شخص روزہ دار نہ ہو وہ کھائے ہم نے تو ایام بیض کا روزہ رکھا ہے جو شخص روزہ دار نہ تھا اس نے کھایا بعد اسکے فرمایا رشوت و غیرہما برائے مقطعان و ملوک و گدیہ بینا روا نیست حرام ست بر بادشاہ۔ نیز گفتم کہ روزے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی را ہمچنیں آوردند او بر رسول علیہ السلام فرمود ھذا حرام محض این حرام ست و لے فتوح روا ست۔ بلکہ فتوح شدن سنت ست کہ بے منت و رشوت باشد۔ خاصے برائے خدا باشد ہیچ مکافات نباشد ازیں رد شہای او طعام کنار ممنوع ست بعد اس کے قیلولے میں تشریف لے گئے بعد نماز ظہر روز مذکور بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ ایک تسبیح اپنے استعمال کی بندے کو دی اور ایک برادر بندے کو عطا فرمائی ہم نے سلام کیا اور رخصت لی۔

ایضاً شب دو شنبہ شانزدہم ماہ محرم وقت تہجد

بندہ خدمت میں حاضر تھا جب فارغ ہوئے تو بعض عزیزوں کو رخصت کرتے تھے اسی درمیان میں فرمایا کہ نسب پر کفایت کرنا نہ چاہیئے۔ یوں کہے کہ میں تو شریف ہوں بکام میں رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنی جس شخص کو پیچھے ڈالا عمل اس کے نے۔ تو اس کا نسب کام نہ آئیگا اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک رات حرم شریف میں امیر المومنین زین العابدین اور امام

حسن بصری رضی اللہ عنہما دولڑ تھے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا ولد رسول اللہ صلعم بینک وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الامام حسین رضی اللہ عنہ فکیف تبکی فقال زین العابدین رضی اللہ عنہ یا حسن انسیت القرآن قولہ تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنی اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آپ کے والد ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کیوں روتے ہو۔ پس امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حسن کیا تو قرآن بھول گیا۔ اللہ پاک کے اس قول کو پس جب پھونکا جاوے صور میں تو نہیں ہیں نسب درمیان اُن کے یعنی اُس وقت نسب و رشتہ کام نہ آئے گا۔ پھر اُسی وقت صبح ہوگئی تو سنت فجر شروع فرمائی۔

شانزدہم ماہ محرم روز دوشنبہ بعد نماز

کوشک شکار سے باہر آئے کوشک سالار میں اُترے بندہ و برادر بندہ رکاب سعادت میں تھے۔ اُسی وقت دسترخوان سلطان کا آیا صرف ہو گیا۔ مخدوم نے چاشت کی نماز ادا کی۔ بعد ادائے چاشت قیلولہ فرمایا بعد ادائے نماز ظہر روزہ افطار کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ چند چھوٹے شاہزادے خدمت میں آئے تھے۔ اور ان کو لباس زرد ابریشم کا پہنایا تھا۔ فرمایا کہ

وبال ولی کے واسطے ہے۔ وہ تو چھوٹے ہیں۔ اور یہ مسئلہ فرمایا فکسونا العظام لحما وتحریم لبس محارم کالذہب والفضۃ والابریشم یعنی حرام ہے پہننا حرام چیزوں کا جیسے سونا چاندی ریشم یہ روایت متفق کی ہے جو پڑھی تحریم لبس الحریر والذہب علی الرجال لا علی النساء ویجتنب لذا اھلی صبینا فنا ذالک حرام واثمہ علی الذی البسھم یعنی ریشم و سونے کا پہننا مردوں پر حرام ہے عورتوں پر حرام نہیں ہے اور اسی طرح ہمارے بچے اس سے بچائے جائیں۔ یہ حرام ہے اور گناہ اس کا اس پر ہے جس نے ان کو پہنایا ہے۔ الفیاً یہ اس کے فرمایا کسوۃ کے معنی ہیں الباس متعدی ہے یعنے حرام ہے پہنانا جیسے سونا چاندی ریشم اُن کو پہنانا جس طرح کہ اُن بچوں کو پہنایا ہے اُن کے واسطے وبال نہیں ہے اُن کے ولیوں کو پہنانا حرام ہے انہوں نے حرام کام کیا۔ خداتعالیٰ اُن کو توبہ نصیب کرے مخدوم ٹوپی پہنے ہوتے تھے فرمایا کہ شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مکہ سب وقت ٹوپی پہنے رہتے تھے پگڑی نہیں باندھتے تھے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ آپ دستار نہیں باندھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ دستار پوشش ہے مردوں کی۔ اور میں ہنوز مرد نہیں ہوا ہوں۔ اور یہ بیت پڑھی ؎

آں زن کہ بہ از ہزار مرد ست توئی ۔۔۔ وآں مرد کہ از زن خجل ماند منم

اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ بے دستار نماز کس طرح ہے۔ فرمایا روا ہے کیونکہ ننگے سر نماز مکروہ ہے۔

شب ہفدہم ماہ محرم سنۃ اثنتین وثمانین وسبعمائۃ یعنی ۷۸۲ھ

شب شنبہ وقت تہجد

بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ پوچھا صبح قریب ہے یا نہیں۔ بعض نے کہا
صلوٰۃ حاجت کو مقدم رکھا صلوٰۃ سعادت پڑھ۔ بعد اس کے فرمایا مذہب
حنفی پر ادا کریں یا مذہب شافعی پر۔ ہر آدمی نے کہا مذہب حنفی پر ادا
کریں۔ فرمایا ایک قول یہ ہے کہ صبح طلوع نہ کرے یہاں تک کہ خوب
روشن نہ ہو جائے بعد اس کے وتر میں شروع کیا۔ بعد اس کے ملک نیک
آیا۔ کوتوال کو رخصت کیا۔ بعد اس کے بندہ و برادر بندہ کو رخصت
فرمایا ہم نے نبات پائی بندے سے معانقہ کیا۔ اور قدم چومنے نہ دیا
اور یہ دعا فرمائی استودعك الله نفسك ودينك وخواتيم عملك
وزودك الله التقوى ورضاك میں نے تجھ کو اور تیرے دین کو خدا تعالیٰ
کے سپرد کیا۔ اسی وقت صبح طلوع ہو گئی تو سنت فجر شروع فرمائی۔ پھر ہم
بدل اندوہگین لوٹے۔ اسلئے کہ ایسی صحبت سے محروم ہوئے بعد ادائے
نماز صبح اس طرف روانہ ہوئے ہم طرف گھر کے پھر آئے الحمد للہ علی ذلک

(ابو سعید خیر محمد کاتب ملتانی)

خاتمہ

الحمد للہ والمنتہ یہ ترجمہ مسمی بہ الدر المنظوم فی ترجمہ جامع العلوم ملفوظ المخدوم ستم ماہ صفر الخیر سنہ ۱۳۰۹ ہجری وقت نہ دن دو ازدہ ساعت شب جمعہ محلہ امیر گنج شاہجہان آباد بھوپال میں تمام اس کا شروع اواخر ماہ شوال سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو مکان متصل نور محل میں ہوا تھا ذیقعدہ و ذیحجہ و محرم و اواخر ماہ صفر سنہ ۱۳۰۸ھ تک اس کی تحریر جاری رہی چنانچہ اس مدت میں ۲۲ جزو لکھے گئے پھر اواخر ماہ صفر سنہ مذکور سے بسبب عوارض جسمانی و نیز تحریر تکملہ تفسیر ترجمان القرآن کی اس کی تحریر مطلق موقوف ہو گئی پھر بفضل الہی و برکت رسالت پناہی ساتویں تاریخ محرم سنہ ۱۳۰۹ھ سے تحریر شروع ہوئی سات جزو باقی تھے سو وہ ستم ماہ صفر سنہ مذکور کو تمام ہوئے اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور ہم کو اور سب مومنین و مومنات کو اس سے نفع دے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور عافیت دارین روزی کرے اور حسن خاتمہ عنایت فرمائے چونکہ اصل کا نسخہ ایک تھا اور اس میں غلطیاں بہت تھیں لیکن اُن کو حسب استطاعت صحیح کر کے ترجمہ کیا اور جہاں سمجھ میں نہ آیا وہاں بعینہ عبارت فارسی نقل کر دی اور بعض شکوک کی جگہ خط مدور کا نشان کر دیا جس بندۂ خدا کو نسخہ صحیح ملے بلا تکلف درست کر لے مجھ سے جو کچھ اس ترجمے میں قصور و فتور ہوا ہو یا سہو ادراک پیش آیا ہو میں

اللہ پاک سے اس کیلئے عفو و صفح چاہتا ہوں۔ اللہ سبحانہ اپنے کرم و فیاض سے اس کو معاف فرمائے اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ اگر سہو و غلطی پائیں تو اس کی اصلاح فرمائیں مورد طعن نہ ٹھیرائیں بلکہ دعائے خیر و حسن خاتمہ کی اس گنہگار کے حق میں کریں امید ہے کہ اللہ پاک ان کی دعائے برکت سے اس کو دہ معاصی کے گناہ بخش دے اور حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حسن خاتمہ روزی کرے آمین والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علے سیدنا و مولانا محمد و علے آلہ واصحابہ واتباعہ واشیاعہ من الاولیاء والصالحین اجمعین الی یوم الدین آمین ثم المترجم المذنب الراجی رحمتہ ربہ الباری ذوالفقار احمد النقوی البھوپالی السادغوری عفا اللہ عنہ ما جناہ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ آمین ثم آمین

فہرست بلحاظ مضامین

پ

ز

س

ن

تتمہ

اس مبارک کتاب کے حصہ اول کے شروع میں گذارش احوال کے تحت اس نادرہ کتاب کی قدر و منزلت اور وجوہ طبع ثانی کچھ مختصراً عرض کر دیئے گئے ہیں۔ جن کا یہاں دہرانا محض تحصیل حاصل ہے۔ اللہ حافظ۔
البتہ حضرت موصوفؒ جناب شیخ سید السادات قطب عالم جلال الحق والملت والشرع والدین۔ المشہور مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات پر اجمالاً اور تفصیلاً بھی اس کتاب بے بہا سے بہت خوبصورت روشنی پڑتی ہے۔ جو اس کو خصوصاً دور حاضر میں بے لاگ طریقہ پر پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ جس طرح قلعی گر صحیح طریقہ پر قلعی چڑھاتے ہیں برتن کو پہلے اچھی طرح رگڑ کر۔ غل و غش۔ میل کچیل۔ چرک۔ زنگار وغیرہ سے صاف کر کے اپنے عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔

حضرت شخصیت آپ کا اہل سنت والجماعت حنفی مذہباً اور سہروردی اور چشتی مسلکاً ہونا اظہر من الشمس ہے۔ سیر و سیاحت (جس ہی کی وجہ سے ملقب بلقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہیں) بہت زیادہ کی اور پھر اس زمانہ کا سفر جس کی کلفتیں اور تکلیفیں مخفی نہیں۔ السفر سقرٌ اس کی بیّن دلیل ہے۔ مطمح نظر ہمیشہ زیارت اہل اللہ ہی رہا۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
باید اول طالب مردے شوی

کے صحیح مصداق ہیں۔
سینکڑوں بزرگوں سے علمی۔ عملی۔ تعلیمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ بہ تیں برس مدینہ عالیہ کے مجاور رہے۔ اور کاملین مکملین سے استفادہ کیا۔ حضرت عبداللہ یافعیؒ اور حضرت عبداللہ مطریؒ سے بہت ہی لگاؤ اور عقیدت ٹپکتی ہے۔ خصوصًا اپنے شیخ بیعت قطب عالم حضرت فخر رکن الحق والملت والدین اور ان کے آباؤ اجداد (کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کے بھی یہی حضرات پیر بیعت ہیں) سے تو بہت ہی خوش اعتقادی اور محبت کا اظہار اور ان کے کمالات کا ذکر کرامات مع بہت ادب سے بیان فرماتے ہیں۔ قطب عالم کا ذی شان لفظ آپ کے حق میں زبان زد خلائق ہے سچ ہے الاجر علی قدر التعب ہزاروں طالبان صادق کو فیض پہنچایا۔ اکثر آپ کے گرد مجمع کثیر رہتا

ع ہر کجا بود چشمہ شیریں   مرغ و مور و مرد گرد آیند

بہت زیادہ عجیب و نادر۔ لانیحل مسائل درج کتاب ہیں۔ بالخصوص خاندانی تفاخر سے بہت ہی بیگانگیت ہے من ابطاء عملہ لم یسرع بہ نسبہ (جس کے عمل نے اس کو پیچھے ڈالا۔ اس کا نسب کوئی فائدہ نہیں دے گا) اکثر ارشاد ہوتا ہے

یعنی

یہ خاندانیت فقط اک نام ہے
خوش عمل خوش خلق صاحب کام ہے
بلکہ ہو جاتی ہے خود باعث حجاب
جبکہ ہو پیدا اس میں زہر ناب
ہاں عمل کردار اور گفتار خوش،
اس کو کر دیتا ہے ذہب خوش نقش

(الاحقر)

ہر جگہ عمل کی ترغیب ہے اور اسی کو اصل اور دوسری کثیر افضل کو فرع کی حیثیت دی ہے۔

حضور قطب عالم حضرت مخدوم کئی دفعہ دہلی تشریف فرما ہوئے شاہان تغلق کا زمانہ تھا۔ مرحوم محمد تغلق اور فیروز تغلق نہایت درجہ عقیدت مند تھے۔

آخری دفعہ دس ماہ قیام فرمایا۔ یعنی ۸ ربیع الثانی سنہ ۷۸۱ھ کو ارزانی فرمائی۔ اور ۱۱ محرم سنہ ۷۸۲ھ کو مفارق ہوئے۔

سبحان اللہ نیک اور مقرب لوگوں کی آمد و رفت بھی مخصوص اوقات میں ہے۔ یعنی ولادت شب برات سنہ ۷۰۷ھ وفات عید قربان سنہ ۷۸۵ھ مبارک إنا للہ وإنا الیہ راجعون (اخبار الاخیار)

اسی دوران میں یہ دس ماہا روزنامچہ مکمل ہوا۔ جو کتاب کی صورت میں پیش نظر ہے۔

حضرت ابوالعبد اللہ علاء الدین فاطمی حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت عالیہ میں مسلسل دس ماہ دن رات حاضر رہ کر جمع کیا۔ حضور پرنور پر جب موصوف کا شوق و ضبط تحریر واضح ہوا۔ تو مضامین کو محبت خاص سے لکھواتے۔ کہ صحت مسائل ہو۔ اور کوئی خامی و خلل واقع نہ ہو۔

بقول نوشتہ بماند سیاہ برسفید نیمہ صفات جاری ہے۔ اس طرح یہ یادگار حضرت جامع مرحوم کی محنت شاقہ اور کاوش سے پایہ تکمیل کو پہنچے۔ جس کا وہ خود دیباچہ میں ذکر فرماتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء۔

پھر چونکہ اس وقت کے رواج کے مطابق یعنی ۶۰۰ سال قبل وہ قدیم فارسی زبان میں تھی۔ معلی الالقاب جناب سید ذوالفقار علی صاحب ٹونکی نے اردو زبان مروجہ میں ڈھال کر ثواب دارین حاصل کیا۔ کس خوبی اور سادگی اور خلوص سے تمہید اور خاتمہ میں سب کچھ تحریر فرما دیئے ہیں۔ سبحان اللہ۔ خود ملاحظہ فرما دیں۔ اور لطف اُٹھا دیں۔

الغرض اسی طرح اس فیض کو عام کیا۔ کہ ہر کوئی اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہو۔ الحق اِخیر الخیر۔ الخیر المتعدی۔

ان مراحل کے عہدوں میں جو کوفت اور عرق ریزی ہوتی ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ اہل فن ہی خوب جانتے ہیں۔ علی اللہ (بمنہ وکرمہ) اعلی اجرھم۔

مندرجہ بالا اصحاب کرام رحمۃ اللہ علیہم جیسے خالص الاعتقاد و الیقین ہاتھوں سے بتدریج کانٹ چھانٹ کر یہ کتاب مستطاب (کتاب بیانِ آیاتِ قرآنیہ کی نادر تفسیر اور احادیث کی نادر شرح ہے۔) دوبارہ چھپ کر آپ کے سامنے ہے۔

باقی امور کے علاوہ اس کی دو فہرستیں بھی اب شامل کی ہیں۔ ایک فہرست صفحہ وار۔ دوسری فہرست مضمون وار بترتیب حروف تہجی ہے۔ یعنی جس جس صفحہ پر مضمون بعینہٖ یا قدرے تفاوت سے درج ہے۔ اُن صفحات کو مضمون کے آگے درج کر دیا ہے۔ کہ شائق کو مضمون مطلوبہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ اس میں تا حدِ سعی پوری کوشش کی ہے۔ میری اس سعی میں میرے لڑکوں نے خاصا ہاتھ بٹایا ہے جزاھم اللہ فی الدارین خیراً الجزاء الکثیر۔ آمین۔ ثم آمین۔ تاہم مجھ جیسے خام سے خامی بعید نہیں۔ درگذری و چشم پوشی چاہتا ہوں۔

اصل لطف تو کتاب کو بشرائط بڑی ہمہ تنی اور سمجھ بوجھ سے تھوڑا تھوڑا القدر جذب پڑھنے ہی میں ہے۔ وباللہ التوفیق

وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ کل تقی و نقی فھو آلی اجمعین۔

اللھم بجاہ نبیک المصطفیٰ ورسولک المجتبیٰ۔ طھر قلوبنا من

کل وصف یا عدنا عن مشاھدتك وتجتلك وامتنا علی السنة والجماعة والشوق الی لقائك یا ذالجلال والاکرام

؎

یاران ہمنشیں ہمہ از ھم جدا شدند
ما ایم و آستانہ دولت پناہ تو
فردائے روز حشر کہ عرض خلائق است
باشد روال میان لبن افتہ نگاہے تو

؎

تیرے لئے میرا جینا ہو میرا مرنا ہو
تیرے لئے ہی ہر اک کام ہو جو کرنا ہو
تو ہی رفیق ہو ساتھی ہو ہمنوا ہر آن
یہی سبق ہو میرا یاد جس کو کرنا ہو

(الاحقر)
غلام محبوب سبحانی طبیب ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

1018
515
503

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

جلد دوم

الدر المنظوم

فی ترجمہ

ملفوظ المخدوم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب بخاری المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہ

نے فی نفسہ متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شائقین علم و عمل میں تقسیم کیا